تقریظ جلیل عالم نبیل مؤلف "جامع الاحادیث"

علامہ محمد حنیف خاں رضوی دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ تعالیٰ و تقدس حامداً و مصلیاً و مسلماً

علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر لکھی جانے والی زیر مطالعہ کتاب کا مقدمہ راقم الحروف نے بغور پڑھا، بحمدہ تعالیٰ عزیز گرامی وقار حضرت مولانا

عبد القادر صاحب زید مجدہم نے اہل سنت وجماعت کا موقف بخوبی واضح فرمایا ہے اور ساتھ ہی منکرین ومعاندین کے بعض اعتراضات کے مسکت جوابات بھی تحریر فرمائے ہیں، مثلاً بد مذہبوں کا یہ اعتراض عرصہ دراز سے گردش کر رہا ہے کہ حضور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے علم غیب کا اطلاق اس لیے درست نہیں کہ "غیب" کے ساتھ "علم" قرآن وحدیث میں وارد نہیں ہوا؛ لہذا علم غیب ہونا یہ صفت خاص ہے باری تعالیٰ کے ساتھ، چنانچہ اس کا اطلاق غیر خدا پر جائز نہیں؛ لہذا حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے "علم غیب" کا اطلاق قرآن وحدیث کے خلاف ہے، اس کا جواب مقدمہ میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ دیا گیا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے اس بات کی صراحت دکھائی گئی ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں آپ نے فرمایا: "**كان رجلاً يعلم علم الغيب قد علمه ذلك**" یہ حدیث جلیل القدر صحابی حضرت ابی بن کعب کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوعاً روایت کی ہے جو تفسیر ابن جریر جلد نہم ص ۲۷۹ پر موجود ہے یعنی خود حضور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت خضر علیہ السلام کے لیے لفظ "علم الغیب" استعمال فرمایا، یہ تفسیر غیر مقلدین کے یہاں بھی مستند ومعتبر ہے، پھر یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ علم غیب غیر خدا کے لئے قرآن وحدیث میں نہیں آیا؛ لہذا یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ غیر مقلدوں اور بد مذہبوں کا علم غیب سے انکار کرنا عناد ومکابرہ کے سوا کچھ نہیں، مقدمہ میں اس طرح کے بہت سے شواہد مولانا موصوف نے جمع کر دیے ہیں جس سے اہل سنت کے دعوی کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

مقدمہ کو سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی مشہور ومعروف کتاب "الدولة المكية" کے ترجمہ سے اقتباسات کو نہایت سلیقہ سے سجایا ہے اور قوسین کے اضافہ سے اپنے مدعا کی بھرپور وضاحت بھی کردی ہے، یہ مقدمہ زبان وبیان کی خوبیوں سے بھی مالامال ہے۔

انداز سہل، عبارت میں سلاست وروانی، دعوے کی بھرپور وضاحت اور حوالوں سے مزین مقدمہ بلاشبہ اپنے موضوع پر ایک محققانہ دستاویز ہے، مولیٰ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مولانا موصوف کی کاوش کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

آمين بجاه النبي الأمي الأمين الكريم عليه التحية والتسليم وعلى آله وصحبه أجمعين

محمد حنیف خاں رضوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

مؤرخہ ۹ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ بروز چہار شنبہ

تقریظ مناظر اسلام فخر اہلسنت

علامہ محمد سعید احمد اسعد مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس اللہ کا فرشتہ جبریل علیہ السلام وحی لے کر تشریف لایا کرتا ہے جس نے اس بات کو سچ سمجھا اور زبان سے اس کا اقرار کیا وہ مؤمن قرار پایا اور جس نے اس بات کو سچ نہ سمجھا وہ غیر مسلم ہوا۔ جبریل علیہ السلام اور وحی یہ دونوں چیزیں "غیب" ہیں، جو یہ تسلیم

کرے کہ نبی مکرم شفیع اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس غیب کو جانتے ہیں، پہنچانتے ہیں وہی مومن کہلانے کا حقدار ہے اور جو یہ کہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس غیب کو بھی نہیں جانتے وہ نبوت کا انکار کردینے کی وجہ سے دائرہ ایمان میں داخل ہونے کا حقدار نہیں، فاضل محتشم حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب حفظہ اللہ کا اللہ تعالٰی بھلا کرے جنہوں نے اس اعتقادی مسئلہ کو اختصار سے بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا مجھے امید ہے کہ مخالفین بھی اگر تعصب کی عینک اُتار کر اس کا مطالعہ کریں گے تو اِسکی تائید پر مجبور ہونگے۔

فقط

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

۸ ستمبر ۲۰۰۸ (۷ رمضان ۱۴۲۹)

تقریظ فقیہ العصر مفتی محمد ابو بکر صدیق قادری حفظہ اللہ

رئیس دار الافتاء Q.tv و دار الافتاء طوبیٰ

فقیر نے اس کتاب کا اوّل تا آخر بغور مطالعہ کیا، اثبات علم غیب مصطفی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں ایک اہم اور نہایت مفید کتاب پڑھ کر اندازہ ہوا کہ علامہ عبد القادر زید مجدہٗ نے اس کتاب کو انتہائی عرق ریزی کے ساتھ مرتب فرمایا ہے اور بد مذہبوں کے لیے قیل وقال کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، ان

کے پھیلائے ہوئے جھوٹ کو طشت ازبام کردکھایا ہے اور عوام اہلسنت پر واضح کردیا کہ محدثین کرام بشمول امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ سب کا وہی عقیدہ تھا جو اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے اور انکے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کی تالیف کو مقبول بنائے۔

آمین بجاہ النبیّ الأمین وصلّی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وآلہ وأصحابہ أجمعین.

محمد ابوبکر صدیق قادری عفی عنہ

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

نوٹ: مذکورہ بالا تقریظ کتاب ہذا کی طباعت اوّل کے وقت استاذ العلماء مفتی ابوبکر صدیق قادری صاحب نے لکھی تھی جس میں مقدمہ شامل نہیں تھا۔

عرضِ مؤلف

تمام تعریفیں اس اللہ ربّ العالمین عالم الغیب والشہادہ کے لیے ہیں جس نے اپنے پیارے حبیب جناب محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو بے شمار علوم وحکم سے نوازا، امابعد:

اس کتاب میں اوّلاً ''مقدمہ'' میں علمِ غیب کی تعریف اور اس کے بارے میں عقیدۂ اہلسنت بیان کیا جائے گا، مقدمہ کی تالیف میں اکثر عبارات امام اہلسنت اعلیٰ

احضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور ومعروف تصنیف "الدولة المكيّة بالمادّة الغيبيّة" سے ماخوذ ہیں یوں اس مقدمہ کو "الدولة المكيّة" کی تلخیص بھی کہا جا سکتا ہے، ساتھ ساتھ فتاویٰ رضویہ شریف اور دیگر علماء اہلسنت نے اپنی کتب میں اس موضوع پر جو وضاحت کی ہے اس میں سے اہم اہم عبارات نقل کی گئی ہیں، مقدمہ میں علمائے کرام کی بیان کردہ عبارات کو آسان کرنے کے لیے مشکل الفاظ کے معنی بھی قوسین ( ) میں درج کردیے گئے ہیں۔

یہ تالیف کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ مختلف کتب علماءِ اہلسنت میں جو احادیث بطور دلائل بیان ہوئی ہیں ان میں سے صرف بخاری شریف سے چالیس احادیث کو اکٹھا کر کے عوامِ اہلسنت تک پہچانا اس تحریر کا مقصود ہے، کچھ احادیث تو علامہ شمس الہدیٰ صاحب مصباحی اور علامہ مفتی محمد ابو بکر صدیق صاحب حفظہما اللہ تعالیٰ سے دورۂ حدیث کرتے وقت بخاری شریف سے نوٹ کرلیں تھیں، جبکہ دیگر احادیث کے لیے بالخصوص ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:

"الفتاوى الرضوية"،

"الدولة المكيّة بالمادة الغيبية"،

"خالص الاعتقاد"

"إنباء المصطفى بِحالِ سِرٍّ أخفى"،

و "إزاحة العيب بسيف الغيب".

فتاویٰ ورسالہائے امام اہلسنت شیخ الاسلام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ۔

"جاء الحق"،

"مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح"

تصنیف وشرح حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

"تبیان القرآن"

"توضیح البیان"

تصنیفاتِ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ۔

"علمِ غیب"

رسالہ مسعودِ ملت ڈاکٹر مسعود احمد رحمہ اللہ۔

"علم خیر الانام"

تصنیفِ مولانا عبد الباسط محمد عبد السلام رضوی۔

احادیث کے ترجمہ کے لیے فاضل شہیر مولانا عبد الحکیم شاہجہانپوری رحمہ اللہ کی مترجم بخاری شریف اور فقیہ الہند مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ کی شرحِ بخاری "نزھۃ القاري" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

بخاری شریف کی ہر حدیث کے ساتھ عربی متن بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے الفاظِ مبارکہ سے فیوض وبرکات نصیب ہوں اور ہر پڑھنے والا اِن اَنوار سے اپنے دلوں کو منور فرمائے جنہیں ربّ العالمین نے رحمتِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے کلمات میں ودیعت فرما دیا ہے، نیز عربی متن کو پڑھ کر عربی دان کے لیے مفاہیم کی رسائی تک ترجمے کا حجاب رکاوٹ نہ بنے گا، متونِ احادیث "صحیح البخاري"، دار السلام، الریاض کے مطبوعہ نسخہ سے نقل کیے گئے ہیں، رقم الحدیث اور

صفحہ نمبر بھی درج ہیں، ساتھ ہی بخاری شریف کی ہر حدیث کے ساتھ کتاب اور باب کو بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ وقتِ ضرورت ہر قدیم وجدید نسخے سے رجوع کیا جاسکے۔

احادیث کی شرح کے لیے کوشش کی ہے کہ معتمد علماء کی شرح کو نقل کردیا جائے، تشریح حدیث کے لیے "فتح الباري"، "عمدة القاري"، "نزهة القارئ"، "مرآۃ المناجیح" سے عبارات نقل کی گئیں ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان شارحین پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش نازل فرمائے جن کی مساعیٔ جمیلہ سے آج ہمارے لیے حدیث کو سمجھنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسان فرمادیا ہے۔

مَیں میرے ہم درس، فاضل محقق علامہ ومولانا اسلم رضا حفظہ اللہ اور انکے ادارے "دار أهل السنة" کے علماء ومحققین مولانا اویس قادری، مولانا عبدالرزاق قادری ومولانا کاشف قادری کا خاص طور پر شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے اس تالیف کی تیاری میں مختلف طور پر تعاون فرمایا، اور اکثر حوالہ جات ان کے ادارے کی کتب سے ہیں، اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر عطا فرمائے، مزید اسی طرح دین متین کی خدمت واشاعت بڑھ چڑھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس تالیف میں ان احادیثِ بخاری کو بیان کیا گیا ہے جن میں سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے علمِ غیب ما کان وما یکون اور غیبی مشاہدات کا ثبوت ہے، اللہ عزّ وجلّ سے دعا ہے کہ اس تالیف کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس کے ذریعے نفع بخشے اور اسے ہمارے لیے کفارہ سیّئات بنائے اور ایمان وعافیت کے ساتھ خاتمہ بالخیر کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم.

فقیر کی اس کوشش سے اگر میرے کسی مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچے تو بالخصوص والد مرحوم حاجی عثمان ولد ہارون (کچھی لوہار واڈہ نانی وموئی والا) اور والدۂ مشفقہ مرحومہ حاجیانی زینب بنت ہاشم (کچھی لوہار واڈہ نانی وموئی والا) رحمہما اللہ تعالیٰ کے لیے دعائے مغفرت کرے کہ انہیں کی دعاؤں کی برکت سے فقیر اس تالیف کو آپ تک پہنچا سکا ہے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ، رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [إبراهيم: ٤٠] ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [الإسراء: ٢٤] صلّى اللّه تعالى على خير خلقه سيّدنا ومولانا محمّد وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين.

عبدالقادر قادری رضوی تحسینی عفی عنہ (کچھی لوہار واڈہ نانی وموئی والا)

۹ رمضان المبارک ۱۴۲۹ ہجری بمطابق ۱۰ ستمبر ۲۰۰۸

مقدمہ

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ (سنِ وفات ۵۰۲ ہجری) غیب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الغيبُ مصدر، غابت الشمس وغيرها إذا استترت عن العين واستعمل في كلّ غائب عن الحاسة وما لا يقع تحت الحواس ولا تقتضيه بداهة العقل وإنّما يُعلم بخبر الأنبياء عليهم السّلام.

ترجمہ: لفظ غیب مصدر ہے، جب سورج وغیرہ آنکھوں سے چھپ جائے تو کہا

جاتا ہے کہ سورج غائب ہو گیا، اور غیب کا لفظ ہر اُس پوشیدہ چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسانی حس سے چھپی ہو اور جو حواس (یعنی دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے) سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ ہی عقل کے غور و فکر سے معلوم ہو سکے، غیب تو انبیاء علیہم السلام کے بتانے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

("مفردات ألفاظ القرآن"، ص۔٦١٦).

مفسّرِ شہیر شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بذریعۂ آلات کے جو چھپی ہوئی چیز معلوم کی جائے وہ غیب نہیں مثلاً کسی آلہ کے ذریعے سے عورت کے پیٹ کا بچہ معلوم کرتے ہیں یا ٹیلی فون اور ریڈیو سے دور کی آواز سُن لیتے ہیں اس کو علمِ غیب نہ کہیں گے کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کر دیا گیا ہے کہ جو حواس سے معلوم نہ ہو سکے (الٹرا ساؤنڈ سے جو تصویر دکھائی دی) اور ٹیلی فون یا ریڈیو سے جو آواز نکلی وہ (تصویر یا) آواز حواس سے معلوم ہونے کے قابل ہے

("جاء الحق"، ص۔٤٠).

یعنی اگر کوئی آلہ چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دے تو یہ علمِ غیب نہیں کہ آلے کے ظاہر کرنے کے بعد ہمیں اس چیز کا علم حواس کے ذریعے سے ہوا لیکن جو علم وحی کے ذریعے کسی نبی کو یا کشف یا الہام کے ذریعے کسی ولی کو حاصل ہو تو وہ حاصل ہونے کے بعد بھی علم غیب ہے کہ علم غیب کہتے ہی اسکو ہیں جو حواس اور عقل سے معلوم نہ ہو سکے البتہ یہ فرق یاد رہے کہ بذریعۂ وحی نبی کو حاصل ہونے والا علم قطعی و یقینی ہوتا ہے جبکہ ولی کو کشف یا الہام کے ذریعے حاصل ہونے والا علم ظنّی ہوتا ہے۔

خالق اور مخلوق کے علم میں برابری نہیں

علمِ الٰہی اور مخلوق کے علم کے درمیان برابری کا شبہ کسی مسلمان کے دل و دماغ میں نہیں آسکتا، خالق اور مخلوق کے علم کے درمیان کئی وجوہات سے فرق ہے، چنانچہ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

اللہ کا علم ذاتی ہے۔	مخلوق کا علم عطائی ہے۔
اللہ کا علم اس کی ذات کیلئے واجب ہے (یعنی وہ اللہ ہے جسکی ذات ہی ایسی ہے کہ اسے ہر چیز کا علم ہونا ضروری ہے)۔	مخلوق کا علم اس کے لیے ممکن ہے (یعنی ضروری نہیں کہ مخلوق کو ہر ہر چیز کا علم ہو، ممکن ہے کہ کسی چیز کا علم ہو، کسی کا نہ ہو)۔
اللہ کا علم، ازلی، سرمدی، قدیم، حقیقی ہے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے)	مخلوق کا علم حادث ہے اس لیے کہ تمام مخلوق حادث ہے (ہمیشہ سے نہیں)
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم مخلوق نہیں۔	مخلوق کا علم بھی مخلوق (پیدا کیا گیا ہے)۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم کسی کے زیرِ قدرت نہیں۔	مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کی قدرت میں، اس کے زیرِ دست ہے۔
علمِ الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا۔	مخلوق کا علم بدل سکتا ہے۔
علمِ الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب ہے۔	علمِ مخلوق کی فنا ممکن۔

(پھر فرماتے ہیں):ان فرقوں کے ہوتے ہوئے برابری کا وہم نہ کرے گا مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور انہیں بہرہ کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

("الدولة المكية"، ص۷۸، مترجم از حجّة الاسلام حامد رضا خان رحمه الله).

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ "فتاویٰ رضویہ شریف" میں فرماتے ہیں:

بلا شبہ حق یہی ہے کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام وملائکہ مقربین اوّلین وآخرین کے مجموعہ علوم مل کر بھی علمِ باری تعالیٰ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بوند کے کروڑویں حصے کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۱۵، ص۳۷۷).

مزید ایک مقام پر امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں:

بلاشبہ جو غیرِ خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اُس کے کفر میں تردّد کرے وہ بھی کافر۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۴۰۷).

اللہ عزوجل کی ذات اور صفات کا مکمل علم کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا

اللہ عزوجل مخلوق کے علم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ [البقرة : ۲۵۵].

ترجمۂ کنز الایمان: وہ نہیں پاتے اُس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ "الدولة المكيّة" میں فرماتے ہیں:

أقول: ولو قطعنا فيه النظر عمّا مرّ لكفى برهاناً عليه قوله تعالى: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا﴾ [النساء: ۱۲٦] وذلك أنّ ذاته تعالى غير متناهية فلا يمكن لأحد من خلقه أن يعلمه كما هو بحيث يصحّ أن يقال: الآن عرف الله تعالى عرفاناً تامّاً لم يبق بعده في المعرفة شيء فإنّه لو كان كذا لأحاط ذلك العلم بذاته تعالى فكان تعالى محاطاً له وهو متعال عن يحيط به أحد، بل هو بكلّ شيء محيط.

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمہ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

اقول (میں کہتا ہوں): اور اگر ہم تمام تقریر سے قطع نظر بھی کریں تو اس پر دلیل قاطع ہونے کے لیے یہ آیت کریمہ ہی بس ہے کہ ﴿اللہ ہر شے کو محیط ہے﴾ اس لیے کہ ذاتِ الٰہی محدود نہیں تو اس کی مخلوق میں کسی کو ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کو جیسا ہے تمام وکمال ایسا پہچان لے کہ یہ کہنا صحیح ہو جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کی (ایسی) معرفت حاصل ہوگئی جس کے بعد اس کی معرفت سے کچھ باقی نہ رہا اس لیے ایسا ہوتا تو یہ (حاصل ہونے والا) علم اللہ عزوجل کی ذات کو محیط ہو جاتا تو اللہ عزوجل اس کے احاطہ میں آجاتا اور وہ برتر ہے کہ اسے کوئی چیز احاطہ کر سکے (یعنی ایسا ناممکن ہے کہ کوئی اللہ عزوجل کی ذات وصفات کو کامل طور پر جان سکے) بلکہ وہ ہی ہر چیز کو محیط ہے اور اللہ عزوجل کو جاننے والے انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور مومنین، ان میں جو باہم مراتب کا فرق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بنا پر ہے (جو اللہ عزوجل کو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابدالآباد تک انہیں علم پر علم بڑھتا رہے گا اور کبھی اس کے علم میں سے قادر نہ ہوں گے مگر قدرِ متناہی پر (یعنی جو انہیں علم حاصل

ہوگا وہ محدود ہی ہوگا) اور ہمیشہ معرفتِ الٰہی سے غیر متناہی باقی رہے گا (یعنی جنتی انہیں جب جب معرفتِ خداوندی حاصل ہوگی اس کے بعد ہمیشہ ایسا ہوگا کہ معرفتِ الٰہی پھر بھی لامحدود رہے گی) تو ثابت ہوا کہ جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہونا (جان لینا) عقلاً اور شرعاً دونوں طرح محال ہے۔

("الدولة المكية" مترجم، ص ۷۰).

لامحدود علم صرف اللہ کو ہے

امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لامحدود علم کے مختلف سلسلوں کی مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات غیر متناہی اور اس کی صفتیں غیر متناہی اور ان میں ہر صفت غیر متناہی اور عدد کے سلسلے غیر متناہی اور ایسے ہی ابد کے دن اور اس کی گھڑیاں اور اس کی آنیں اور جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے ہر عذاب، جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں اور ان کے پلک جھپکنا اور ان کی جنبشیں اور ان کے سوا اور چیزیں، یہ سب غیر متناہی (یعنی لامحدود) ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کو ازل وابد میں پوری تفصیلی احاطہ کے ساتھ معلوم ہیں۔

("الدولة المكية" مترجم، ص ۶۷).

ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ جہنم کے عذاب اور جنت کی نعمتوں کے بارے میں کثیر علم دیا گیا ہے بلکہ مشاہدہ بھی کرایا گیا ہے لیکن مخلوق میں سے کسی کو بھی لامحدود علم حاصل نہیں ہوسکتا چنانچہ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے لیے لامحدود علم کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مخلوق کا علم اگرچہ کتنا ہی کثیر وبسیار ہو یہاں تک کہ عرش وفرش میں روزِ اوّل سے روز آخر تک اور اس کے کروڑوں مثل سب کو محیط ہو جائے (گھیر لے) جب بھی نہ ہوگا مگر محدود بالفعل (یعنی مخلوق میں سے کسی کا علم عرش اور فرش، روز اوّل و روز آخر کے درمیان مانا جائے تو وہ محدود ہی ہوگا) اس لئے کہ عرش اور فرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں اور روزِ اوّل سے روز آخر تک یہ دوسری دو حدیں ہوئیں اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ نہ ہوگی مگر متناہی (یعنی محدود)۔

("الدولة المكية"، ص۔ ۷۰).

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے) کل صفاتِ الٰہیہ اور بعدِ قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے۔

("جاء الحق"، ص۔ ٤٦).

علاّمہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں:

پس جاننا چاہیئے کہ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) علمِ کلی (ماننے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو خدا کا علم ہے وہ حضور کو سب حاصل ہے، بلکہ مخلوقات اور لوحِ محفوظ کے کل علوم حضور کو حاصل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا علم لوحِ محفوظ میں منحصر نہیں ہے بلکہ کروڑوں الواح بھی اللہ تعالیٰ کے علومِ غیر متناہیہ کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔

("توضيح البيان"، ص۔ ٤٠٤).

علمِ ماکان وما یکون کا معنی

اللہ عزوجل نے ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو "ما کان من اوّل یوم وما یکون إلی یوم آخر" کا علم عطا فرمایا ہے،اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخلوق کی ابتداء یعنی روزِ اوّل سے روزِ قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کا علم عرش تا فرش اور مشرق تا مغرب تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا اور روزِ اوّل سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والی تمام چیزوں میں سے کوئی چیز آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم شریف سے باہر نہیں۔

امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

بے شک حضرتِ عزّت عَزَّتْ عَظْمَتُہٗ نے اپنے حبیبِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا،شرق تا غرب،عرش تا فرش سب انہیں دکھایا مَلَکوتُ السماوات والأرض (زمین اور آسمانوں کے ملکوں) کا شاہد بنایا، روزِ اوّل سے روزِ آخر تک سب ما کان وما یکون انہیں بتایا،اشیاءِ مذکورہ سے کوئی ذرّہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا،علمِ عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا،نہ صرف اِجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر (ہر چھوٹی بڑی چیز)،ہر رطب ویابس (یعنی ہر خشک وتر)،جو پتہ گرتا ہے،زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للّٰہ الحمد کثیرا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، رسالۃ "إنباء المصطفی بِحالِ سِرّ أخفی"، جـ۲۹، صـ۴۸٦).

اس عبارت میں امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ نے نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

کے علم شریف کے بارے میں جو تفصیل بیان کی ہے اس کا تعلق قیامت تک مخلوق کے حالات وواقعات سے ہے، جیسا کہ آپ علیہ الرحمہ کے فرمان: ''روزِ اوّل سے روزِ آخر تک'' سے ظاہر ہے، اور بخاری ومسلم کی احادیث میں آپ عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے، قیامت کے بعد کے تمام واقعات اور تمام چیزوں کا علم، یہ ایک لامحدود سلسلہ ہے اور ہم آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے لامحدود علم کے قائل نہیں، بعدِ قیامت ہمیشہ ہمیشہ ہونے والے تمام واقعات، ہمیشہ ہمیشہ جو چیزیں جنت اور دوزخ میں پیدا ہوتیں رہیں گی وغیرہا ان تمام لامحدود سلسلوں کا علم صرف اللہ عزوجل کو ہے، ہاں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ قیامت کے بعد کے واقعات میں سے جتنا اللہ عزوجل نے چاہا اتنا علم آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا فرمایا، یہاں تک کہ جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا علم عطا فرما دیا۔

اگر جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے عالَم کے تمام ذرّات کا علم ثابت کیا جائے تو اس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم سے برابری نہیں ہوسکتی، اوّلاً تو اس لیے کہ ذرّاتِ عالم محدود ہیں، اور ذرّات کا علم بھی محدود ہے، اور اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود، ثانیاً یہ کہ اس بات کو تو ہر شخص تسلیم کرے گا کہ اگر ایک شخص اپنے ہاتھ پر لگے ہوئے ذرّے کو دیکھے تو اُسے اِس ذرّے کا علم ہونا یقینی ہے، اب اس شخص کو بھی اس ذرّے کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اس ایک ذرّے کا علم ہے، اب جسے جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے ذرّاتِ عالم کے علم ثابت کرنے میں اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم سے برابری کا وہم ہوا اُسے اِس ایک ذرّے کے علم ماننے میں بھی اللہ تعالیٰ کے علم سے برابری کا وہم ہونا چاہیے؛ کیونکہ یہ ایک ذرّہ بھی محدود ہے اور عالَم کے

تمام ذرّات بھی محدود ہیں، حالانکہ ادنیٰ سی عقل والا بھی اِس میں اللہ تعالیٰ سے برابری کا وہم نہیں کرے گا، اس لیے کہ ایک ذرّے کا علم محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود، اسی طرح ذرّاتِ عالَم کا علم مخلوق میں سے کسی کے لیے ماننے سے اللہ تعالیٰ سے برابری لازم نہیں آئے گی کہ ذرّاتِ عالم محدود ہیں، ثالثاً ذرّاتِ عالَم کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کو بھی، لیکن اس میں بھی کئی وجوہات سے فرق ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم ذاتی، قدیم ہے، جبکہ آپ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کا علم عطائی، اور حادث ہے، پھر مزید یہ کہ عالَم کے ذرّات اگرچہ محدود ہیں، لیکن ان میں سے ہر ذرّہ دوسرے ذرّے سے کتنا قریب ہے؟ کتنا دور ہے؟ ہر ذرّہ دوسرے ذرّے سے کتنا چھوٹا ہے، کتنا بڑا ہے؟ ایک ذرّہ دوسرے ذرّے کے اعتبار سے کس جہت میں ہے؟ نہ جانے کتنے اعتبار سے آپس میں لامحدود تعلّقات اور نسبتیں ہیں، صرف ایک ذرّے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے لامحدود علوم ہیں، ان لامحدود تعلّقات کا علم صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہے، اعلیٰ حضرت نے اپنے اس قول: ''زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا'' میں ذرّات کا علم ثابت کیا ہے، ذرّات کا دوسرے ذرّات کے ساتھ لامحدود تعلقات کے علم کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے لیے ثابت نہیں کیا، بلکہ ان لامحدود تعلّقات کے علم کو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے خاص کیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

ففي علمه سبحانه وتعالى سلاسل غير المتناهيات بمرّات غير متناهية، بل له سبحانه وتعالى في كلّ ذرّة علوم لا تتناهي؛ لأنّ لكلّ ذرّة مع كلّ ذرّة كانت أو تكون أو يمكن أن تكون نسبة بالقرب والبعد والجهة مختلفة في

الأزمنة باختلاف الأمكنة الواقعة والممكنة من أوّل يوم إلى ما لا آخر له.

("الدولة المكّيّة" مترجم، ص-٢٦٧).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علم میں لامحدود سلسلے لامحدود بار ہیں، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرّہ میں لامحدود علوم ہیں؛ اس لیے کہ ہر ذرّہ کو ہر ذرّہ سے جو تھا یا ہے یا جس کا ہونا ممکن ہے مختلف جگہوں یا اوقات میں روزِ اوّل سے لامحدود زمانے تک ہونے کے لحاظ سے قریب، دور اور کسی نہ کسی جہت میں ہونے کے اعتبار سے کوئی نہ کوئی نسبت ہے۔

مزید یہ کہ کسی چیز کا علم میں آنا الگ بات ہے اور اس چیز کی طرف ہر وقت توجہ رہنا اور بات ہے، امامِ اہلسنّت نے جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے ذرّاتِ عالَم کا علم ثابت کیا ہے، یہ نہیں کہا کہ ہر وقت، ہر ہر چیز کی طرف آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی اس طرح کامل توجہ ہے کہ کوئی چیز آپ کے مشاہدہ سے باہر نہ رہتی ہو؛ کیونکہ ہر وقت ہر چیز کی طرف کامل توجہ ہونا صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے اس عقیدے کو واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

معلوم أنّ علم المخلوق لا يحيط في آن واحد بغير المتناهي كما بالفعل تفصيلاً تامّاً بحيث يمتاز فيه كلّ فرد عن صاحبه امتيازاً كلياً.

ترجمہ: (یہ بات) معلوم ہے کہ کسی مخلوق کا علم آنِ واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ کہ ہر ہر فرد دوسرے سے بروجہ کامل ممتاز ہو، محیط نہیں ہوسکتا۔

("الدولة المكّيّة" مترجم، ص-٦٩)

ایک جگہ اس طرح فرماتے ہیں:

یا علم تھا لیکن کسی وقت ذہنِ اقدس سے اتر گیا؛ اس لئے کہ قلبِ مبارک کسی اور اَہم اور اعظم (کام) میں مشغول تھا، ذہن سے اُترنا علم کی نفی نہیں کرتا، بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے (کیونکہ ذہن سے وہی بات اُترتی ہے جو پہلے سے علم میں ہو)۔

("الدولة المکیّة" مترجم، ص۔۱۱۰)۔

ایک مقام پر اس طرح فرماتے ہیں:

امر اہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے۔

("الفتاوی الرضویة"، رسالۃ "إزاحة العیب بسیف الغیب"، ج۲۹، ص۵۱۸)۔

یعنی اکثر اہم کام میں مشغول ہونے سے دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں رہتی، اس عبارت سے امامِ اہلسنّت نے علمِ الٰہی اور علمِ رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں ایک اور اہم فرق بیان فرما دیا ہے، اتنے بڑے فرق کو ماننے کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے برابری اور شرک کا الزام لگانا کتنا عجیب ترین ہے؟!

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا سب سے زیادہ علم مصطفیٰ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ہی حاصل ہے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو جو ذات اور صفات الٰہی عزوجل کا علم حاصل ہے وہ تو ما کان و ما یکون کے علم کے علاوہ ہے کیونکہ ما کان و ما یکون کے علم کا تعلّق تو مخلوق کے گذشتہ و آئندہ قیامت تک کے حالات سے ہے، صفاتِ الٰہی سے نہیں اور نبیء پاک صلّی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلّم کو معرفتِ خداوندی کا جو علم حاصل ہے اس کے مقابلے میں ما کان و ما یکون کا علم تو سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے، اسی لیے امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا عبارت کے بعد مزید فرماتے ہیں:

بلکہ یہ (یعنی ما کان و ما یکون کے بارے میں) جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اُجمعین وسلّم بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز (یعنی ابھی تک) احاطۂ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد وکنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ جلّ وعلا، الحمد للہ العليّ الأعلی.

("الفتاوی الرضویة"، رسالة "إنباء المصطفی بِحالِ سِرٍّ أخفی"، ج۲۹، ص٤٨٦).

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہمارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخلوق کے قیامت تک کے حالات وواقعات کا علم دیا گیا ہے، اس کے علاوہ کتنا علمِ غیب دیا گیا ہے وہ تو لینے والا جانے اور دینے والا جانے اور یہ تمام علمِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اگرچہ اللہ عزوجل کے علم کے مقابلے میں محدود ہی ہے لیکن ہم کسی طرح بھی علمِ سیّد الوریٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اندازہ ہرگز نہیں کرسکتے۔

علمِ ما کان وما یکون کی قرآنی دلیل

اللہ عزوجل اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [النحل: ٨٩].

ترجمہ: اور تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان۔

اس آیت کو نقل کر کے امامِ اہلسنت "الدولة المکیّة" میں فرماتے ہیں:

تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی نہ رکھے (یعنی جس میں کسی طرح کوئی بات چھپی ہوئی نہ ہو) پھر فرماتے ہیں:

بیان کے لیے ایک بیان کرنے والا چاہیے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور دوسرا وہ جس کے لیے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اُترا، ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

("الدولة المکیّة"، ص ۱۰۰)۔

امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اور اہلسنت کے نزدیک "شیء" ہر موجود کو کہتے ہیں، اس ("شیء") میں جملہ موجودات داخل ہو گئے (یعنی تمام چیزیں) فرش سے عرش تک اور شرق سے غرب تک ذاتیں اور حالتیں اور حرکات اور سکنات اور پلک کی جنبشیں اور نگاہیں اور دلوں کے خطرے اور ارادے اور انکے سوا جو کچھ ہے اور انہی موجودات میں سے لوحِ محفوظ کی تحریر ہے تو ضرور ہے کہ قرآنِ عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیلِ کامل ہو اور یہ بھی ہم اِسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہوا ہے؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ﴾ [القمر: ۵۳]۔

ترجمہ: اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ﴾ [يس: ۱۲].

ترجمہ: ہر چیز ہم نے ایک روشن پیشوا میں گن رکھی ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ [الأنعام: ۵۹].

ترجمہ: زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر و خشک، مگر ایک روشن کتاب میں ہے۔

("الدولة المكّيّة"، ص۱۰۰).

الحاصل غور فرمائیں کہ قرآن عظیم میں ہر شے کا روشن بیان ہے اور لوحِ محفوظ بھی ایک شے ہے اور لوحِ محفوظ میں روزِ اوّل سے روزِ آخر تک پیدا ہونے والی ہر خشک وتر چیز کا بیان ہو تو وہ روشن کتاب جس میں لوحِ محفوظ کا علم ہے، وہ کتاب جس کے بارے میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَوْ ضَاعَ لِي عِقَالُ بَعِيرٍ لَوَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى یعنی اگر میرے اونٹ کی رسّی بھی گم ہو جائے تو میں اس کا پتہ کتاب اللہ میں پا لوں گا۔

("تفسير الألوسي"، تحت الآية: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ [المائدة:٦٧]، ج۵، ص۳۰۹).

ایسی عظیم الشان کتاب جس ذاتِ قدسی پر اُتری اُن کے علم کی وسعت کا کیا عالم ہوگا! اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ان پر کتاب اُتری تبیاناً لکلّ شيءٍ

تفصیل جس میں ما عبر وما غبر کی ہے

علمِ ما کان وما یکون نئی اصطلاح نہیں

رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے "علمِ ما کان وما یکون" کا استعمال کوئی نئی اصطلاح نہیں بلکہ مختلف مفسرین نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے "ما کان وما یکون" کے کلمات استعمال فرمائے ہیں، سورۂ رحمٰن کی ابتدائی آیات ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾ کے تحت تفسیر "معالم التنزیل" میں ہے:

وقال ابن كيسان: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ يعني محمدًا صلّى الله عليه وسلّم ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ يعني بيان ما كان وما يكون؛ لأنّه كان يبيّن عن الأوّلين والآخرين وعن يوم الدين.

("مختصر تفسير البغوي المسمّى بمعالم التنزيل"، جـ٤، صـ٢٦٧).

"تفسیر خازن" میں مذکورہ بالا آیات کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں، ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے:

وقيل: أراد بـ ﴿الإنسان﴾ محمدًا صلّى الله عليه وسلّم، ﴿علّمه البيان﴾ يعني بيان ما يكون وما كان؛ لأنه صلّى الله عليه وسلّم ينبئ عن خبر الأوّلين والآخرين وعن يوم الدين.

("تفسير الخازن"، جـ٤، صـ٢٢٣).

دونوں عبارتوں کا تقریباً یکساں مفہوم درج ذیل ہے:

اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ میں انسان سے مراد محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں، ﴿علّمه البيان﴾ میں بیان سے مراد علمِ ما کان وما یکون (یعنی جو ہوا اور جو

ہوگا) کا علم ہے اس لیے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اوّلین وآخرین اور قیامت کے دن کے بارے میں خبریں دیتے ہیں۔

امام اہلسنت سورۂ رحمٰن کی ان آیات کا ''کنزالایمان'' میں مذکورہ بالا تفاسیر کے مطابق اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں:

انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان وما یکون کا بیان اُنہیں سکھایا۔

اعلیٰ حضرت ''الدولۃ المکیۃ'' میں نبی کریم رؤف رحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ ماکان وما یکون کے بارے میں ایک نہایت اہم علمی نکتہ ارشاد فرماتے ہیں، اگر اسے یاد کرلیا جائے اور مختلف مقامات پر مدِّنظر رکھا جائے تو علمِ ماکان وما یکون پر کیے جانے والے بہت سارے اعتراضات خود بخود رفع ہوجائیں چنانچہ فرماتے ہیں:

عرش نے اس پر قرار پکڑا کہ ہمارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمام ماکان وما یکون جانتے ہیں اور جب کہ تمہیں معلوم ہولیا کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم قرآنِ عظیم سے مستفاد (حاصل کیا ہوا) ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر چیز کی تفصیل ہونا یہ اس کتابِ کریم کی صفت ہے، نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورت کی اور قرآن عظیم دفعۃً (ایک ساتھ) نہ اُترا بلکہ تقریباً تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا (اُترا) جب کوئی آیت یا سورت اُترتی نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآنِ عظیم کا نزول پورا ہوا، ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہوگیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر اپنی نعمت تمام کردی جیسا کہ قرآنِ عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تو تمامیِ نزولِ قرآن سے پہلے اگر نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ تم انہیں نہیں

جانتے یا نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا (یعنی خاموشی کو اختیار فرمایا) یہاں تک کہ وحی اُتری اور علم لائی تو یہ نہ اُن آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اِحاطہ علم کا نافی (یعنی نفی کرنے والا) جیسا کہ اہل انصاف پر مخفی نہیں۔

("الدولة المكية"، ص۱۰۸)۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمہ اللہ کے فرمانے کا خلاصہ یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علم ما کان وما یکون اس قرآنِ عظیم کے ذریعے عطا فرمایا گیا جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور یہ علم ایک ساتھ نہیں دیا گیا بلکہ قرآنِ عظیم کی آیتیں اور سورتیں وقفے وقفے سے نازل ہوئیں اسی کے ساتھ ساتھ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم مبارک بھی درجہ بہ درجہ بڑھتا رہا سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ ما کان وما یکون کی تکمیل قرآن عظیم کے نزول کے تمام ہونے کے ساتھ ہوئی اور ہمارا یہ دعوی کرنا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم روزِ اوّل سے روزِ آخر تک ہونے والے واقعات کو بلکہ جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنے اپنے مقام میں پہنچنے تک کو جانتے ہیں، یہ ساری وسعتِ علمی نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ مانتے ہیں اب مخالفین سے سوال یہ ہے کہ کوئی ایسی حدیث پیش کریں یا واقعہ بتائیں جسکا قرآن کے نزول کے تمام ہونے کے بعد ہونا یقین سے ثابت ہو اور جس میں اس بات کا ثبوت بھی ہو کہ قرآنِ عظیم کے نزول کے تمام ہونے کے بعد آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کسی چیز کے بارے میں علم نہ دیا گیا ہو، سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تمام بدمذہبوں کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(اے بد مذہبو!) سب اکھٹے ہو جاؤ اور ایک نص ایسی لے آؤ جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی اور ثبوت جزمی ہو (یعنی ایسی دلیل جس سے یقین کا درجہ حاصل ہو) جیسے قرآن عظیم کی آیت یا متواتر حدیث جو یقینِ قطعی اور جزمِ روشن سے حکم (ثابت) کرتا ہو کہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کوئی واقعہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر مخفی رہا ہو بایں معنیٰ (ان معنوں پر) کہ حضور نے اصلاً اسے جانا ہی نہ ہو، نہ یہ کہ حضور نے جانا اور بتایا نہیں کہ حضور کے پاس ایسے علم بھی ہیں جن کے اِخفاء (یعنی چھپانے) کا حکم فرمایا گیا یا علم تھا لیکن کسی وقت ذہن اقدس سے اتر گیا اس لئے کہ قلبِ مبارک کسی اور اہم اور اعظم (کام) میں مشغول تھا، ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ علم ہونے کو چاہتا ہے (کیونکہ کوئی چیز ذہن سے اُسی وقت اتر سکتی ہے جب کہ وہ بات پہلے سے علم میں ہو) جیسا کہ کسی سمجھ والے پر مخفی نہیں رہا۔

ہاں......ہاں......تو ایسی کوئی برہان (واضح دلیل) لاؤ اگر سچے ہو اور اگر نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ نہ لاسکو گے تو جان لو اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو۔

("الدولة المکیة"، ص ۱۱۰)۔

کلامِ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو انکارِ علم غیب میں اہل سنت کے عقیدے کو سمجھے بغیر مختلف واقعات کو پیش کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اگر اس بات کا علم ہوتا کہ قبیلہ رعل وذکوان دھوکے سے ستر قاریوں کو اپنے ساتھ لے جا کر شہید کر دیں گے تو ان صحابہ کو انکے ساتھ کیوں روانہ کرتے، اگر علمِ غیب ہوتا تو امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ کے گمشدہ ہار کو تلاش کرنے کے لیے قافلے کو کیوں رکواتے؟، جو ہجرت کر کے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے

پاس حاضر ہوتا اس سے کیوں دریافت فرماتے کہ تم غلام ہو یا آزاد؟ مختلف معاملات میں خاموشی اختیار فرما کر وحی کا انتظار فرمانا بھی ثابت ہے، مختلف فیصلوں میں گواہی طلب فرماتے وغیرہ وغیرہ، ان تمام واقعات میں پہلی بات تو یہ ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر ہم نبی کریم نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بارے میں کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ فلاں چیز کا علم آپ کو نہیں تھا ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے آقا کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حبیب اعظم، صاحبِ وحی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی عطا سے زمین پر رہتے ہوئے آسمانوں کی خبریں دیں ان کے بارے میں ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہیں فلاں چیز کا علم نہیں تھا؟! سردست جو مثالیں پیش کی گئیں ان سب میں تاویل ہوسکتی ہے، مثلاً ستر قاریوں والے واقعے میں یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مشیتِ الٰہی اور ان کو شہادت سے سرفراز کرنے کی وجہ سے خاموشی اختیار فرمائی اور ظاہری اسباب کو نہ اختیار فرمایا مثلاً ان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہ فرمائی جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے خبر دینے سے حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خود اپنی شہادت کا علم تھا باوجود علم کے نہ خود طویل عمر کی دعا کی اور نہ اللہ کے حبیب کی جناب میں دعا کی درخواست کی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی کے آگے خاموش رہے اور خاموش رہنا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، ہار کی تلاش کے لیے رکنے کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیات نازل فرما کر تا قیامت مسلمانوں کے لیے آسانی فرمادی اس حکمت کے پیش نظر خاموشی اختیار فرمائی اور خاموش عدمِ علم کی دلیل نہیں، اسی طرح آنے والے سے غلام ہونے یا نہ ہونے کا سوال کرنا بھی علم کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے عصا کے

بارے میں پوچھنا اور صحابۂ کرام کو دین سکھانے کی غرض سے جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے شکل انسانی میں آکر سوال کرنا چنانچہ غلام ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دریافت کرنا صحابۂ کرام کی تعلیم کی غرض سے بھی ہوسکتا ہے، اسی طرح فیصلوں میں گواہوں کو طلب کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ فیصلہ کرنے والے کو معاملے کا علم نہیں خاص طور پر وہ ذات گرامی جو باطنی اور ظاہری علوم کائنات کو سکھانے کے لیے تشریف لائے ہوں، اس کی واضح اور بیّن دلیل وہ حدیث شریف ہے جسے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ بمع تخریج محدثین سے نقل فرماتے ہیں:

ابو یعلی اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں، ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِصٍّ وَأَمَرَ بِقَتْلِهِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ سَرَقَ، فَقَالَ: ((اقْطَعُوهُ))، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ بَعْدُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ سَرَقَ، وَقَدْ قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ: مَا أَجِدُ لَكَ شَيْئًا إِلا مَا قَضَى فِيكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَمَرَ بِقَتْلِكَ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْلَمَ بِكَ، ثُمَّ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

"المعجم الكبير"، رقم الحديث: (٣٤٠٩)، جـ ٣، صـ ٢٧٩.

ترجمہ: کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ نے فرمایا: اس کو قتل کر دو، عرض کی گئی کہ اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس

کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹے جا چکے تھے، آپ نے فرمایا: میں اس کے بغیر تیرا علاج نہیں جانتا جو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تیرے بارے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کو قتل کر دو، وہ تیرا حال خوب جانتے تھے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

("الفتاوی الرضویّۃ"، ج۲۹، ص۵۳۱ [رضا فاؤنڈیشن لاھور]).

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کبھی ظاہری علم شریعت کے اصولوں کے مطابق بھی فیصلہ فرماتے تھے اور کبھی اپنے خداداد علم باطنی سے بغیر گواہ طلب کیے بھی فیصلہ فرماتے، اس قسم کے تمام واقعات میں اور بالخصوص مذکورہ بالا مثالوں کی اگرچہ تاویل ممکن ہے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی تاویل نہ کرے اور کہے کہ ستر قاریوں کی شہادت، غلام ہونے نہ ہونے کے بارے میں دریافت کرنا، ہار کی تلاش، فیصلوں میں گواہان کی طلبی، بیانِ احکام کے لیے انتظار وحی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ہر ہر واقعے کا علم نہیں دیا گیا تھا تو اس قسم کے دلائل بیان کرنے والوں کو امام اہلسنت نے ایک ہی جواب دیا ہے اور تمام اہلسنت کی نمائندگی کرتے ہوئے مختلف فتاوی میں اپنا جو دعوی اور عقیدہ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اور اس قسم کے تمام واقعات ہمارے دعوے کے خلاف نہیں ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو روزِ اوّل سے روزِ قیامت تک کے تمام واقعات کا علم نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً تئیس سال میں عطا فرمایا، نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم ماکان وما یکون کی تکمیل ہوئی، نزول قرآن کے تمام ہونے سے پہلے

کسی واقعہ یا معاملہ کا علم نہ دیا جانا ہمارے دعوے کے خلاف نہیں۔

علمِ غیب کے بارے میں مزید چند گزارشات

بعض لوگ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے فیضان سے اولیاء رحمہم اللہ کو ملنے والے علمِ غیب کا انکار کرنے کے لیے اس طرح کہتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے انہیں بتا دیا تو غیب غیب ہی نہ رہا، جواباً گزارش ہے کہ بیشک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو جن غیبی چیزوں کے بارے میں بتایا گیا ہے وہ ان کے لیے تو چھپی ہوئی نہیں ہیں لیکن ان حضرات کے علمِ غیب کو ہم اپنے اعتبار سے علمِ غیب کہتے ہیں یعنی جو چیزیں ہم سے غیب یعنی چھپی ہوئی ہیں، ان کو یہ حضرات جانتے ہیں جیسے اللہ عزوجل ہر قسم کے غیب کو جانتا ہے، اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں پھر بھی اللہ عزوجل نے قرآنِ عظیم میں ہمارے اعتبار سے اپنی ذات کے لیے ﴿عالم الغيب والشهادة﴾ فرمایا ہے، یعنی جو ہم سے پوشیدہ ہے جو ہم سے غیب ہے وہ اسے ازل سے جانتا ہے چنانچہ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿عالم الغيب والشهادة﴾ أي: ما يغيب عنكم وما تشهدونه يقال لشيء: غيب وغائب باعتباره بالناس لا بالله؛ فإنّه لا يغيب عنه شيء.

ترجمہ: ہر ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا یعنی جو کچھ تم لوگوں پر ظاہر اور پوشیدہ ہے، کسی چیز کو غیب یا غائب لوگوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے، اللہ عزوجل کے اعتبار سے نہیں اس لیے کہ اس کی ذات سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

("مفردات ألفاظ القرآن"، صـ٦١٦).

قرآنِ عظیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہاں اپنی ذات کے لیے ہمارے اعتبار سے ﴿عالم الغیب والشھادۃ﴾ فرمایا ہے، وہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے اعتبار سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کو غیب ہی کہا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [التکویر: ٢٤].

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

بخیل اسے کہتے ہیں جس کے پاس کوئی چیز ہو اور اس میں بخل کرتے ہوئے کسی دوسرے کو نہ دے۔ جس کے پاس کوئی چیز ہی نہ ہو اس سے بخل کی نفی کرنا درست نہیں کہ ہو سکتا ہے کہ مال ہاتھ آجائے تو کسی دوسرے کو نہ دے، سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم علمِ غیب رکھتے ہیں اور بتانے میں بخل نہیں فرماتے، غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب دیا گیا ہے۔

اس آیت کے تحت ''تفسیرِ جلالین'' میں ہے:

﴿وما هو﴾ أي: محمد ﴿على الغيب﴾ ما غاب من الوحي وخبر السماء ﴿بضنين﴾ أي: ببخيل فينقص شيئاً منه.

ترجمہ: وہ یعنی محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) غیب بتانے پر ضنین نہیں یعنی بخیل نہیں کہ وحی اور آسمانی خبروں میں تھوڑا سا بھی گھٹائیں۔

(''تفسير جلالين''، ص٥٨٧).

مفسّر صاوی ''تفسیر جلالین'' کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قوله: (أي: ببخيل) أي: فلا يبخل به عليكم، بل يخبركم به على طبق

ما أمر.

ترجمہ: ان کا کہنا: (بمخیل) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمہیں غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ جتنا آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حکم کیا جاتا ہے اُس کے مطابق غیب کی خبریں دیتے ہیں اور کچھ چھپاتے نہیں۔

("حاشية الصاوي"، جـ٦، صـ٢٤٣، و"الفتوحات الإلهية"، جـ٨، صـ٢٥٧).

مزید تفسیری حوالہ جات ملاحظہ کریں، مندرجہ ذیل تفاسیر میں تمام مفسّرین نے متفقہ طور پر صراحت کی ہے کہ آیتِ کریمہ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ میں ﴿هُوَ﴾ سے مراد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی مراد ہے:

(١) "تفسير بيضاوي"، جـ٥، صـ٤٥٩. (٢) "روح المعاني"، جـ١٥، صـ١٠٦.

(٣) "تفسير كبير"، جـ١١، صـ٧٠. (٤) "تفسير مدارك"، جـ٢، صـ٧٨١.

(٥) "تفسير ابن كثير"، جـ٤، صـ٤٩١. (٦) "تفسير خازن"، جـ٤، صـ٣٨٣.

بعض لوگ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب عطائی کے انکار کے لیے اس طرح کہتے ہیں کہ ہمارے نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو غیب کی خبر یا غیب کی اطلاع تھی، غیب کا علم نہیں تھا، اُن کے نزدیک رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے علمِ غیب عطائی کا لفظ استعمال کرنا شرک ہے جبکہ اطلاع علی الغیب

(غیب پر اطلاع) یا اخبار بالغیب یعنی غیب کی خبر دینا وغیرہ الفاظ استعمال کرنا شرک نہیں ہیں، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ سب سے پہلے یہ بتائیں کے اطلاع علی الغیب یا اخبار بالغیب اور علمِ غیب میں ایسا کون سا فرق ہے جس کی وجہ سے ایک لفظ شرک ہے اور دوسرا نہیں؟ کیا خبر دینے سے علم حاصل نہیں ہوتا؟ اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ اَخبار جس میں خبریں ہوتی ہیں پڑھنے سے حالات کا علم ہوتا ہے، میں اگر اپنے رازِ دلی کا آپ پر اظہار کروں تو آپ کو میرے رازِ دلی کا علم ہوجائے گا، اسی طرح کسی کے موت کی آپ کو اطلاع اگر دی جائے تو آپ کو اسکی موت کا علم ہوجائے گا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو غیب کی اطلاع دے یا غیب کی خبر دے یا غیب کا اظہار کرے اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو غیب کا علم نہ ہو، اس کا جواب مخالفین پر ہے کہ وہ قیامِ قیامت سے پہلے پہلے بتادیں کہ میری اطلاع، میرے اظہار اور میرے خبر دینے سے کسی عام شخص کو علم ہوجائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اطلاعِ غیب، اظہارِ غیب، اخبارِ غیب سے اللہ عزوجل کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب عطائی نہ ہو؟! یا للعجب الضیعۃ الأدب.

نیز منکرین اس بات کا بھی جواب قیامت سے پہلے تیار کرلیں کہ اگر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے علمِ غیب کا لفظ استعمال کرنا شرک ہے تو درج ذیل مفسّرین وعلماء پر کیا فتوی لگائیں گے کہ انہوں نے سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور آپ کے فیضان سے اولیاء کے لیے علمِ غیب کا لفظ استعمال کیا ہے، اگر تعصب کی عینک اُتار کر دل کی آنکھوں سے درج ذیل چند عبارتیں جسے امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالۂ مبارکہ "خالص الاعتقاد" میں جمع فرمایا ہے، جسے اصل کتب سے فقیر

راقم الحروف مراجعت کر کے آپ کی جناب میں بمع حوالہ جات پیش کر رہا ہے ملاحظہ فرمائیں آپ کو ان شاء اللہ "علمِ غیب" کا لفظ آسانی سے نظر آ جائے گا:

(۱) "تفسیر خازن" میں اللہ عزوجل کے فرمانِ مقدس ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [التكوير: ٢٤] کے تحت ہے:

إنّه يأتيه **علم الغيب** ولا يبخل به عليكم ويخبركم به ولا يكتمه.

("تفسير خازن"، جـ٤، صـ٣٩٩).

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس علمِ غیب آتا ہے تو تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تمہیں اُس (علمِ غیب) کی خبر دیتے ہیں۔

(۲) "تفسيرِ مدارك" میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

بل يعلّمه كما **عَلِمَ**

("تفسير مدارك"، جـ٢، صـ٧٨١).

یعنی حضور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم علمِ غیب سکھاتے ہیں جیسا کہ آپ نے جانا۔

اس آیت اور اُس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی عطا سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم لوگوں کو علمِ غیب سکھاتے ہیں اور سکھائے گا وہی جو خود بھی جانتا ہو۔

(۳) "تفسيرِ بيضاوي" میں اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ [الكهف: ٦٥] ترجمہ: "اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا"، کے تحت ہے:

أي: ممّا يختصّ بنا ولا يعلم إلّا بتوفيقنا وهو **علم الغيب**.

("تفسير بيضاوي"، جـ١، صـ٢٨٧).

ترجمہ تفسیر: مرادِ الٰہی یہ ہے کہ وہ علم جو ہمارے ساتھ خاص ہے بغیر ہمارے

بتائے معلوم نہیں ہوسکتا وہ علمِ غیب ہے، جو ہم نے (خضر علیہ السلام کو) عطا فرمایا۔

(٤) "تفسیر ابن جریر" میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

﴿قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ [الكهف: ٦٧] وكان رجل يعلم **علم الغيب** قد علم ذلك.

("جامع البيان عن تأويل آي القرآن"، للإمام ابن جرير الطبريّ، الكهف، تحت الآيتين: ٦٤،٦٥، جـ٩، الجزء ١٥، صـ٣٤٧).

ترجمہ: حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے، حضرت خضر علیہ السلام ایسے شخص تھے جو علمِ غیب جانتے تھے۔

(٥) اسی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام نے کہا:

لم تحط من **علم الغيب** بما أعلم.

("جامع البيان عن تأويل آي القرآن"، للإمام ابن جرير الطبريّ، الكهف، تحت الآيتين: ٦٤،٦٥، جـ٩، الجزء ١٥، صـ٣٤٧).

ترجمہ: آپ نے وہ علمِ غیب نہ جانا جسے میں جانتا ہوں۔

(٦) مولانا علی قاری "مرقاۃ شرح مشکاۃ شریف" میں "کتابِ عقائد" تالیفِ حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:

نعتقد أنّ العبد ينقل في الأحوال حتّى يصير إلى نعت الروحانيّة **فيعلم الغيب**.

("مرقاة المفاتيح"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، جـ١، صـ١٢٨).

ترجمہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پاکر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(۷) شیخ الاسلام علامہ احمد بن محمد المعروف ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ ہجری، جو دسویں صدی میں مکۂ معظّمہ میں شافعیہ کے مفتی تھے اپنی مشہور و معروف کتاب "فتاوی حدیثیۃ" میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے لئے **علمِ غیب** کے بارے میں ایک نہایت مفید بات ارشاد فرمائی، آپ علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا:

من قال أن المؤمن يعلم الغيب هل يكفّر؟

ترجمہ: جو کہے کہ مومن غیب جانتا ہے کیا ایسا کہنے والے کو کافر کہا جائے گا؟

آپ علیہ الرحمہ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص سے اسکی نیّت کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ اگر اس طرح کہے:

أردتُ بقولي: "المؤمن يعلم الغيب" أنّ بعض الأولياء قد يعلمه الله ببعض المغيبات قُبل منه ذلك، لأنّه جائز عقلاً وواقع نقلاً؛ إذ هو من جملة الكرامات الخارجة عن الحصر على ممرّ الأعصار، فبعضهم يعلمه بخطاب وبعضهم يعلمه بكشف حجاب وبعضهم يكشف له عن اللوح المحفوظ حتّى يراه.

("الفتاوى الحديثية"، ص۴۱۰).

ترجمہ: میرے کہنے کی مراد یہ تھی کہ مومن غیب جانتا ہے (اس طرح کہ) اللہ تعالی بعض اولیاء کو بعض غیب کی باتوں کا علم دیتا ہے تو اس کی یہ بات قبول کی جائے گی کیونکہ یہ عقلاً جائز اور نقلاً واقع ہے، ان واقعات کا تعلّق کرامات میں سے ہے، ہر دور میں اولیاء کے غیبی خبریں دینے کے واقعات اتنے ہو چکے ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے، ان میں

سے بعض کو علمِ غیب خطاب سے دیا جاتا ہے، بعض اولیاء کے لیے کشفِ حجاب سے اور بعض اولیاء کے لئے لوحِ محفوظ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے حتی کہ وہ اسے دیکھ لیتے ہیں۔

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے

جو نقشِ پا کا لگاؤں غبار آنکھوں میں

مذکورہ بالا علماء کی عبارات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز کفر و شرک نہیں۔

غیر اللہ کے لیے عطاءِ الٰہی کے ذکر بغیر علمِ غیب کی نسبت کرنا مکروہ ہے

اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لیے عطاءِ الٰہی کے ذکر کے بغیر علمِ غیب کی نسبت مکروہ ہے یعنی اس طرح نہیں کہنا چاہیے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو علمِ غیب ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ہے، یہ کراہت اس لیے ہے کہ سننے والوں کو بدگمانی نہ ہو اور وہ شک میں نہ پڑے کہ یہ عطائی علم غیب مانتا ہے یا ذاتی؟ حالانکہ کوئی مسلمان ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لیے ثابت نہیں کرتا لیکن پھر بھی ایسے کام سے بچنا چاہیے جس سے دوسرے مسلمان کو بدگمانی ہو سکتی ہو اور جب اس طرح کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ہے تو اب کراہت نہ رہی کہ کراہت کی علت وسبب عطائے الٰہی کا ذکر نہ کرنا اور اس کی وجہ سے بدگمانی کا امکان تھا اور وہ اس جملے میں نہیں کہ بولنے والے نے عطا کی تصریح کر دی جیسا کہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی

علیہ علامہ سید شریف قدس سرّہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

أما إذا قيد وقيل: أعلمه الله تعالى الغيب أو أطلعه عليه فلا محذور فيه.

ترجمہ: اگر کلام میں کوئی قید لگا دی جائے اور اس طرح کہا جائے کہ اسے اللہ نے غیب کا علم دیا ہے یا اللہ نے غیب کی اطلاع دی ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۴۰۶).

اگر مخالفینِ محبوبانِ خدا کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننے کو شرک کہنے کے بجائے اگر اس طرح کہتے: انبیاء اور اولیاء کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننا شرک تو نہیں ہے لیکن چونکہ علم غیب کا لفظ استعمال کرنے میں ذاتی اور عطائی دونوں پہلو نکلتے ہیں لہذا عطا کی تصریح کیے بغیر محبوبانِ خدا کے لیے علمِ غیب کی نسبت کرنا مکروہ یعنی شرعاً ناپسندیدہ ہے لہذا بجائے علمِ غیب کے اطلاع علی الغیب، اخبارِ غیب یا اظہارِ غیب کہنا بہتر ہے" تو ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہ ہوتا، ہمارا مخالفین سے اختلاف اسی بنیاد پر ہے کہ وہ انبیاء و اولیاء کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب کی نسبت کرنے والے مسلمان کو مشرک کیوں ٹھہراتے ہیں؟ جب ایک مسلمان اپنی زبان سے ہمارے سامنے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننے کی صراحت کر رہا ہے تو ہم بھلا کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے ذاتی علمِ غیب مانتا ہے؟!

عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا

چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو صرف اللہ عزوجل کے لئے استعمال ہوتے ہیں،

بارگاہِ الٰہی عزوجل کے انتہائی ادب کی وجہ سے کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوتے جیسے لفظِ رحمٰن، لغوی لحاظ سے اس کے معنی ہیں بہت زیادہ رحم کرنے والا، حالانکہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مخلوق میں سب سے زیادہ رحمت فرمانے والے ہیں یہاں تک کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو قرآنِ عظیم نے رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین فرمایا لیکن ہم سب جانتے ہیں حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے رحمٰن کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ رحمٰن صرف اللہ عزوجل کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، اسی طرح عالم الغیب کا اطلاق صرف اللہ عزوجل کے لیے ہوگا، جیسا کہ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قطعاً بے شمار غیوب، ما کان وما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالم میں اُنکے برابر کوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل ومحمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم (کہا جائے گا)۔

(''الفتاوی الرضویۃ''، ج۲۹، ص۴۰۵).

یہ سب اللہ عزوجل کے انتہائی ادب کی وجہ سے ہے، یہاں یہ بات یاد رہے کہ جس طرح لفظِ ''الرحمٰن'' اور ''عزوجل'' کا مخلوق کے لئے استعمال نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اب مخلوق میں اللہ عزوجل کی عطا سے کوئی رحمت کرنے والا، عزت والا نہیں، اسی طرح لفظ ''عالم الغیب'' کا نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے استعمال نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اللہ عزوجل نے آپ صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب عطا نہیں فرمایا یاد رکھیے بروزِ قیامت نجات کا دارو مدار پورے قرآنِ عظیم پر ایمان لانے پر ہے جس قرآنِ عظیم میں یہ فرمایا گیا ہے:

﴿قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ [الأنعام: ٥٠]

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ مَیں (آپ) غیب جان لیتا ہوں۔

اسی اللہ عزوجل کے سچے کلام میں یہ بھی فرمایا گیا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ٥ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾ [الجن: ٢٦].

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرمایا گیا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ [التكوير: ٢٤].

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

ایمان والوں کی شان تو یہ ہے کہ وہ پورے قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ عزوجل نے آیات قرآن عظیم میں مخلوق سے جس علمِ غیب کی نفی کی ہے وہ علمِ غیب مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں ہوسکتا اور انبیاء کے لئے جس علمِ غیب کو ثابت کیا ہے اس علمِ غیب کا انکار نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ قرآنِ عظیم میں ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک مقام پر کسی چیز کا ثبوت ہو اور دوسرے مقام پر اسی چیز کا انکار ہو یعنی نفی اور اثبات دونوں ایک چیز پر وارد نہیں ہوسکتے لہٰذا ہمیں علمِ غیب کی تقسیم دو قسموں میں ماننی پڑے

گی یعنی (۱) علمِ غیب ذاتی (۲) علمِ غیب عطائی، ورنہ کلامِ الٰہی میں تضاد لازم آئے گا، پس ثابت ہوا کہ قرآنِ عظیم واحادیث یا اقوالِ علماء وفقہاء میں جہاں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد قدیم، لامحدود اور ذاتی علمِ غیب ہے اور جہاں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب ثابت کیا گیا ہے وہاں عطائی علمِ غیب مراد ہے، قرآنِ عظیم میں اللہ عزوجل نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ علمِ غیب ہم کسی نبی کو عطا نہیں کرتے یہ اہم نکتہ ہے جس پر ہمیں غور کرنا چاہیے، مسلمان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کسی کے لیے نہ ذاتی علمِ غیب مانتے ہیں اور نہ عطائی علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں، اس بارے میں امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا ایک نہایت ہی مفید ارشاد مع تشریح ملاحظہ فرمائیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فضائل نے اندھا بہرا کر دیا ہے انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں، علم یقیناً ان صفات میں سے ہے کہ غیرِ خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی وعطائی کی طرف اس (صفتِ علم) کا انقسام (تقسیم ہونا) یقینی، یوہیں محیط (ایسا علم جو تمام اشیاء کی تمام حالتوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہو) وغیر محیط کی تقسیم بدیہی (یعنی ایسی ہے کہ اسے سمجھانے کیلئے دلیل کی حاجت نہیں)۔

(رسالہ مُبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، جـ۲۹، صـ٤٤٤).

کلامِ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات مسلّم ہے کہ علم ایسی صفت ہے جسے اللہ عزوجل اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے تو اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہوا

بندے کا علم عطائی لہٰذا معلوم ہوا کہ علم دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) ذاتی (۲) عطائی

پھر یہ کہ جو علم بندے کو عطا ہوا وہ محیط ہوگا یا غیر محیط؟ یعنی وہ تمام چیزیں یہاں تک کہ جو قیامت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ پیدا ہوتیں رہیں گی ان کی تمام حالتوں کو شامل ہوگا یا نہیں؟ ایسا علم مخلوق کو حاصل ہو ہی نہیں سکتا محیط علم صرف اللہ عزوجل ہی کے شایانِ شان ہے، تو یوں علم کی دو قسمیں اور حاصل ہوئیں:

(۱) محیط (۲) غیر محیط۔

اگر علم کی ان دو قسموں میں ہم ذرا سا غور کریں تو ہمیں یہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وہ علم جو ذاتی اور محیط ہو تو ایسا علم صرف اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے اور غیر اللہ کیلئے ناممکن ہے اور وہ علم جو عطائی ہو اور غیر محیط ہو تو ایسا علم صرف مخلوق کے لئے خاص ہے اور اللہ عزوجل کے لیے ناممکن ہے، اسی بات کو امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علمِ ذاتی اور علمِ محیط حقیقی تو آیات واحادیث واقوالِ علماء جن میں غیر اللہ کے لیے علمِ غیب سے انکار ہے، ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں، فقہاء کہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں (یعنی اگر کسی کو کافر کہتے ہیں) تو ان ہی قسموں پر حکم لگاتے ہیں (یعنی غیر اللہ کے لیے ذاتی اور محیط علم ماننے والوں ہی کو کافر کہتے ہیں) کہ مبنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دوسرے کے لیے ثابت کی۔

(رسالہ مبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، ج۲۹، ص۴۴۴).

یعنی کسی کو کافر کہنے کی وجہ یہی ہے کہ کوئی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے ایسی صفت مانے جو اللہ عزوجل کے لیے خاص ہو تو اگر کسی نے بندے کے لیے ایسی صفت مانی جو بندوں کو نہ صرف مل سکتی ہے بلکہ بندوں ہی کے ساتھ خاص ہو تو اس میں کفر کی کونسی بات ہے؟!، امامِ اہلسنت مزید فرماتے ہیں:

اب دیکھ لیجیے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی؟ حاشاللہ (اللہ کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ علمِ عطائی اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہو) علمِ عطائی خدا کے ساتھ خاص ہونا درکنار، خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اُسے علم حاصل ہو (یہ کیسے ہوسکتا ہے!؟) پھر (یہ دیکھ لیجیے) کہ خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط!؟ حاشاللہ علمِ غیر محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ جس میں بعض معلومات مجہول رہیں (تو قابلِ غور بات یہ ہے کہ) علمِ عطائی غیر محیط حقیقی غیرِ خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا؟

(رسالہ مُبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، ج۲۹، ص۴۴۴).

یعنی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے ایسی صفت ماننا شرک ہے جو اللہ عزوجل کے لیے ہی خاص ہو جیسے ذاتی و محیط علم کہ یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے، اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے ثابت کرنا کُھلا شرک ہے اور جہاں تک غیر محیط، عطائی علم کا تعلق ہے تو یہ صفت اللہ عزوجل کی ہو ہی نہیں سکتی، ہاں غیر محیط اور عطائی علم تو بندے کا ہوتا ہے تو اگر کسی نبی یا ولی کے لیے غیر محیط اور عطائی علم جو بندے ہی کے ساتھ خاص ہے ثابت کیا جائے تو یہ کفر و شرک کیسے ہوسکتا ہے!؟ جب یہ بات عام آدمی سمجھ سکتا ہے تو فقہاءِ اسلام انبیاء کرام کے لیے عطائی غیر محیط علمِ غیب ماننے والے کو کیسے

کافر کہہ سکتے ہیں؟ تو جہاں بھی فقہاء یا مفسّرین نے اس طرح فرمایا کہ جو غیرِ خدا کے لیے علمِ غیب مانے تو اُس نے کفر کیا تو اس سے یہی مراد ہے کہ جو غیرِ خدا کے لیے ذاتی، محیط علمِ غیب مانے وہ کافر ہے ورنہ خود مفسّرین انبیاء و اولیاء کے لیے علمِ غیب کا لفظ کیوں استعمال فرماتے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مفسّرین و علماء کی عبارتیں گزریں۔

منکرینِ علمِ غیب نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بارے میں شرعی حکم

جاننا چاہیے کہ عقائد تین طرح کے ہیں:

(۱) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا تعلّق ضروریاتِ دین سے ہوتا ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے جیسے اللہ عزوجل کے ربّ ہونے یا ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے آخری نبی ہونے کا منکر کافر ہے۔

(۲) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں جو اہلسنت وجماعت میں اگرچہ پائے جاتے ہیں لیکن اُنکے دلائل ایسے قطعی ویقینی نہیں ہوتے کہ انکار کرنے والا کافر ہو؛ لہذا ایسے عقائدِ اہلسنت کے منکر کو گمراہ و بدمذہب کہا جاتا ہے، جیسے انبیاء کرام کے وصال کے بعد حیاتِ جسمانی کا انکار کرنے والا گمراہ کہلائے گا، کافر نہیں۔

(۳) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ خود اہلسنت و جماعت میں ہی آپس میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسے مُردوں کے سُننے اور شبِ معراج دیدارِ الٰہی عزوجل کے بارے میں صحابۂ کرام میں اختلاف رہا ہے تو اس تیسری قسم کے اختلاف کی وجہ سے کسی فریق کو گمراہ یا کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ دونوں ہی فریق صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

علمِ غیب کے انکار کرنے والوں کی بھی تین قسمیں ہیں

پہلی قسم: وہ صورتیں جن میں منکرِ علمِ غیب کافر ہو جائے گا

جب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کا انکار کرنے والا ضروریاتِ دین کا انکار کرے تو ایسا منکر کافر ہو جائے گا، شروعِ مقدمہ میں آپ جان چکے کہ ذاتی علمِ غیب صرف اور صرف اللہ عزوجل کو ہے، یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے اور بلاشبہ غیرِ خدا کے لیے جو ایک ذرے کا علمِ ذاتی مانے وہ کافر ہے، اسی طرح یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے اور اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے تو جو علمِ غیب مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا مُطلقاً انکار کرے یعنی اس طرح کہے کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کسی طرح علمِ غیب نہیں تو ایسا شخص کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے، نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے علمِ غیب کا مطلقاً انکار کرنے والوں کو خود قرآن کریم و فرقان عظیم کافر فرما رہا ہے چنانچہ "تفسیر درِّ منثور" میں ہے، امام بخاری و مسلم اور ائمہ محدثین کے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت سیّدنا امام مجاہد سے روایت کرتے

ہیں اور امام مجاہد حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خاص شاگرد ہیں چنانچہ امام مجاہد روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾ قال: قال رجل من المنافقين: يحدّثنا محمّد: أنّ ناقة فلان بوادي كذا و كذا، وما يدريه بالغيب؟

("الدرّ المنثور في التفسير المأثور" التوبة، تحت الآية:٦٥، جـ٤، صـ٢٣٠).

ترجمہ: منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) غیب کیا جانیں!؟ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ٥ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ [التوبة:٦٥،٦٦]

ترجمۂ آیت: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

دوسرا یہ کہ اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم تمام مخلوق بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے زیادہ ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیبِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، یہ عقیدہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے تو جو گستاخ و بے ادب ابلیس لعین کے لیے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے زیادہ علم مانے یقیناً وہ کافر

و مرتد ہے اور اس سے بڑھ کر کفریہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کو پاگل، بچے اور چوپائے جیسا علمِ غیب کہے تو یہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جناب میں کھلی گستاخی ہے، ان کلمات کے کفر ہونے میں کس مسلمان کو شک ہو سکتا ہے؟! حیرت بالائے حیرت ہے کہ شیطان وملک الموت، بچوں پاگلوں اور چوپایوں کے لئے علمِ غیب بتاتے وقت ان گستاخ و بے ادبوں کو نفی علمِ غیب والی آیات واحادیث واقوالِ فقہاء یاد نہیں آئے سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی اور علمِ غیب کا انکار کرنے کے لئے سب کچھ یاد آجاتا ہے۔

آپ کہیں گے کہ ایسی عبارتیں کس کتاب میں اور کس شخص نے لکھی ہیں؟ اس سلسلے میں اگر آپ اسکی تفصیلی معلومات چاہتے ہیں تو امامِ اہلسنت کی شہرۂ آفاق تصنیفِ ''تمہید الایمان'' بمع ''حسام الحرمین'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

دوسری قسم: علوم خمسہ کے بارے میں عقیدہ

(۱) قیامت کب واقع ہوگی؟

(۲) بارش کب ہوگی؟

(۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

(۴) انسان کل کیا کرے گا؟

(۵) کون شخص کس جگہ مرے گا؟

یہ وہ پانچ امور ہیں جن کے علم کو علومِ خمسہ کہتے ہیں، ان کا ذاتی علم اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے، اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر ان پانچ چیزوں میں سے کسی بات کا

علم مخلوق میں سے ہرگز کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا جو کوئی اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر علوم خمسہ میں سے ذرے برابر کے علم کو مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت کرے تو وہ کافر و مرتد ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان: ۳٤].

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی، بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اسکی تفسیر میں مفسر صاوی متوفی ۱۲۴۱ سن ہجری فرماتے ہیں:

أي: حيث من ذاتها، وأمّا بإعلام الله عز وجل للعبد فلا مانع منه كالأنبياء والأولياء.

("تفسير صاوي"، ج۵، ص۱۳).

ترجمہ: اس آیت میں غیر اللہ سے (پانچ باتوں کے علم) کی نفی ذاتی حیثیت سے کی گئی ہے جبکہ اللہ عزوجل کے سکھانے سے اسکے بندوں کو یہ علوم ہوسکتے ہیں، اس میں کوئی مانع نہیں جیسے انبیاء اور اولیاء۔

مفسّر ابن کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

هذه مفاتيح الغيب التي استأثر الله عز وجلّ بعلمها، ولا يعلمها أحد

إلا بعد إعلامه تعالى بها.

(" تفسير ابن كثير"، ج۔۳، ص۔۴۵۵).

ترجمہ: یہ علومِ خمسہ غیب کی کنجیاں ہیں، جس کا علم اللہ عزوجل نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کرلیا ہے، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالی اس کا علم کسی کو عطافرمادے۔

اس آیت کے تحت صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالی کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالی اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اسنے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ ہے کہ علمِ غیب اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالی کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ وکرامات عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے؟ اور کوئی کل کو کیا کرے اور کہاں مرے گا؟ ان امور کی خبریں بکثرت انبیاء واولیاء نے دی ہیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دیں تھیں اور سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالی کے بتائے کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالی کے بتانے سے بھی کوئی نہیں

جاننا محض باطل اور صدہا آیات اور احادیث کے خلاف ہے۔

("خزائن العرفان في تفسير القرآن"، ص۔ ٦٦١).

علومِ خمسہ کے بارے میں امامِ اہلسنت نے اپنے رسالہ مُبارکہ "خالص الاعتقاد" میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے اسکا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) اہلسنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ علومِ خمسہ میں سے بہت سارے واقعات کا علم دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور خاص طور پر سید المحبوبین، جناب رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔

(۲) اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو بھی کچھ واقعات کا علمِ غیب نبی کریم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے ملتا ہے۔

تو کوئی اس دوسری قسم کا انکار کرے اور کہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب تو ہے لیکن علومِ خمسہ میں سے کسی واقعے کا علم آپ کو نہیں دیا گیا یا یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے بھی اولیاء کرام کے لئے غیب پر اطلاع کا انکار کرے تو ایسا شخص گمراہ وبدمذہب ہے کہ بے شمار احادیث متواترۃ المعنی کا انکار کرتا ہے۔

نیز اہلسنت وجماعت کا اس بارے میں بھی اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کی عطا سے انبیاء اور انبیاء کے ذریعے سے اولیاء کے لیے علومِ خمسہ کو ثابت کرنا کفر وشرک نہیں تو جو لوگ اللہ عزوجل کی عطا سے انبیاء اور اولیاء کے لیے علومِ خمسہ ماننے کو کفر وشرک سمجھتے ہیں، ایسے لوگ خود گمراہ وبدین ہیں۔

تیسری قسم: اس سے مراد وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں اہلسنت وجماعت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اہلسنت وجماعت میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو علومِ خمسہ میں سے بعض واقعات کے بارے میں علم عطا فرمایا ہے لیکن اس بارے میں اہلسنت وجماعت میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ علومِ خمسہ میں سے قیامت تک کے تمام واقعات کا علم تفصیل کے ساتھ عطا فرمایا گیا ہے یا خاص خاص واقعات کا علم دیا گیا ہے، اس بارے میں بکثرت علماء اہلسنت، علماء باطن اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اور انکی اتباع کرنے والے علماء کا یہ عقیدہ ہے:

(۱) روزِ اوّل سے قیامت تک تفصیل کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو علومِ خمسہ میں سے ہر ہر واقعہ کا علم اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے۔

(۲) نیز لوحِ محفوظ میں جو کچھ ما کان وما یکون درج ہے (یعنی جو ہوا اور جو ہوگا) کا علم رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو عطا فرمایا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو تعیّنِ وقت قیامت کا بھی علم ہے۔

(٤) حضورِ پُرنور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔

(۵) محبوب صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو قرآنِ عظیم کے تمام متشابہات کا علم ہے۔

تو جو کوئی اس تیسری قسم میں سے کسی عقیدے کو نہ مانے مثلاً کہے: سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو علومِ خمسہ میں سے جتنا اللہ عزوجل نے چاہا اتنا علم ہے، ہر ہر واقعے کا علم نہیں تو ایسا شخص معاذ اللہ کافر تو درکنار گمراہ اور فاسق بھی نہیں اور اس

عقیدے کی بناء پر اس کو شرمندہ تک نہیں کیا جائے گا بشرط یہ کہ دل میں پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کمال درجے کا ادب واحترام رکھتا ہو اور نہ ماننا اس وجہ سے ہو کہ اپنے خیال میں دلائل سے استدلال کو قوی نہ سمجھتا ہو اور نہ ماننا اس بیماری کی وجہ سے نہ ہو جو آج کل بدمذہبوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی تعریف وثناء سُن کر جلتے ہیں، ہر بات میں شانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے انبیاء واولیاء کے لیے علمِ غیب ماننے والوں پر کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں، علومِ خمسہ تفصیلی کے بارے میں اگرچہ علماءِ اہلسنت میں اختلافات پائے جاتے تھے لیکن نہ ماننے والے علماء، ماننے والوں کو کافر یا مشرک نہیں سمجھتے تھے بلکہ اللہ عزوجل کی عطا سے علومِ خمسہ کے قائلین کو مسلمان ہی سمجھتے تھے ہاں اپنے آپ کو حق پر اور قائلین کو خطا پر ہونے کا خیال فرماتے تھے لہٰذا اگر کوئی بدمذہب عطائی علمِ غیب ماننے کی وجہ سے کسی مسلمان کو مشرک ثابت کرے تو وہ خود گمراہ ہے اور علمِ غیب کی بحث کرتے ہوئے کسی طرح اسکے کلام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ادنیٰ سی گستاخی پائی جائے تو ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کرنا خود بہت بڑا کفر وارتداد ہے نعوذ باللہ منہ

آخر میں ایک اہم بات ذہن نشین فرمالیں کہ گستاخ و بدمذہب سے تیسری قسم کے مسائل میں بالکل بحث نہ کی جائے کہ یہ تو ہم اہلسنت وجماعت کے آپس کے اختلافات ہیں، اُن سے پہلے تو صرف قسمِ اوّل اور پھر قسمِ ثانی میں بحث کی جائے یعنی انہیں تو سب سے پہلے ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ اہلسنت کے بارے میں قائل کیا جائے کہ پہلے تم پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے مطلقاً علمِ غیب کے

انکار والی گستاخی سے باز آ کر مسلمان تو ہو جاؤ، اللہ کی عطا سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب ماننے والے مسلمانوں کو مشرک کہنا چھوڑو، اس تیسری قسم کے مسائل کے بارے میں بعد میں دیکھیں گے، جب علمِ غیب عطائی کا منکر گستاخانہ عبارات سے توبہ نہ کرے اور علمِ غیب مصطفٰے صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ماننے والے مسلمانوں کو مشرک سمجھنا نہ چھوڑے ان سے اور کوئی بات کرنا فضول اور بیکار ہے۔

مذکورہ منکرین علمِ غیب کی تین اقسام امامِ اہلسنت رحمہ اللہ تعالٰی کے رسالے ''خالص الاعتقاد'' سے ماخوذ ہیں، جس میں سے بعض عبارات کو راقم نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے، اس تفصیل کو بیان کرنے کے بعد اعلٰی حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان تمام اجتماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علومِ غیبیّہ جو مولی عزوجل نے اپنے محبوبِ اعظم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عمومِ آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے، بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص گئے کسی نے کہا روح کا علم غیرِ خدا کو نہیں، کسی نے متشابہات کا، کسی نے خمس کا، کثیر نے ساعت (یعنی قیامت) کا اور عام علماءِ باطن اور ان کے اتباع (یعنی انکی پیروی کرنے والوں) سے بکثرت علماءِ ظاہر نے آیت واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا۔

(رسالۂ مبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، ج۲۹، ص۴۵۳).

اس سے معلوم ہوا کہ علمِ غیب کے منکر پر کفر یا گمراہیت کا حکم لگانے میں کس قدر احتیاط اور پختہ علم کی ضرورت ہے، اللہ عزوجل ہمیں ایمان پر استقامت اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

علمِ غیب کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ

بیشک عالم الغیب والشہادہ اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے، ذاتی طور پر غیب وہی جانتا ہے اور اسی نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو بھی جتنا چاہا علمِ غیب عطا فرمایا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ عظیم میں فرماتا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾ [الجن : ٢٦]

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ﴾ [آل عمران : ١٧٩].

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے سامنے اس عطائے ربانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [یوسف : ۹۶].

ترجمہ: (یعقوب علیہ السلام نے) کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خداداد علمی معجزہ کا اظہار کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں:

﴿وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران:۴۹].

ترجمہ: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اس علمی معجزے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

﴿قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي﴾ [یوسف : ۳۷].

ترجمہ: (یوسف علیہ السلام نے جیل میں قیدیوں سے) کہا: جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا، یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔

مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "علمِ غیب" میں ان آیات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے، اس عطائے خاص سے انکار قرآن سے انکار کرنا ہے (پھر فرماتے ہیں:)

تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کو یکساں ''عِلمِ غیب'' حاصل نہیں بلکہ جس طرح انبیاء و رُسل میں درجات ہیں، اسی طرح عِلمِ غیب بھی درجہ بدرجہ عطا کیا گیا ہے، قرآنِ حکیم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ ''عِلمِ غیب'' سیکھنے کی درخواست کی جو اللہ نے اُن کو عطا فرمایا تھا، حضرت خضر علیہ السلام نے درخواست منظور کی مگر یہ ہدایت فرمائی کہ دیکھتے جانا، بولنا نہیں، جب تک مَیں نہ بولوں، حضرت خضر علیہ السلام جو کچھ کرتے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے، آخر رہا نہ گیا، پوچھ لیا، حضرت خضر علیہ السلام نے راز سے پردہ اٹھا دیا مگر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ نہ رکھا، یہ پوری تفصیل قرآن حکیم میں (سورۂ کہف آیت ۶۵ سے ۸۲ تک) موجود ہے، اس واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یکساں عِلمِ غیب نہیں دیا گیا۔

("علمِ غیب"، ص ٦).

سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ [النساء: ١١٣].

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

''تفسیر جلالین'' میں اس آیت کے تحت ہے: أي: من الأحكام والغيب.

ترجمہ: یعنی احکامِ شرع اور غیب کا علم سکھا دیا۔

خزائن العرفان میں صدر الافاضل اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو

تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع فرمایا۔

علم غیب تفصیلی کی دلیل

الحدیث ۱

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: ((**سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ**))، قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((**أَبُوكَ حُذَافَةُ**))، فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((**أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ**))، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره، رقم الحديث: (۹۲)، صـ۲۱۔

ترجمۂ حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند تھے جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہوگئے پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو! ایک شخص عرض گزار ہوا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے، پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ تمہارا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے، جب حضرت عمر نے آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فقیہ الہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان (سوال کرنے والے صحابی) کا نام عبد اللہ تھا، اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان کے نسب میں شک کرتے تھے، کبھی جھگڑے میں دوسرے کی طرف منسوب کردیتے تھے، حضور کے ارشاد کے بعد لوگوں کا شک وشبہہ دور ہوگیا، دوسرے صاحب سعد بن سالم مولی شیبہ تھا، ان کا بھی یہی حال تھا۔

"عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا" کے تحت فرماتے ہیں:

اس سے مراد ایسے سوالات ہیں، جن سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ وابستہ نہ ہو، مثلاً نہ اس کا اعتقاد ضروری ہو نہ عمل، ایسے سوالات ممنوع ہیں مثلاً یہ سوال کہ حضرت آدم نے سب سے پہلے کیا کھایا تھا، فدیہ اسماعیل کا دنبہ کیا ہوا یا یہ کہ سوالات آزمانے کے لیے کیے جائیں یا عاجز کرنے کی نیت سے کیے جائیں، ایسے سوالات ممنوع ہیں، ورنہ اگر علم نہیں تو کفر وایمان وفرائض کا علم پوچھنا فرض، واجبات کا واجب اور مستحبات کا مستحب، ارشاد ہے: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۴۳]، ترجمہ: اہلِ ذکر (یعنی اہلِ علم) سے پوچھ لو جو تم نہ جانتے ہو۔

فقیہ الہند رحمہ اللہ ((سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ)) کے تحت لکھتے ہیں:

("عمّا" میں) "ما" عموم کے لیے ہے، نیز اس عموم پر یہ دلیل ہے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت سعد نے اپنے باپ کا نام پوچھا، یہ دنیوی سوال ہے؛ اس لیے اس ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگوں کا جو جی چاہے پوچھو، خواہ وہ دنیا کی بات ہو یا دین کی، مَیں سب بتاؤں گا، یہ وہی کہہ سکتا ہے جو دین ودنیا کے تمام علوم رکھتا ہو تو اس حدیث سے بھی ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دین اور دنیا کے جملہ

علوم حاصل تھے اسی سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم صرف دین کے جملہ علوم رکھتے تھے، دنیا کے علوم میں یہ حال تھا کہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ تھی۔

"نزهة القاري شرح صحيح البخاري"، ص۳۸٤، ج۱.

نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مخلوق کی ابتداء سے لے کر لوگوں کے جنت یا دوزخ میں جانے تک کی خبر دے دی

الحديث ۲

وَرَوَى عِيسَى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ.

صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾، رقم الحديث: (۳۱۹۲)، ص۵۳۲.

ترجمۂ حدیث: طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے اور مخلوق کی پیدائش کی ابتدا کے متعلق ہمیں خبر دی یہاں تک کہ جنّتی اپنے ٹھکانوں میں اور دوزخی اپنے ٹھکانوں میں داخل

ہو گئے، اسے جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا، جو بھول گیا سو بھول گیا۔

امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث کو ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں:

وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ – قَالَ حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ –: أَخْبَرَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَخْبَرَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ: حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ [يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ] قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا.

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبيّ صلّى الله عليه وسلّم فيما يكون إلى قيام الساعة، رقم الحديث: (٧٢٦٧) ٢٥- (٢٨٩٢)، ص١٢٥٢.

ترجمہ حدیث: حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا، ظہر کی نماز پڑھ کر پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیتے رہے پھر عصر کی نماز پڑھی پھر اسی طرح خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا، اس خطبے میں ما کان وما یکون یعنی جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرما دیا، ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس (خطبے کو) سب سے زیادہ یاد رکھا۔

مذکورہ بالا حدیث بخاری کے تحت فقیہ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس حدیث کے مطابق ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا تھا یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی مخلوقات موجود ہو چکی ہیں یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گی ان سب کا علم عطا فرمایا، ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی صفات چونکہ واجب غیر مخلوق ہیں وہ ما کان و ما یکون میں داخل نہیں اگر چہ ذات وصفات کا علمِ کثیر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حاصل ہے مگر وہ اس میں داخل نہیں، اسی طرح ممتنعات، محالات اور وہ چیزیں جن کا وجود ممکن ہے مگر وہ کبھی موجود ہوئیں یا نہ ہوں گی وہ بھی ما کان و ما یکون میں داخل نہیں، اگر چہ ان کا بھی کثیر وافر بلکہ اوفر (بہت زیادہ) حاصل ہے، اسی طرح قیامت کے بعد کے احوال بھی داخل نہیں، اگر چہ ان کا بھی کثیر وافر بلکہ اوفر حاصل ہے، قیامِ قیامت اس میں داخل ہے یا نہیں، اس بارے میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ داخل ہے اور اس کی دلیل بھی یہی حدیث ہے۔

(پھر فرماتے ہیں:) اس حدیث کی شرح میں سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی (ولادت ۷۷۳ اور وفات ۸۵۲ ہجری "فتح الباری"، ج ۶، ص ۳۲۵) میں لکھتے ہیں:

ودلّ ذلك على أنّه (صلّى الله عليه وسلّم) أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات منذ ابتدأت إلى أن تفني إلى أن تبعث، فشمل ذلك الإخبار عن المبدأ والمعاش والمعاد، وفي تيسير إيراد ذلك كلّه في مجلس واحد من خوارق العادة أمر عظيم.

ترجمہ: یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فناء ہوگی اور جب اٹھائی جائیگی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان شروع آفرینش (مخلوق کی پیدائش کے آغاز) دنیا اور محشر سب کو محیط (شامل) تھا اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

علامہ بدرالدین محمود عینی (وفات ۸۵۵ ہجری) ''عمدۃ القاری'' (ج ۱۰، ص ۵۴۴) میں اسی حدیث کے تحت رقمطراز ہیں:

فيه دلالة على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفي إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة.

ترجمہ: یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک مجلس میں اوّل سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

علامہ طیبی نے ''شرحِ مشکاۃ'' میں اسی حدیث کے تحت (اسی طرح) فرمایا، جسے علامہ احمد خطیب قسطلانی (نے ''ارشاد الساری'' میں اور ''مرقاۃ'' میں) حضرت ملّا علی قاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے (اسی کی مثل عبارت) نقل فرما کر برقرار رکھا، یہ پانچ شارحین متفق اللّسان (بہ یک زبان) ہوکر لکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک مجلس میں ابتداءِ آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنّت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک تمام مخلوقات

کے کل حالات کی بھی خبر دے دی (پھر فرماتے ہیں:) اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھی بتا دیا کون جنتی ہے اور کون دوزخی؟ اسی کا نام جمیع ماکان و مایکون کا علم ہے، اس سے ثابت ہو گیا کہ اسلاف کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع ماکان و مایکون کے عالم تھے ہمارا یہ عقیدہ اسلاف کے عقیدے کے مطابق ہے۔

("نزهة القاری"، ج۔٦، ص۔٣٩٦).

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

اس جگہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں ان تمام امور کا تفصیلاً بیان نہیں ہو سکتا؛ اس لیے اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اہم اہم باتیں بیان کر دی تھیں، اس کے جواب سے پہلے یہ گزارش ہے کہ گمراہی کی اوّلین بنیاد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو اپنے اوپر قیاس کر لیا جائے اور اس بنا پر یہ فرض کیا جائے کہ چونکہ ہم قلیل وقت میں کثیر امور بیان نہیں کر سکتے، اس لیے حضور بھی نہیں کر سکتے، اب دیکھیں کہ قلیل وقت میں یہ بیان ممکن ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے قرآنِ کریم کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک اُمتی آصف بن برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے تین ماہ کی مسافت سے تختِ بلقیس لا کر حضرت سلیمان کے سامنے رکھ دیا، پس جب سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی اس قدر طویل کام کو ایک لمحہ میں کر سکتا ہے تو جن کے سامنے حضرت سلیمان بھی اُمتی کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ایک دن میں یہ تفصیلی احوال کیوں بیان نہیں کر سکتے؟! نیز "بخاری شریف" میں ہے کہ حضرت داود گھوڑی پر زین بچھانے کا حکم دیتے اور زین بچھنے سے پہلے زبور ختم کر لیتے اور سب کو چھوڑیے واقعہ معراج بھی تو ایک لمحہ میں

وقوع پذیر ہوا پس جو ایک لمحہ میں تفصیلاً سیر معراج کر سکتے ہیں وہ ایک مجلس میں ابتدائے آفرینش سے دخولِ جنت تک کے تفصیلی احوال بھی بیان کر سکتے ہیں اور اگر یہ مشکل ہے تو پھر وہ بھی ممکن نہیں۔

("مقالات سعیدی"، مقالہ علومِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ص۱۲۳ ")۔

نیز علامہ عینی، ابن حجر عسقلانی، قسطلانی وغیرہم کا اس خطبہ کو معجزات میں سے شمار کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس خطبے میں تاقیامت کائنات کے تمام واقعات کو تفصیلاً بیان کیا گیا تھا کیونکہ واقعات کے اجمالی بیان کو معجزہ نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

بخاری شریف میں مروی حدیث تخفیف زبور کے الفاظ کا متن درج ذیل ہے:

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِتُسْرَجَ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ))** - يَعْنِي الْقُرْآنَ.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾، رقم الحديث: (٤٣٤٤)، ص٨١٧.

قیامت تک تمام واقعات کا بیان

الحديث ٣

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خُطْبَةً، مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

"صحيح البخاري"، كتاب القدر، باب ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا﴾، رقم الحديث: (٦٦٠٤)، ص١١٤١.

ترجمۂ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں ایک ایسا خطبہ دیا کہ اس میں قیامت تک کی کوئی چیز بیان کرنے سے نہ چھوڑی، اسے جانا جس نے جانا اور جو نہ جان سکا سو نہ جان سکا (ان بتائی گئی باتوں میں سے) بھولی ہوئی کسی چیز کو جب ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے آدمی اپنے سے بچھڑی ہوئی چیز کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے۔

اسی مضمون کی مزید چار احادیث ملاحظہ فرمائیں جسے امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے "الدولة المكية" میں جمع فرمایا ہے، راقم الحروف اصل کتب سے مراجعت کر کے پیش کر رہا ہے:

(۱)

حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ - وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ - حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، ...))**.

”صحیح مسلم“، کتاب الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، رقم الحديث: (۷۲۵۸) ۱۹-(۲۸۸۹)، ص۔۱۲۵۰.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور بے شک میری امت ان (مشارق ومغارب) کے ملکوں تک پہنچے گی، جتنی زمین کو میری لیے لپیٹا گیا اور مجھے سرخ وسفید دونوں خزانے عطا کیے گئے۔

(۲)

حَدَّثَنَا [سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَ] عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ [قَالَا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ** –قَالَ: أَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ– **فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ – أَوْ قَالَ: فِي نَحْرِي – فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ فِي الْكَفَّارَاتِ: وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ**

الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ. قَالَ وَالدَّرَجَاتُ: إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)).

"جامع الترمذي"، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، باب ومن سورة ص، رقم الحديث: (٢) - ٣٢٣٣، صـ٧٣٤.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات مجھے میرے رب تبارک وتعالیٰ کا حسین صورت میں دیدار ہوا (راوی فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مَیں نے نیند میں دیدار کیا) اللہ نے فرمایا: یا محمد ! کیا جانتے ہو کہ ملأ اعلیٰ کے فرشتے کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، پس اللہ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مَیں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی، تو مَیں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے، پھر اللہ نے فرمایا: یا محمد ! کیا جانتے ہو کہ ملأ اعلیٰ کے فرشتے کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، کفارات کے بارے میں (ملأ اعلیٰ کے فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں) اور کفارات نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا، جماعت حاصل کرنے کے لیے پاؤں سے چل کر جانا اور جب وضوء کرنا بھاری ہو اس وقت وضوء کرنا ہیں، جس نے یہ کام کیے وہ خیریت سے زندہ رہے گا اور خیریت سے مرے گا اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے آج اُس کی ماں نے اُسے جنا ہو، پھر اللہ نے فرمایا: اے محمد! جب تم نماز پڑھ چکو تو اس طرح کہو: اے اللہ ہمارے! میں تجھ سے نیکیاں کرنے، برائیاں چھوڑنے اور مساکین کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو

اپنے بندوں کی اس دنیا میں آزمائش کرنا چاہے تو میری آزمائش کیے بغیر مجھے اس دنیا سے اُٹھالینا اور کہا: درجات یہ ہیں: سلام عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات میں ایسے وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

(۳)

حَدَّثَنِي عبدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُنْذِرٍ، حَدَّثَنَا أَشْيَاخٌ مِنَ التَّيْمِ قَالُوا: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا.

"المسند" للإمام أحمد، مسند الأنصار، حديث أبي ذر، رقم الحديث: (۲۱٤۱۹)، جـ۸، صـ۸٤.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ اللّٰهِ بن يَزِيدَ الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ فِطْرٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: تَرَكَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا طَائِرٌ يُقَلِّبُ جَنَاحَيْهِ فِي الْهَوَاءِ، إِلَّا وَهُوَ يُذَكِّرُنَا مِنْهُ عِلْمًا، قَالَ: فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((مَا بَقِيَ شَيْءٌ يُقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ، إِلَّا وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ))**.

المعجم الكبير للطبراني، باب من غرائب مسند أبي ذرّ، رقم الحديث: (۱٦٤۷)، جـ۲، صـ۱۵۵.

دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمایا ہو۔

(٤)

عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: ((**إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّيْ هٰذِهِ، جِلْيَانٌ جَلَاهُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلَاهُ لِلنَّبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِهِ**)).

(١) "مجمع الزوائد"، كتاب علامات النبوّة، باب إخباره ﷺ بالمغيبات، برقم: (١٤٠٦٧)، ٣٦٤/٨ (٢) "حلية الأولياء"، حدير بن كريب، برقم: (٧٩٧٩) ١٠٧/٦. (٣) "كنز العمّال"، كتاب الفضائل، فضائل نبيّنا محمد ﷺ وأسمائه وصفاته البشريّة، برقم: (٣١٩٦٨)، ١٨٩/١١.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابنِ عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے دنیا میرے سامنے کردی تو میں دنیا کو اور دنیا میں قیامت تک اس میں جو کچھ ہونے والا ہے سب کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو، اس روشنی کے سبب جو اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو عطا فرمائی ہے جیسا اس سے پہلے انبیاء کو عطا فرمائی تھی۔

گزشتہ احادیث سے روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس دنیا سے اس حال میں پردہ فرمایا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو مخلوق کی ابتداء سے انتہا تک کے تمام واقعات اور تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا تھا، اگر ان احادیث کو سننے کے بعد یہ سوال پیدا ہو کہ ایک طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کا علم درجہ بہ درجہ بڑھتا رہا اور اسکی تکمیل نزولِ قرآن کی تکمیل کے ساتھ

ہوئی جبکہ ان احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ دفعۃً یعنی ایک ساتھ ہر چیز کا علم دے دیا گیا تھا اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

حاصلِ بحث یہ ہے کہ حضور کے علمِ کلّی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا اور اسکی تکمیل نزولِ قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی اور جن احادیث کا یہ مفاد ہے کہ تمام حقائق آپ پر دفعۃً منکشف ہو گئے تھے وہ تدریج کے منافی نہیں ہے کیونکہ عالم کے احوال اور صفات یوماً فیوماً بدلتے رہتے ہیں، پس آسمان و زمین کے تمام حقائق آپ پر پیش کیے گئے اور آپ نے انہیں جان لیا اور ان کی تفصیلات پر آپ کو تدریجاً اطلاع ہوئی۔

("توضیح البیان"، صـ ٤٠٥).

یعنی کسی چیز کا علم دو طرح سے ہوتا ہے ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی جیسے ہم اپنے دوست کو جب کسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں تو سب سے پہلے اجمالی طور پر کہتے ہیں کہ فلاں شہر میں ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے، پہلے اُسے اس چیز کے ہونے کا اجمالی علم حاصل ہوتا ہے پھر ہم اُسے اُس مسجد کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہیں، علامہ سعیدی حفظہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّلاً ہر چیز کا اجمالی علم عطا فرمایا جبکہ اسکی تفصیل نزولِ قرآن کے ضمن میں عطا ہوئی، جن احادیث میں ((فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ)) وغیرہا کے الفاظ ہیں اس سے اجمالی علم مراد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور تفصیل قرآنِ عظیم سے حاصل ہوئی جسکی شان میں خود ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [النحل: ٨٩]

ترجمۂ کنزالایمان: اورتم پر یہ قرآن اتارا کے ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اورہم جانتے ہیں کہ قرآنِ عظیم ایک ساتھ نازل نہ ہوا بلکہ تئیس سال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر قرآن اُتار کر ہر چیز کی تفصیل اورتا قیامت مخلوق کے تمام واقعات کو بیان فرمادیا۔ للہ الحمد

ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

الحدیث ٤

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ، وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي، فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ: أَيْ نَعَمْ، قَالَتْ: فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((**مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ،** ...الخ)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب صلاة النساء مع الرجال في الكسوف، رقم الحديث: (١٠٥٣)، صـ١٧٠.

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں: مَیں زوجۂ نبی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اس وقت آئی جب سورج کو گہن لگ چکا تھا اور لوگ نماز کے قیام میں تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نماز میں قیام کی حالت میں تھیں، مَیں نے ان سے کہا: لوگ کس لیے نماز پڑھ رہے ہیں؟ اُنہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: سبحان اللہ، مَیں نے کہا: کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا: ہاں، اسکے بعد مَیں بھی نماز کے لیے کھڑی ہوگئی اتنی دیر تک کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی اور مَیں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، نماز کے بعد نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: کوئی چیز ایسی نہیں جو مَیں نے نہ دیکھی تھی مگر اس جگہ کھڑے ہو کر دیکھ لی ہے یہاں تک کہ جنّت اور دوزخ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے وہ تمام چیزیں جو نہیں دیکھی تھیں انہیں دیکھ لیا یہاں تک کہ جنّت اور دوزخ بھی، سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کو اپنی کتاب "الدولة المکّیة" میں ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

امام قاضی عیاض، علّامہ علی قاری اور علّامہ مناوی نے "تیسیر شرح جامع صغیر" امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں فرمایا:

النفوس القدسيّة إذا تجرّدت عن العلائق البدنيّة اتّصلت بالملأ الأعلى ولم يبق لها حجاب فترى وتسمع الكلّ.

ترجمہ: پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالَم بالا سے مل

جاتی ہیں اور انکے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے سامنے ہو رہا ہے۔

امام ابنِ حاج مکّی نے "مَدخَل" اور امام قسطلانی نے "مواہب" میں فرمایا:

قد قال علماؤنا رحمهم اللّٰه: لا فرق بين موته وحياته صلّى الله تعالى عليه وسلّم في مشاهدته لأمّته ومعرفته بأحوالهم ونيّاتهم وعزائمهم خواطرهم وذلك جليّ عنده لا خفاء به.

"مدخل"، ص۲۵۹، ج۱، "المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني"، المقصد العاشر، الفصل الثاني، في زيارة قبره الشريف، ومسجده المنيف، ج۱۲، ص۱۹۵.

ترجمہ: بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں: نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی حیات اور وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

("الدولة المكية" المترجم، ص۹۹.

مدینہ شریف سے مقامِ موتہ میں جنگ ملاحظہ فرمانا

الحدیث ۵

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا

وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((**أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ** - وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ - **حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، بابُ غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم الحديث: (٤٢٦٢)، ص ٧٢٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موت کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کی موت کی خبر دی اس طرح کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرما رہے تھے جھنڈا زید نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لے لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی آنکھیں اشک بہا رہی تھیں (پھر فرمایا:) حتی کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) حتی کہ اللہ نے (مسلمانوں کو) ان (کافروں) پر فتح دی۔

مفسّر شہیر شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ واقعہ غزوہ موتہ میں ہوا جو سن ۸ ہجری میں ہوا اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار تھے اور ہرقل کی رومی فوج ایک لاکھ تھی، حضور انور نے لشکرِ اسلام روانہ فرماتے وقت سپہ سالار مقرر فرما دیئے تھے کہ اوّلاً زید ابن حارثہ سپہ سالار رہوں گے پھر جعفر ابن ابی طالب طیّار پھر ان کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن رواحہ ہونگے، موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے اور یکے بعد دیگرے جھنڈا لے رہے تھے اور یہاں

حضور مسجد نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے، یہ ہے حضور انور کا علمِ غیب بلکہ حاضر ناظر ہونا، آج دوربین کے ذریعے انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی روحانی دوربین کا کیا کہنا۔

(''مرآة المناجیح''، ج۸، ص۱۸۷).

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حالاتِ قبر کا منکشف ہونا

الحديث ٦

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((**إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ**))، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ: ((**لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب ما جاء في غسل البول، رقم الحديث: (٢١٨)، ص٤١.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی کبیرہ گناہ کے باعث نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا، پھر ایک سبز ٹہنی لی اور اس کے دو حصے کر کے ہر قبر پر

ایک حصّہ گاڑ دیا، لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں تو ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

فقیہ الہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بناء پر ہو رہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی، اس حدیث میں اکھٹے چار علمِ غیب کی خبر ہے۔

("نزهة القاري"، جـ۲، صـ۱۰۹).

ہمارے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پیچھے اور آگے سے یکساں دیکھتے ہیں

الحديث ۷

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلَاةِ وَفِي الرُّكُوعِ: ((**إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب عظة الإمام الناس في إتمام الصلاة وذكر القبلة، رقم الحديث: (٤١٩)، صـ٧٣.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: ''میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں''۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر دل کا خشوع پوشیدہ نہیں

الحدیث ۸

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب عظة الإمام الناس في إتمام الصلاة وذكر القبلة، رقم الحديث: (٤١٨)، ص۷۳.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ اِدھر ہے؟ اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارے رکوع، میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

فاضل شہیر مولانا عبدالحکیم خاں شاہجہانپوری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

رحمت دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا فرمانا کہ مجھ پر تمہارے خشوع و رکوع پوشیدہ نہیں ہیں، اس میں آپ نے خود نگاہِ مصطفیٰ کا عالَم بیان فرمایا ہے کیونکہ رکوع تو ظاہری اور جسمانی فعل کا نام ہے، جو دوسروں کو بھی نظر آتا ہے، لیکن خشوع تو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جو خوف خدا سے پیدا ہوتی ہے، (اس کیفیت کو جان لینا اس

لیے عطائی علمِ غیب ہے کہ اس کا علم بذریعۂ حواس یا عقل سے سوچ کر حاصل نہیں ہوسکتا) اس حدیث میں نگاہِ مصطفی کے دو معجزے بیان فرمائے گئے ہیں کہ آپ پیٹھ پیچھے سے صحابہ کرام کے رکوع بھی ملاحظہ فرمالیتے اور اُن کے دلوں کے خشوع وخضوع والی کیفیت بھی اُن نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی جن میں دستِ قدرت نے ﴿مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ [النجم: ۱۷، ۱۸] والا سرمہ لگایا ہوا تھا۔

"بخاری شریف" مترجم ومحشی، ج ۱، ص ۲۵۵.

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

بعض لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے اس شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاذاللہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ عزوجل کے برابر لامحدود علم حاصل ہوگیا، امامِ اہلسنت رحمہ اللہ کے اس شعر سے یہ معنی لینا کس طرح درست ہوسکتا ہے حالانکہ آپ علیہ الرحمہ اپنے "فتاویٰ" میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کے لیے لامحدود علم حاصل ہونے کو باطل قرار دے چکے ہیں، "اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا"، سے مراد تاقیامت اس دنیا کے تمام واقعات وحالات ہیں، اس مفہوم پر اسی شعر میں یہ قرینہ موجود ہے کہ بات دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی ہورہی ہے کہ اس زندگی میں اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا آخرت میں تو ہر مسلمان کو دیدار نصیب ہوگا گویا امامِ اہلسنت فرمارہے ہیں کہ دنیا کی زندگی میں کسی کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کا دیدار کرے اسکی ذات غیب الغیب ہے، جب اس عالَم کا سب

سے بڑا غیب سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے پوشیدہ نہ رہا اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سر کی آنکھوں سے خالق کا دیدار کرلیا تو اب دنیا کی کونسی چیز آپ سے چھپ سکتی ہے، اور اس دنیا کے تا قیامت مخلوق کے حالات وواقعات آپ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں؟ الغرض قیامت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ ہونے والے تمام واقعات کے علم کا ہم دعویٰ نہیں کرتے۔

دنیا سے نگاہِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا حوضِ کوثر کو دیکھنا

الحدیث ۹

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: **((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)).**

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، رقم الحديث: (١٣٤٤)، صـ٢١٤.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ایک دن تشریف لے گئے اور اہلِ اُحد پر نماز جنازہ کی طرح نماز پڑھی پھر منبر پر واپس ہوئے پھر فرمایا: (حوضِ کوثر پر تمہاری مدد کیلئے) میں پہلے پہنچنے والا

ہوں، مَیں تمہارا گواہ ہوں اور اللہ کی قسم! مَیں اپنے حوض کو اِس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں، اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ دنیا کے مال کو ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کرو گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حوضِ کوثر موجود یعنی بنایا جاچکا ہے، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسے دیکھ لیا اور اسکے بعد ہمیں خبر دی جیسا کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ)) یعنی اللہ کی قسم! مَیں اپنے حوضِ کوثر کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

فاضل شہیر عبدالحکیم خاں اختر شاجہانپوری فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نگاہِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہ عالَم تھا کہ زمین پر رہتے ہوئے حوضِ کوثر کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ (پھر فرماتے ہیں:) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے۔

"بخاری شریف" مترجم ومحشی، ج۱، ص۸۴۶۔

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي)) مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے، ان الفاظ کی مخاطب پوری امت ہے، صرف صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ ایسی حالت قیامت تک کے مسلمانوں کی تو ہوسکتی ہے کہ وہ شرک نہ کریں اور دنیا کی محبت میں پھنس جائیں لیکن صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نہیں ہو

سکتی، جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فيه أنّ أمّة لا يخاف عليهم من الشرك وإن كان يخاف عليهم من التنافس ويقع منه التحاسد والتباغض.

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کو اپنی امت سے شرک کا ڈر نہیں ہے لیکن دنیا کی لالچ کا ڈر ہے اور دنیا کی لالچ کی بناء پر آپس میں حسد اور بغض واقع ہوتا رہتا ہے۔

("عمدة القارئ"، ص۔۲۱۶، ج۔۶).

اس حدیث سے ان لوگوں کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے جو اپنے گمانِ فاسد کی بنا پر صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور سارے عالمِ اسلام کو مشرک کہتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم بقسم فرمارہے ہیں کہ "مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کروگے"، کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو مشرک یا کافر کہنے والا بحکم حدیث خود کافر ہوجاتا ہے، شرک کی تعریف، اقسام اور تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے راقم الحروف کا رسالہ بنام "توحید" کا مطالعہ فرمائیں۔

آئندہ آنے والی کل کی اطلاع کہ تمہاری کامیابی ہوگی

الحدیث ۱۰

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((**لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ،**

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ))، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ......إلخ.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، الحديث: (٤٢١٠)، ص ٧١٥.

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا: کل جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، (راوی کا بیان ہے کہ) لوگوں نے رات بڑی بے چینی میں گزاری کہ دیکھیے کہ جھنڈا کس کو عطا کیا جاتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوگئے، سارے یہی تمنّا لے کر آئے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے پس آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، پھر انہیں بلایا گیا وہ حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے انکی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کیلئے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہوئے گویا انہیں سرے سے تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے انھیں جھنڈا

عطا فرمایا۔

(ایک اور بخاری شریف کی حدیث مبارک جو اسی حدیث سے پہلے مذکور ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں)

فَنَحْنُ نَرْجُوهَا، فَقِيلَ: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ، فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، الحديث: (٤٢٠٩)، صـ٧١٥.

ترجمہ: ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جائے، چنانچہ جھنڈا حضرت علی کو دیا گیا اور انہی کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ کتنا پختہ تھا کہ جب انہوں نے سُنا کہ کل جسے جھنڈا دیا جائے گا اللہ عزوجل اسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا تو ہر صحابی کی یہ تمنا تھی کہ جھنڈا اسے ملے تا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو کیونکہ انہیں یقین تھا کہ جو غیبی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے وہ ہو کر رہے گی۔

کل کے بارے میں خبر دینا

الحديث ١١

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟**)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ**))، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِنَّهُ سَيَعُودُ**))، فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟**))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ**))، فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ، قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟**)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((**مَا هِيَ؟**))، قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ

عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ ۔ وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ))** قَالَ: لَا، قَالَ: **((ذَاكَ شَيْطَانٌ))**.

"صحيح البخاري"، كتاب الوكالة، باب إذا وكّل رجلاً فترك الوكيل شيئاً فأجازه الموكّل... إلخ، رقم الحديث: (٢٣١١)، ص ٣٧٠.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھے زکاۃ رمضان (یعنی صدقۂ فطر) کی حفاظت پر مقرر فرمایا، پس ایک آنے والا آیا اور اناج میں سے لینے لگا، مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا خدا کی قسم مَیں ضرور تمہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا: مَیں محتاج ہوں اور میرے بچے ہیں اور مجھے سخت ضرورت ہے، پس مَیں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ! رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟" عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا، لہذا مَیں نے اسے چھوڑ دیا، فرمایا: "اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا"، پس مَیں نے جان لیا کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فرمانے کے مطابق ضرور آئے گا، مَیں اسکی تاک لگائے بیٹھا رہا (چنانچہ وہ پھر آیا) اور اناج لے جانے لگا تو مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ مَیں تمہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ضرور لے جاؤں گا کہا کہ مجھے چھوڑ دو مَیں محتاج اور بال بچے دار ہوں پھر نہیں آؤں گا، مجھے ترس آ گیا اور مَیں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ صلّی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟'' عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا، فرمایا: ''اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور وہ پھر آئے گا''، پس تیسری رات اس کا منتظر رہا تو وہ آ کر اناج لینے لگا، مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: مَیں تجھے ضرور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں پیش کروں گا کیونکہ آج آخری اور تیسری رات ہے تم ہر دفعہ کہتے رہے کہ اب نہیں آؤں گا مگر آتے رہے اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو مَیں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں، جو آپ کو نفع دیں گے، مَیں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ کہا کہ جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو صبح تک اللہ عزوجل کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا (یعنی ایک فرشتہ تمہاری نگہبانی کرے گا) اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آئے گا پس مَیں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کے وقت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا: ''رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟'' عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اس کا گمان تھا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا کہ جس کے سبب سے اللہ عزوجل مجھے فائدہ دے تو مَیں نے اسے چھوڑ دیا، فرمایا: ''وہ کیا ہیں؟'' عرض گزار ہوا اس نے کہا: جب تم بستر پر جاؤ اوّل سے آخر تک آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو تم برابر اللہ عزوجل کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ بات اس نے سچ کہی ہے، ویسے وہ بڑا جھوٹا ہے، کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے؟ مَیں عرض کی نہیں، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ شیطان ہے''۔

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صحابۂ کرام اپنی فطرے کی رقم حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر کر جاتے تھے تا کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خود فقراء میں تقسیم فرما دیں تا کہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے رب تعالیٰ قبول فرمالے، اس جمع شدہ فطروں کی حفاظت اس دفعہ حضرت ابو ہریرہ کے سپرد ہوئی (تھی)۔

(مرآۃ المناجیح، جـ۲، صـ۲۳۱)۔

پھر جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلہ چوری کرنے والے کو چھوڑ دیا اور جب نمازِ فجر کے لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ فرماتے ہیں کہ بغیر میرے کچھ عرض کیے اللہ کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ سے یہ فرمایا: ((یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَۃَ؟)) یعنی اے ابو ہریرہ! تمہارے گزشتہ رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رات کے چھپے ہوئے معاملے کو صبح بغیر کسی شخص کے بتائے بیان کر دینا حبیب رب العالمین کا کتنا عظیم خدا داد معجزۂ علمِ غیب ہے، اس حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی فرمایا: "اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ" یعنی اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا، اس کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس سے حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علمِ غیب معلوم ہوا کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو آئندہ ہونے والے واقعات کا رب تعالیٰ نے علم بخشا جو آئندہ ہونے والا ہے وہ بتا رہے ہیں۔

((ذَاكَ شَيْطَانٌ)) ''وہ شیطان ہے'' کے تحت فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ شیطان قرآن شریف سے بھی واقف ہے اور آیاتِ قرآنیہ کے احکام و اَسرار و اشارات سے بھی خبردار ہے، (پھر فرماتے ہیں:) شیطان دین کے ہر اچھے بُرے عمل سے تفصیل کے ساتھ واقف ہے اور ہر شخص کی نیت و ارادہ پر مطلع ہے، اس کے بغیر وہ مخلوق کو بہکا نہیں سکتا، جب اس بہکانے والے کے علم کا یہ حال ہے تو خلق کے ہادی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم کا کیا پوچھنا! دوا کی طاقت بیماری سے زیادہ چاہیے، شیطان کے بارے میں قرآن فرماتا ہے: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف:۲۷] (یعنی) شیطان اور اسکی ذریت تم سب کو دیکھتے ہیں مگر تم انہیں نہیں دیکھتے یعنی وہ حاضر و ناظر ہے کیوں؟ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو جس کے ذمہ خلق کی ہدایت ہے، وہ بھی حاظر و ناظر ہیں۔

(مرآۃ المناجیح، ج۲، ص۲۳۱)۔

مناظر اسلام علامہ سعید احمد اسعد مدّ ظلہ العالی اپنے نہایت ہی عمدہ رسالے "مسئلۂ حاضر و ناظر" میں فرماتے ہیں:

ہم اہل سنّت و جماعت نبی مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے، ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوّت کے آفتاب حضرت جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے جسمِ بشری کے ساتھ گنبدِ خضراء میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیّت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شروع ہی میں قوتِ مشاہدہ عطا فرمادی تھی لیکن نزول قرآن کے ضمن میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوتِ مشاہدہ وعلمیت میں اضافہ ہوتا رہا، جب قرآن حکیم کا نزول مکمل ہوگیا تو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہر چیز کا مشاہدہ وعلم حاصل ہوگیا۔

مذکورہ تنبیہ سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ہم اہلِ سنّت وجماعت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُمّت کے جملہ اعمال پر حاضر ناظر نزولِ قرآن کی تکمیل کے بعد سے مانتے ہیں، نزولِ قرآن کی تکمیل سے پہلے اُمّتیوں کے ہر ہر عمل پر حاضر وناظر ہونے کا قطعاً دعویٰ نہیں کرتے۔

("مسلۂ حاضر وناظر"، ص۔٦).

مزید تفصیلات کے لیے مُناظرِ اسلام علّامہ سعید احمد اسعد صاحب کا مذکورہ رسالہ ضرور ملاحظہ فرمایئے۔

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اپنے وصال کی غیبی خبر دینا

الحدیث ۱۲

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا [فَسَارَّهَا] فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي

فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ، فَضَحِكْتُ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٢٥)، صـ٦٠٨.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی پھر سرگوشی کے انداز میں ان سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر نزدیک بُلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، یہ فرماتی ہیں، (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہ مَیں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سرگوشی کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ اسی مرض میں میری وفات ہوجائے گی تو مَیں رونے لگی پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سرگوشی فرماتے ہوئے مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سب سے پہلی مَیں ہوں جو (اس دنیا سے) جاؤں گی تو میں ہنس پڑی۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نہ صرف اپنے ظاہری وصال کے بارے میں غیبی خبر دی بلکہ جگر گوشۂ رسول بی بی فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بقیہ ایام زندگی کے بارے میں فرمایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے خاتون جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملاقات فرمائیں گی، تاریخ شاہد ہے ایسا ہی ہوا۔

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مرنے والے کے مرنے کی جگہ کا علم بھی عطا فرمایا ہے، جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث اسکی شاہد ہے، سرکارِ

دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کے مرنے کی جگہوں کی نشاندہی فرمادی تھی چنانچہ راوی فرماتے ہیں:

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ))، وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"صحيح مسلم"، كتاب الجهاد والسير، بابُ غزوة بدر، رقم الحديث: [٤٦٢١] ٨٣۔(١٧٧٩)، ص۔٧٩٢.

ترجمۂ حدیث: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کی قتل کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ ادھر ادھر رکھتے تھے، راوی نے کہا: ان میں سے کوئی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی غیبی خبر

الحديث ١٣

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: ((أَطْوَلُكُنَّ يَدًا))، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ،

وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ.

"صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، رقم الحديث: (١٤٢٠)، صـ٢٢٩.

امام مسلم اسی حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ: أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا**))، قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا. قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ.

"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل زينب أم المؤمنين رضي الله عنها، رقم الحديث: [٦٣١٦] ١٠١-(٢٤٥٢)، صـ١٠٧٩.

بخاری و مسلم کی دونوں احادیث کا تقریباً ترجمہ یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین محبوبہ محبوبِ ربّ العالمین روایت کرتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بعض ازواجِ نبی نے پوچھا کہ (آپ کے اس دنیا سے وصال فرمانے کے بعد) ہم میں سب پہلے کون آپ سے آکر ملے گی؟ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: تم میں سے جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے وہ مجھ سے آکر ملے گی، چنانچہ ایک لکڑی سے ہم ایک دوسرے کا ہاتھ دیکھنے لگیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے، اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کا ہاتھ سب سے لمبا تھا (رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وصال کے

بعد جب ازواج میں سے سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا تو) ہمیں معلوم ہوا کہ لمبائی سے مراد ہاتھ کی لمبائی نہیں بلکہ ہاتھ کے لمبے ہونے سے مراد زیادہ صدقہ وخیرات کرنا تھا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہم میں سے سب زیادہ صدقہ کرنے میں لمبا ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تھا اس لیے کہ وہ اپنا کام خود کرتیں اور صدقہ وخیرات کو پسند کرتیں تھیں اور ازواج میں سے سب سے پہلے ان ہی کا انتقال ہوا۔

امام نووی رحمہ اللہ حدیث مسلم کے بعد فرماتے ہیں:

وفيه معجزة باهرة لرسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم، ومنقبة ظاهرة لزينب، ووقع هذا الحديث في كتاب الزكاة من البخاري بلفظ متعقد يوهم أن أسرعهنّ لحاقا سودة، وهذا الوهم باطل بالإجماع.

("صحيح مسلم بشرح النووي"، المجلد الثامن، الجزء السادس عشر، صـ ۹).

ترجمہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے روشن معجزے (کہ آپ نے جس طرح غیبی خبر دی وہ ویسے ہی وقوع پذیر ہوئی) اور امّ المؤمنین زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا کی منقبت کا بیان ہے، امام بخاری کے روایت کردہ لفظ کی پیچیدگی سے یہ وہم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت سودہ کا وصال ہوا یہ وہم بالاتفاق نادرست وباطل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں شہادت کی غیبی خبر

حضرت عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھا کر لا رہے

تھے، نبی پاک صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا اور مستقبل میں ان کو شہید کرنے والوں اور انکی شہادت کے بارے میں غیبی خبر دی، امام بخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ اس غیبی خبر کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

الحدیث ۱٤

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ: ((**وَيْحَ عَمَّارٍ، [تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ] يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ**))، قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ.

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المساجد، رقم الحديث: (٤٤٧)، ص۷۸.

ترجمہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے مجھ سے اور اپنے صاحب زادے علی سے فرمایا کہ دونوں حضرت ابوسعید کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو، ہم گئے تو وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے، انہوں نے اپنے چادر لے کر لپیٹی اور ہم سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ مسجدِ نبوی کی تعمیر کا ذکر آگیا، فرمایا کہ ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے لیکن حضرت عمّار دو دو اینٹیں، نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے انہیں دیکھا تو اُن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا:

وائے عمّار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنّت کی طرف بلائیں گے اور وہ اِنہیں جہنّم کی طرف بلائیں گے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمّار کہا کرتے: مَیں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں، ایک یہ کہ حضرت عمّار شہید ہونگے، دوسرے یہ کہ مظلوم ہونگے، تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہونگے یعنی امامِ برحق پر بغاوت کرنے والے، یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں۔

("مرآۃ المناجیح"، کتاب الفضائل، باب في المعجزات، جـ٨، صـ١٧٩).

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عمروں کی اجمالی غیبی خبر

الحدیث ١٥

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَأَبِي بَكْرِبْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: ((**أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِئَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب السمر في العلم، رقم الحديث: ١١٦، صـ٢٥.

ترجمۂ حدیث: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنی حیات کے آخری دنوں میں عشاء کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم نے اپنی اِس رات کا حال دیکھا؟ جتنے لوگ آج روئے زمین پر ہیں سو سال کے بعد کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

فقیہ الہند اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مراد یہ کہ میری امت کے لوگ جتنے آج زمین پر ہیں اور بطریقِ معتاد (عادتاً) نظر آتے ہیں، خواہ وہ کم سن ہوں یا خواہ معمر سو سال (گزرنے) پر وہ زندہ نہیں رہیں گے، رہ گئے وہ لوگ جو اس کے بعد پیدا ہونگے وہ اس سے مستثنیٰ (یعنی جدا) ہیں، حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں اور حضرت خضر اور الیاس نظروں سے غائب ہیں یونہی دیگر اجنہ (یعنی جنات) بھی۔ اس لیے یہ سب اس میں داخل نہیں چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے، سب سے آخری صحابی ابو طفیل عامر بن واثلہ نے ۱۱۰ ہجری میں وصال فرمایا (جبکہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ سلّم کا وصال ۱۱ ہجری میں ہوا تھا)۔

(تشریح از "نزهة القارئ"، ص۔۴۱۰، ج۔۱)

کون کس طرح مرے گا

الحدیث ۱۶

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ

وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))**، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: **((وَمَا ذَاكَ؟))** قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: **((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))**.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم الحديث: (۴۲۰۳)، ص۷۱۳.

ترجمۂ حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور مشرکوں کے درمیان کسی غزوہ میں مقابلہ ہوا،

جب (بوقتِ شام) ہر فریق اپنے لشکر کی جانب واپس لوٹ گیا تو مسلمانوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو کسی مشرک کو زندہ نہ چھوڑتا بلکہ پیچھا کر کے اسے تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اُتار دیتا تھا، لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آج جتنا کام فلاں نے دکھایا ہے اُتنا اور کسی سے نہ ہوسکا، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) وہ تو جہنّمی ہے، مسلمانوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا کہ میں (جائزہ لینے کی غرض سے) اس کے ساتھ رہوں گا، یہ اس کے ساتھ نکلے، جب وہ ٹھہرتا تو وہ بھی ٹھہرتے اور جب وہ دوڑتا تو یہ بھی اس کے ساتھ دوڑنے لگتے، راوی کہتے ہیں: وہ شخص شدید زخمی ہوگیا تو اس نے مرنے میں جلدی کی یعنی اپنی تلوار کو زمین پر رکھا اور نوک کو اپنے سینے کے درمیان میں رکھ کر اس پر سارا بوجھ رکھ دیا اور یوں خودکشی کرلی، نگرانی کرنے والا شخص رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا: کیا ہوا؟ اس نے عرض کی: آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے تو یہ بات لوگوں پر بہت گراں گزری تھی اس پر میں نے کہا تھا کہ اس کی حقیقت معلوم کروں گا، اسی جستجو میں اس کے ساتھ رہا پھر وہ سخت زخمی ہوگیا اور اُس نے مرنے میں جلدی کی، تلوار کی مُٹھی زمین پر رکھی اور اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اس پر اپنا سارا بوجھ رکھ کر خودکشی کرلی، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں اہلِ جنّت جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن وہ جہنّمی ہوتا ہے اور ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں جہنّمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جنّتی ہوتا ہے۔

کس نے کیا کیا؟

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرٌ: قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ، أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**بَلْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا**)). فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم الحديث: (٤٢٣٤)، صـ٧١٨.

ترجمہ حدیث: سالم مولیٰ ابن مطیع کا بیان ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب ہم نے خیبر کو فتح کرلیا تو مالِ غنیمت میں ہمیں سونا چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے اونٹ، مال ومتاع اور باغات وغیرہ ملے تھے جب ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ واپس لوٹے اور القری نامی وادی میں آئے تو آپ

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک غلام بھی تھا جس کا نام مدعم تھا جو آپ کی خدمت میں بنی ضباب کے ایک شخص نے بطور نذرانہ پیش کیا تھا، جس وقت وہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کجاوہ اُتار رہا تھا تو ایک تیر آیا جس کا چلانے والا نظر نہیں آتا تھا اور وہ اس غلام کو آ کر لگا، لوگوں نے کہا کہ اسے شہادت مبارک ہو، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بلکہ جو چادر اس نے خیبر کے روز مالِ غنیمت سے تقسیم کے بغیر لے لی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑکے گی، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد سُن کر ایک آدمی ایک یا دو تسمے لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ مجھے ملا تھا، پس رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ ایک دو تسمے بھی آگ بن جاتے۔

حضرت اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کی غیبی خبر

الحدیث ۱۸

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ: أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ، وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((**أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا**))، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: ((**أَنْتِ فِيهِمْ**))، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ**

لَهُمْ))، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا)).

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، رقم الحديث: ٢٩٢٤، ص ٤٨٣.

ترجمۂ حدیث: عمیر نے کہا کہ پھر ہمیں اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے: میری امت میں پہلا لشکر جو سمندر کے راستے جہاد کرے گا وہ (اپنے لیے جنّت) واجب کرلے گا، اُمّ حرام فرماتی ہیں: مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا مَیں ان میں ہوں؟ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "ہاں تم ان میں سے ہو" پھر نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا، وہ بخشا ہوا ہے" مَیں نے عرض کی: کیا مَیں ان میں ہوں، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "نہیں"۔

بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں درج ذیل کلمات ہیں:

فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، رقم الحديث: (٢٧٨٨)، ص ٤٦٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت اُمّ حرام حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں سمندر کے راستے جہاد میں گئیں، سمندر پار کرکے جب خشکی پر اتریں چوپائے پر سوار ہوئیں، اسی دوران وہ اپنی سواری سے گر کر وفات پاگئیں۔

حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی غیبی خبر

الحدیث ۱۹

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: **((اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ))**.

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبيّ صلّى الله عليه وسلّم، باب قول النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: **((لو كنت متخذا خليلا))**، رقم الحديث: (٣٦٧٥)، ص-٦١٧.

ترجمۂ حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور ابو بکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی ساتھ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ لرزنے لگا نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو، اللہ عزوجل کی عطا سے اس بات کا علم غیب تھا کہ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہونگے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبعی طور پر وفات پائیں گے۔

صحابۂ کرام کی نعت خوانی اور بیانِ غیب دانی

الحديث ۲۰

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُصُّ فِي قَصَصِهِ، وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ" يَعْنِي بِذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ:

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

"صحيح البخاري"، كتاب التهجّد، باب فضل من تعار من اللّيل فصلّى، رقم الحديث: (۱۱۵۵)، ص۱۸۵.

ترجمۂ حدیث: ابن شہاب سے روایت ہے ہیثم بن ابو سنان نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جب کہ وہ واقعات بیان کر رہے تھے، اس دوران انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا: تمہارے بھائی یعنی حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فضول بات نہیں کہتے (یہ کہہ کر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار پڑھے:)

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

ترجمہ: ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب (یعنی قرآن) کی تلاوت کرتے ہیں جب روشن فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

ترجمہ: ہمیں جہالت کے بعد راہ ہدایت دکھائی اور ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو فرمایا ہے ہو کر رہے گا۔

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

ترجمہ: وہ رات گزارتے ہیں تو بستر سے ان کی کروٹ جدا ہوتی ہے جب کہ مشرکین بستر پر بوجھ بنے رہتے ہیں۔

سبحان اللہ! کتنا پاکیزہ اور مبارک دور تھا جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی احادیث کا درس دیتے تھے، ان دروس میں واقعات کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی مدح وثناء والے اشعار بھی ہوتے تھے، مذکورہ شعر سے صحابۂ کرام کا عقیدہ واضح وروشن ہو رہا ہے جس کا یہ حضرات برملا اظہار کرتے تھے کہ ہمارے دل اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق جو غیبی خبریں دیتے

ہیں وہ ضرور واقع ہونیوالی ہیں۔

چھپے ہوئے خط کی غیبی خبر

الحدیث ۲۱

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ ـ وَكُلُّنَا فَارِسٌ ـ قَالَ: ((**انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ**)). فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: الْكِتَابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعَنَا كِتَابٌ، فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا، فَقُلْنَا: مَا كَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ، فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ، فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرًا، رقم الحديث: (۳۹۸۳)، ص۶۷۲.

ترجمۂ حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھے، حضرت ابو مرثد غنوی اور حضرت زبیر بن عوام کو بھیجا اور ہم

سب گھوڑوں پر سوار تھے ہمیں حکم فرمایا کہ سوار ہو کر جاؤ یہاں تک کہ جب مقام روضۂ خاخ کے پاس پہنچو گے تو وہاں مشرکین کی ایک عورت ہوگی، جس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو مشرکین کیلئے لکھا گیا ہے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم وہاں پہنچے تو واقعی) ہم نے ایک عورت کو جو اونٹ پر سوار ہو کر جارہی تھی وہیں پایا جہاں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا، پھر ہم نے اس سے کہا کہ خط کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اونٹ کو بٹھا کر تلاشی لی ہمیں کوئی خط نظر نہیں آیا، اس پر ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا لہذا یا تو خط نکال ورنہ (خط کی تلاشی کے لئے) ہم تیرے کپڑے اتاریں گے، جب اس نے ہماری سختی دیکھی تو اپنے نیفے کے اندر سے ایک خط نکالا جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، ہم اس عورت کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں لے آئے۔

حضرت علی اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسے کئی واقعات ملاحظہ فرمائے تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو بھی غیبی خبر دی وہ پوری ہو کر رہی، انہیں یہ یقین کامل حاصل تھا کہ ہر چیز میں تبدیلی آسکتی ہے لیکن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو بات اپنی زبان حق ترجمان سے فرمادی ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

مکہ مکرمہ میں ہونے والی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی

مدینہ منورہ میں غیبی خبر

الحدیث ۲۲

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ ـ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ ـ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ـ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَأَةِ ـ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ـ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا: هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ، وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا، قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ: أَمَّا أَنَا فَوَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ، وَاللَّهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي فِي هَؤُلَاءِ لَأُسْوَةً ـ يُرِيدُ الْقَتْلَى ـ فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَأَبَى فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو

الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ: أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِينَ أَتَاهُ، قَالَتْ: فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي، فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ. وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا:

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ، فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا، فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا.

"صحیح البخاري"، کتاب الجهاد والسیر، باب هل یستأسر الرجل ومن لم یستأسر ومن رکع رکعتین عند القتل، رقم الحدیث: (٣٠٤٥)، ص۔٥٠٣۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک سریہ (وہ فوجی دستہ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے شرکت نہ فرمائی ہو) روانہ فرمایا جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا اور حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، جو حضرت عمر بن خطاب کے صاحب زادے عاصم کے نانا ہیں وہ چل پڑے، یہاں تک کہ جب وہ مقام ہُداۃ پر پہنچے جو عسفان اور مکّۂ مکرمہ کے درمیان ہے تو بنو ہذیل کے قبیلہ لحیان کو ان کا پتہ چل گیا، انہوں نے اِن حضرات کی خاطر تقریباً دو سو آدمی روانہ کیے جو سب کے سب تیر انداز تھے، وہ اِن کے قدموں کے نشانات دیکھ کر چلتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے جو کھجوریں کھائی تھیں، جن کو یہ مدینۂ منورہ سے بطورِ زادِ راہ لائے تھے اِن کی گٹھلیاں دیکھ کر کہنے لگے: یہ تو یثرب کی کھجور ہے، وہ نشانات کو دیکھ کر چلتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا، یہ حضرات پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے، ان لوگوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے: نیچے اتر آؤ اور ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دے دو، ہم تمہارے ساتھ پکا عہد و پیمان کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے، امیرِ سریہ حضرت عاصم بن ثابت نے فرمایا: لیکن اللہ کی قسم! میں تو آج کسی کافر کی ذمہ داری پر نہیں اتروں گا، اے اللہ! ہماری خبر اپنے نبی تک پہنچا دے، پھر انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور سات آدمیوں کو شہید کر دیا،

جن میں حضرت عاصم بھی تھے، باقی تین حضرات ان کے عہد و پیمان پر یقین کر کے نیچے اتر آئے، جن میں حضرت خُبَیب انصاری اور ابن دثنہ اور ایک آدمی اور جب یہ حضرات کفار کے قبضے میں آ گئے تو انہوں نے انہیں کمانوں کے تانت سے باندھ لیا، تیسرے صاحب فرمانے لگے کہ یہ بد عہدی کی ابتداء ہے لہذا مَیں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا، مَیں اپنے ساتھیوں کی پیروی کروں گا جو جام شہادت نوش فرما گئے ہیں، کافر انہیں اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ جانے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے، آخر کار انہیں شہید کر دیا گیا پھر وہ حضرت خُبَیب اور حضرت ابن دثنہ کو لے گئے یہاں تک کہ مکّہ مکرّمہ میں لے جا کر فروخت کر دیا، یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد پیش آیا تھا، حضرت خُبَیب کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے نے خرید لیا کیونکہ انہوں نے حارث کو جنگِ بدر میں قتل کیا تھا، خُبَیب ان کی قید میں تھے (راویٔ حدیث امام زہری فرماتے ہیں:) مجھے عبید اللہ بن عیاض نے خبر دی کہ اِنہیں زینب بنتِ حارث نے بتایا کہ جب لوگ خُبَیب کو قتل کرنے کی غرض سے جمع ہونے لگے تو انہوں نے مجھ سے اُسترا مانگا تاکہ ناپاکی دور کریں مَیں نے انہیں دے دیا پھر انہوں نے میرے ایک بچّے کو پکڑ لیا اور مَیں بے خبر تھی، جب میں ان کے پاس گئی تو دیکھا کہ انہوں نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور اُسترا ہاتھ میں ہے، میرے اوسان خطا ہو گئے تو خُبَیب نے میرے چہرے سے دلی کیفیت جان لی فرمایا: تم اس لیے ڈر رہی ہو کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا، مَیں ایسا ہرگز نہیں کروں گا، (زینب بنتِ حارث کہتی ہیں:) اللہ کی قسم! مَیں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا، ایک روز مَیں نے انہیں دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں انگوروں کا گچھا پکڑ کر اس میں سے انگور کھا رہے ہیں حالانکہ وہ زنجیروں میں

جکڑے ہوئے تھے اور مکہ مکرمہ میں اس وقت یہ پھل دستیاب نہیں تھا، وہ کہتی تھیں جب وہ لوگ انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے گئے تو خُبَیب نے ان سے کہا کہ مجھے اتنی دیر کے لیے چھوڑ دو کہ دو رکعت نماز ادا کر لوں، پھر فرمایا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم کہو گے کہ موت سے ڈر کر نماز لمبی کر رہا ہے ورنہ میں نماز کو طول دیتا، اے اللہ! انہیں چن چن کر مارنا (پھر آپ نے درج ذیل اشعار کہے:)

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

ترجمہ: جب مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جاؤں تو مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ مجھے کس پہلو پر گرایا جائے گا۔

وَذَٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ترجمہ: اللہ کی راہ میں مَیں مارا جا رہا ہوں اور اگر اللہ چاہے گا تو میرے کٹے ہوئے جوڑوں میں برکت دے دے (یعنی ان اعضاء کو دشمنوں سے محفوظ رکھے)۔

پھر حارث کے بیٹے نے انہیں قتل کر دیا، خبیب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر اُس مسلمان مرد کے لیے جو قیدی بنا کر قتل کیا جائے یہ رسم جاری فرمائی کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، اِدھر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جو انہوں نے شہادت کے روز مانگی تھی "فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا"، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مدینہ منورہ میں) اپنے اصحاب کو سب کچھ بتا دیا جو ان پر گزری، کفارِ قریش کو جب حضرت عاصم کے قتل ہو جانے کی خبر ہوئی تو انہوں نے چند آدمی بھیجے تا کہ عاصم کے جسم کا کوئی حصہ لے کر آئیں جس سے اس قتل کا اطمینان ہو کیونکہ انہوں نے قریش کے

سرداروں میں سے ایک آدمی (عقبہ بن ابی معیط) کو جنگِ بدر میں موت کے گھاٹ اتارا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کے پاس بھڑوں کو مقرر فرمادیا جنہوں نے قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں سے انہیں محفوظ رکھا۔

مستقبل میں کافروں پر حملہ کرنے کی غیبی خبر

غزوۂ خندق جسے احزاب بھی کہتے ہیں شوال سن ۴ یا ۵ ہجری میں واقع ہوا، جس میں کفارِ قریش کا دس بارہ ہزار کا لشکر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے حملہ آور ہوا تھا، خندق کی وجہ سے انہیں کئی روز مدینہ منورہ کے گرد محاصرہ کرنا پڑا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی اور تیز ہوا بھیجی جس نے نہایت سرد اور اندھیری رات میں کفار کے خیمے گرادیے، آخرکار بارہ ہزار کا لشکر بھاگ نکلا، کفار کی اس رسوائی کے بعد اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جان نثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مستقبل میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والی کامیابیوں کے متعلق غیبی خبر دیتے ہوئے جو ارشاد فرمایا اسے امام بخاری ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

الحدیث ۲۳

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((**نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق، برقم: (٤١٠٩)، صـ ٦٩٧.

ترجمۂ حدیث: حضرت سلیمان بن صُرَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جنگِ احزاب کے دنوں میں فرمایا کہ اب ہم ان لوگوں پر چڑھائی کریں گے اور یہ ہم پر کبھی چڑھائی نہیں کرسکیں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ غزوۂ احزاب کے بعد مشرکین مکّہ پھر کبھی حملہ نہ کرسکے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مکّہ معظمہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عظیم الشان لشکر کے ہمراہ فاتحانہ شان سے داخل ہوئے اور ہمیشہ کے لیے کفر وشرک کی گندگی سے بیت اللہ کو پاک ستھرا کردیا۔

بت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بُت گر پڑے

جھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلاۃ والسلام

چھپے ہوئے کھانے کی غیبی خبر

الحدیث ٢٤

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَاثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ

فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟**))، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((**بِطَعَامٍ؟**))، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ: ((**قُومُوا**))، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ**))، فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (۳۵۷۸)، صـ ٦٠٠.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُمّ سلیم (والدۂ حضرت انس) سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی آواز سنی جس میں کمزوری محسوس ہورہی ہے، میرا خیال ہے

کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا: ہاں، اور چند جَو کی روٹیاں نکال لائیں، پھر اپنی چادر نکالی اور اس کے ایک پلّے میں روٹیاں لپیٹ دیں، پھر روٹیاں میرے (یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے سپرد کر کے چادر کا باقی حصّہ مجھے اڑا دیا اور مجھے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی جانب روانہ کیا، مَیں روٹیاں لے کر گیا، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو مسجد میں پایا، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے گرد چند صحابہ بھی موجود تھے، مَیں ان کے پاس کھڑا ہوگیا، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ((آرْسَلَكَ اَبُو طَلْحَةَ؟)) کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ مَیں نے جواب دیا: ہاں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ((بِطَعَامٍ؟)) یعنی کھانا دیکر؟ عرض گزار ہوا: ہاں، اس پر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کھڑے ہوجاؤ، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم چل پڑے، مَیں ان سے آگے چل دیا اور جا کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بتایا، حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: اے اُمّ سلیم! رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم لوگوں کو لے کر غریب خانے میں تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کھلانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے، اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم، ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فوراً رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے استقبال کو نکل کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس جا پہنچے، اس کے بعد رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حضرت ابوطلحہ کو ساتھ لیا اور ان کے گھر جلوہ فرما ہوگئے، پھر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اے اُمّ سلیم! جو کچھ تمہارے

پاس ہے لے آؤ، انہوں نے وہی روٹیاں حاضر خدمت کر دیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے روٹیوں کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اور حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سالن کی جگہ کُپّی سے سارا گھی نکال لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کچھ پڑھا، جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلا لو، پس انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھالیا اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لئے اور بلا لو چنانچہ وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لیے اور بلا لو، چنانچہ وہ بھی شکم سیر ہو کر چلے گئے، پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا اور اسی طرح تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا، جملہ مہمان ستر ۷۰ یا اسّی ۸۰ تھے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ "لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ" "یعنی مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی آواز سنی جس میں کمزوری محسوس ہو رہی ہے" کے تحت فرماتے ہیں: حضور انور کی آواز میں ضعف ہے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہے (یاد رہے کہ) اگر حضور انور روزے کی نیّت سے عرصۂ دراز تک بالکل نہ کھائیں تو مطلقاً ضعف محسوس نہیں ہوگا لیکن اگر بغیر روزہ کی نیت کے کھانا ترک فرما دیں تو بشریت کا ظہور ہوگا اور ضعف ظاہر ہوگا (پھر فرماتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی، پونجی تھوڑی، مقام شاندار، عشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون سی چیز مخفی تھی جسے عرش و فرش کی خبر ہے، اسے حضرت انس کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو! سب کچھ بتایا کہ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے اور روٹیاں دیکر بھیجا ہے۔

(”مراۃ المناجیح“، ج۸، ص۲۱۷)۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فکرمند ہونے پر فرمایا: اللہ ورسولہ أعلم یعنی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی عادت تھی، جس کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہوتا فرمایا کرتے: اللہ ورسولہ أعلم. کیا کسی کی یہاں مجال ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول میں شرک یعنی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم کو اللہ کے علم لامتناہی سے برابر کردینے کا وہم کرے! اسی طرح اہل سنّت کا نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علم غیب ماننے میں برابری کا تصور نہیں ہوسکتا کیونکہ کوئی مسلمان جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم غیب شریف کو ذاتی اور اللہ عزوجل کے علم غیب لامتناہی کے برابر نہیں مانتا۔

مستقبل میں امن وامان کی غیبی خبر

الحديث ۲۵

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ: ((**يَا عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ؟**)) قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا، قَالَ: ((**فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ**))؛ قُلْتُ: فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ

نَفْسِي: فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ، ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى))، قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَلَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ))، قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ، فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ))، قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ، وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث :(٣٥٩٥)، صـ٦٠٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر فاقے کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی، اس پر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا: دیکھا تو نہیں لیکن اس کا نام سنا ہے، اس پر آپ صلّی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلّم نے فرمایا: ((فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ)) یعنی اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو ضرور دیکھو گے کہ ایک بڑھیا حیرہ سے سفر کرے گی یہاں تک کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی، اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوگا (حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے دل میں کہا کہ اس وقت قبیلہ طے کے ڈاکو کہاں ہونگے جنہوں نے آج شہروں میں آگ لگا رکھی ہے، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا: ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى)) یعنی اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو کسریٰ کے خزانے فتح کیے جائیں گے (پھر فرماتے ہیں کہ) میں نے تعجب سے کہا: کسریٰ بن ہرمز کے خزانے!، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ہاں، کسریٰ بن ہرمز کے خزانے، پھر آپ نے فرمایا: ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ)) یعنی اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی نکالے گا اور ایسے شخص کو تلاش کرتا ہوگا جو اس سے (چاندی) قبول کرے لیکن وہ ایسا شخص نہیں پائے گا جو اُسے قبول کرلے، تم میں سے ضرور ہر ایک نے اللہ سے ملنا ہے، جس دن وہ بندے سے ملے گا اس دن اللہ اور اس بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو ترجمانی کرے پھر (اللہ عزوجل) ضرور فرمائے گا: کیا میں نے تیری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا جو میرے احکام کو تم تک پہنچائے (بندہ) کہے گا: کیوں نہیں، پھر (اللہ عزوجل) فرمائے گا: کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا اور تجھ پر فضل نہیں کیا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، پھر وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے سوائے

جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو سوائے جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا، حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا: آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور ہی کی خیرات دیکر ہو، تو اگر کوئی کھجور نہ پائے تو وہ اچھی بات کہہ کر (آگ سے بچے)، حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں نے ایک بڑھیا کو حیرہ سے سفر کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کے اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں تھا اور مَیں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر (اے لوگو!) تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم لوگ ضرور اسے دیکھ لوگے جو نبی ابوالقاسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت عدی حاتم طائی کے بیٹے ہیں جو مشہور سخی گزرا ہے، ان تین غیبی خبروں میں سے دو غیبی خبروں کو خود پورا ہوتے دیکھا، جبکہ تیسری غیبی کے بارے میں فرمایا اگر تم لوگوں کی عمر لمبی ہوئی تو اس خبر کو پورا ہوتے تم دیکھو گے کہ کوئی زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ ہوگا چنانچہ علاّمہ عینی ''عمدۃ القاری'' (۳۳۴/۱۱) امام بیہقی کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تیسری غیبی خبریوں پوری ہوئی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو زکوٰۃ لینے والا فقیر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا تھا۔

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی غیبی خبر

الحدیث ۲۶

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦١٨)، ص٦٠٧.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کی جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب تھا ایک بادشاہ کے مرنے کے بعد دوسرے بادشاہ کو بھی کسریٰ ہی کہا جاتا تھا، اسی طرح فرعون عمالقہ (مصر) کے بادشاہ کو، نجاشی حبشہ (ایتھوپیا) کے بادشاہ کو اور تُبّع یمن کے بادشاہ کو اور خاقان ترکی کے بادشاہ کو، اسی طرح قیصر روم کے بادشاہ کو کہا جاتا تھا، ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو اسی نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

("تفسير صاوي"، ج١، ص٧١).

آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانہ مبارکہ میں اگرچہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں سپر پاور کی حیثیت رکھتی تھیں لیکن اللہ عزوجل کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو

غیبی خبر دی تھی پوری ہوکر رہی اور قیصر و کسریٰ کی حکومتیں کہانیاں بن کر رہ گئیں۔

آسائشوں کی غیبی خبر

الحدیث ۲۷

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟**))، قُلْتُ: وَأَنّٰى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: ((**أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ**))، فَأَنَا أَقُولُ لَهَا - يَعْنِي امْرَأَتَهُ -: أَخِّرِي عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ**)) فَأَدَعُهَا.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (۳٦۳۱)، صـ٦۰۹.

ترجمۂ حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے؟ ارشاد فرمایا: یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہونگے (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آج واقعی وہ وقت آگیا ہے کہ) جب میں اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے دور کرو تو وہ جواب دیتی ہے کہ کیا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہونگے، اس پر میں خاموش ہوجاتا ہوں۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں غیبی خبر

الحديث ۲۸

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ، فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((**ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (۳٦۲۹)، ص۶۰۹.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے ہمراہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دوگروہوں میں صلح کروادے گا۔

مفسّرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی، قِلت اور ڈر سے آپ پاک تھے، امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ

نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کرلی، آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتیٰ کہ کسی نے آپ سے کہا: اے مسلمانوں کے عار!، آپ نے فرمایا: عار نار سے بہتر ہے، صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل وخون نہ ہو، ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی، بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی، اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے، باغی کی طرف سے قضاء قبول کرنا جائز ہے، ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کو علم غیب بخشا ہے کہ حضور نے آنے والے واقعے کی خبر اس وضاحت سے دی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے، جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے، مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے، امام حسن کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے، خلافت راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوئی، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کے متعلق توریت وانجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام ہوگا، یہ وہی ملک شام ہے جہاں امیر معاویہ سلطان تھے۔

("مرآۃ المناجیح"، جـ۸، صـ٤٦١).

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بنام "امیر معاویہ" رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ فرمائیں۔

قیامت تک کے واقعات کی غیبی خبر

الحدیث ۲۹

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)).**

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٠٩)، صـ ٦٠٥.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو جماعتوں میں آپس میں ایک عظیم جنگ نہ ہوجائے حالانکہ ان دونوں کا دعویٰ (دین) ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس ۳۰ کے قریب جھوٹے دھوکے باز شخص ظاہر نہ ہوجائیں ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

شُرّاح نے بیان کیا ہے کہ اگر اس سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے

درمیان ہونے والی انتہائی خونریز تباہ کن جنگِ صفّین مراد ہے تو اس حدیث میں جس جنگ کی خبر دی جارہی ہے وہ واقع ہوچکی (پھر فرماتے ہیں:) دجّال دجل کا اسم مبالغہ ہے اس کے معنی فریب اور دھوکہ دینے کے ہیں، ان تیس دجالوں میں سے کچھ گزر چکے ہیں، مثلاً مسیلمۃ الکذّاب، اسود عنسی، مختار، اس کے علاوہ اور بہت سے جھوٹے مدّعیانِ نبوت پیدا ہوئے ہیں، ماضی قریب میں غلام احمد قادیانی دجّال ہوا ہے اور جو باقی ہیں ضرور ہونگے۔

("نزهة القاري"، جـ۷، صـ٥٦).

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا سے صحابۂ کرام کی وسعتِ علمی

الحديث ۳۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ. حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ، قَالَ: هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ**))، قَالَ: لَيْسَتْ هَذِهِ، وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: ذَاكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ، قُلْنَا: عَلِمَ عُمَرُ

الْبَابُ؟قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ، فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ، وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: عُمَرُ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٥٨٦)، ص۔٦٠٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت کیا کہ تم میں سے فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کس کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: مجھے اچھی طرح یاد ہے، حضرت عمر نے فرمایا: بیان کرو، واقعی تم جرأت مند ہو، حضرت حذیفہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا فتنہ (یعنی آزمائش) اس کے اہل وعیال، اس کے مال اور اس کے ہمسایوں میں ہے، جس کا کفّارہ نماز، خیرات، اچھی بات کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے سے ہوجاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَیں نے اس فتنہ کی بات نہیں کی بلکہ اس فتنے کے بارے میں پوچھتا ہوں جو دریا کی موج کی طرح لہرائے گا، عرض گزار ہوئے: آپ کو اس فتنے کا کیا خوف ہے جبکہ آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ موجود ہے، (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: بتاؤ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟ (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: توڑ دیا جائے گا (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: پھر تو وہ اس قابل نہیں رہے گا کہ اسے دوبارہ بند کیا جاسکے (راوی فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہم نے پوچھا: کیا انہیں دروازے کا علم تھا؟

(حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا): ہاں، اسطرح جیسے دن سے پہلے رات ہونے کا یقین ہوتا ہے کیوں کہ اس کے متعلق مَیں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی تھی جس میں غلطی کا شائبہ بھی نہیں (راویٔ حدیث فرماتے ہیں) ہم نے ڈر کے مارے اس (دروازے) کے متعلق (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) سوال نہ کیا بلکہ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ اس (دروازے) کے متعلق پوچھیے، اس پر (حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا وہ دروازہ کون ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مذکورہ بالا بخاری شریف کی حدیث میں حضرت فاروقِ اعظم اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہونے والی راز و نیاز کی باتوں سے ذرا اندازہ لگایئے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صحبت بابرکت سے خواص صحابۂ کرام کس طرح مستقبل میں ہونے والے حالات سے باخبر تھے، اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستقبل قریب میں دریا کی موج کی طرح واقع ہونے والے فتنے کے بارے میں سوال کیا تو اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ غیبی خبر سنائی جو انہوں نے سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنی تھی اور بڑے ہی یقین کے ساتھ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا

ترجمہ: یا امیر المؤمنین آپ کو اس سے کوئی حرج نہیں، آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔

شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری'' (۶/۶۸۳) میں تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ لایخرج منها شيء في حیاتك یعنی اس آنے والے فتنوں میں سے کوئی فتنہ آپ کی زندگی میں نہیں اٹھے گا، علامہ ابن حجر عسقلانی پھر فرماتے ہیں:

كأنّه مثل الفتن بدارٍ، ومثل حياة عمر بباب لها مغلق، ومثل موته بفتح ذلك الباب، فما دامت حياة عمر موجودة فهي الباب المغلق، لايخرج ممّا هو داخل تلك الدار شيء، فإذا مات فقد انقطع ذلك الباب فخرج ما في تلك الدار.

ترجمہ: گویا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک گھر ہے جس میں فتنے چھپے ہوئے ہیں اور اس گھر کا دروازہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دروازہ کا کھلنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے پس جب تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات ہیں تو یہ دروازہ بھی بند ہے، اس فتنے کے گھر میں سے کوئی فتنہ نہیں نکلے گا تو جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوگی تو اس فتنے کا دروازہ کھل جائے گا اور گھر کے اندر موجود فتنے باہر نکل آئیں گے۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید ایک سوال کیا:

يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟، ترجمہ: یہ بند دروازہ کھولا جائے یا توڑا جائے گا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال سے مراد یہ ہے کہ ان کی طبعی موت واقع ہوگی یا انہیں شہید کیا جائے گا، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

لَا، بَلْ يُكْسَرُ، ترجمہ: نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جائے، اس سے یہ واضح ہوا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا یقینی علم تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہونگے، رہی یہ بات کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی شہادت کا علم حضرت حذیفہ کے بتانے سے ہوا تھا یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گفتگو سے پہلے ہی اپنی شہادت کو جانتے تھے؟ اس کا جواب علاّمہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

قد تقدّم في بدء الخلق حديث عمر أنه سمع خطبة النبيّ صلّى الله عليه وسلّم يحدّث عن بدء الخلق حتّى دخل أهل الجنّة منازلهم.

ترجمہ: بخاری شریف کے باب بدء الخلق میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزرچکی ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت عمر نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وہ خطبہ سنا تھا جس میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مخلوق کی ابتداء سے جنّتیوں کے اپنے اپنے مقامات میں داخل ہونے کی خبر دی۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ براہِ راست رسول کائنات، فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وہ خطبہ سن چکے تھے جس میں روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کے تمام واقعات بیان کردیئے گئے تھے تو بھلا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی شہادت کی متعلق خبر کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے!

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی عطا سے صحابۂ کرام کا علم غیب

الحديث ۳۱

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ، غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا، فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْآخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ.

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب هل يخرج الميّت من القبر واللّحد لعلّةٍ، رقم الحديث: (١٣٥١)، ص٢١٦.

ترجمۂ حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب اُحد کا دن آیا تو مجھے میرے والد نے رات میں بلایا اور فرمایا: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. یعنی میں یہی دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اصحاب میں سے مَیں سب سے پہلے شہید کیا جاؤں گا اور (مزید فرمایا:) مَیں اپنے بعد کسی کو نہیں چھوڑ رہا ہوں جو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علاوہ مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو، مجھ پر قرض ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:) فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ یعنی پھر جب ہم نے صبح کی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور ایک دوسرے (صحابی) کے ساتھ ایک قبر میں دفن ہوئے (مزید فرماتے ہیں:) پھر میرا دل اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ

انہیں دوسرے صحابی کے ساتھ قبر میں رہنے دوں لہٰذا چھ ماہ کے بعد میں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ اسی طرح تھے جیسے دفن کرنے کے روز تھے سوائے ایک کان کے۔

اس حدیث سے پتا چلا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی غلامی کی برکت سے صحابۂ کرام کو غیبی خبروں پر اطلاع دی جاتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیبی خبر جاننا

الحديث ۳۲

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((**هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ**))، فَقَالَ مَرْوَانُ: غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ: بَنِي فُلَانٍ، وَبَنِي فُلَانٍ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (۳۶۰۵)، ص۶۰۵.

ترجمۂ حدیث: (راوی فرماتے ہیں) میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے صادق ومصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی، مروان نے کہا: لڑکوں (کے ہاتھوں) سے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو میں ان میں سے ہر ایک کا نام اور نسب بتا سکتا ہوں۔

سبحان اللہ! مذکورہ بالا حدیث میں ذرا غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی وسعت کا کیا عالم ہے کہ نہ صرف آئندہ زمانے میں ہونے والے فتنوں سے واقف ہیں بلکہ ہر فتنے باز اور اس کے خاندان کے نام سے بھی واقف ہیں۔

مستقبل کی غیبی خبریں

الحدیث ۳۳

حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، فُطْسَ الْأُنُوفِ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (۳۵۹۰)، ص۶۰۲.

ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم عجمیوں کی اقوام خوز اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جن کے چہرے سرخ، جن کی ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہیں، ان کے چہرے گویا کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، ان کے جوتے بالوں کے ہونگے۔

الحدیث ۳۴

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ: اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"صحيح البخاري"، كتاب الفتن، باب لا يأتي زمان إلا الذي بعده شرّ منه، رقم الحديث: (٧٠٦٨)، ص۔١٢١٩.

ترجمۂ حدیث: زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ہمیں حجاج بن یوسف کی طرف سے جو تکالیف پہنچیں تھیں اسکی شکایت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صبر کرو، تم پر جو بھی زمانہ آئے گا وہ پہلے والے زمانے سے بُرا ہی ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو اور یہ بات میں نے تمہارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنی ہے۔

فی زمانہ اس غیبی خبر کو ہم بھی پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ روز بروز ظلم میں اضافہ ہوتا چلا رہا ہے، بُرائی نئے نئے انداز کے ساتھ بڑھتی چلی جارہی ہے، اللہ عزوجل ہمیں ہر فتنے سے محفوظ فرمائے۔

الحديث ٣٥

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ، فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ))**.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث :٣٥٩٣، صـ٦٠٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم سے یہودی لڑائی کریں گے تو تم ان پر غالب آجاؤ گے، یہاں تک پتھر بھی کہے گا کہ اے مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کردے۔

صحابہ وتابعین کے وسیلے سے دعاء کرنا اور فتح پانا

الحديث ٣٦

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٥٩٤)، صـ٦٠٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ جب وہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تم میں کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسول

اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ جواب دیں گے: ہاں، پس وہ دشمن پر فتح پائیں گے پھر (ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ) لوگ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے درمیان کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے کسی صحابی کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ جواب دیں گے: ہاں تو انہیں بھی فتح دی جائیگی۔

الحديث ۳۷

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ))**، وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ.

"صحيح البخاري" كتاب الفتن، باب ظهور الفتن، رقم الحديث: (٧٠٦٣)، صــ١٢١٨.

ترجمۂ حدیث: حضرت شقیق سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں عبد اللہ اور ابو موسیٰ کے ساتھ تھا، مجھے ان دونوں نے بتایا کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: بے شک قُربِ قیامت کچھ ایسے دن آئیں گے کہ ان میں جہالت اُترے گی اور علم اٹھالیا جائے گا اور ان میں ہرج کی کثرت ہوگی، ہرج (سے مراد) قتل ہے۔

اس حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے قربِ قیامت میں واقع ہونے والی برائیوں کے بارے میں غیبی خبریں دی ہیں اور فی زمانہ ان غیبی خبروں کو ہم پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھ رہے ہیں جہالت عام ہے اور دین کا علم رکھنے

والے دنیا سے کم ہوتے جارہے ہیں، قتل عام ہو چکا ہے کہ کسی کی جان محفوظ نہیں اسی طرح جو آثار قیامت سرکار نامدار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بیان فرمائے ہیں یقیناً وہ ہو کر رہیں گے جو قیامت کی نشانیاں بتائے تو اسے قیامت کے وقوع کا علم کیوں نہیں ہو سکتا ہے، ہمارے سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تو ہمیں قیامت آنے کا دن تک بتا دیا جیسا کہ مسلم شریف کتاب الجمعہ میں ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی اسی طرح دیگر احادیث سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں آئے گی، اگر ہمیں ہمارے آقا مدنی مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قیامت کے واقع ہونے کا سن بھی بتا دیتے تو لوگ بے خوف ہو جاتے، قیامت کے وقوع کے وقت کو چھپانے میں اور کیا حکمتیں ہیں، اسے تو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، جن آیات میں سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے قیامت کے واقع ہونے کے وقت کی نفی کی گئی ہے اس سے یا تو ذاتی علم کی نفی ہے یا آیت نازل ہونے کے وقت علم کی نفی ہے، اس بات کی نفی نہیں کہ سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دنیا سے اس حال میں پردہ فرمایا کہ آپ کو قیامت کے وقوع کے وقت کا علم عطا فرما دیا گیا تھا۔

مستقبل میں پیدا ہونے والے دشمنانِ اسلام کی غیبی خبر

الحدیث ۳۸

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا إِذْ أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ

وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اعْدِلْ، فَقَالَ: ((**وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ**))، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: ((**دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ - وَهُوَ قِدْحُهُ - فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ**))،

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (۳٦۱۰)، صـ٦۰٥.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا کہنے لگا: **یا رسول اللہ! انصاف کیجئے،** حضور نے فرمایا: **تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف**

کرے گا؟ اگر مَیں عدل وانصاف نہ کروں تو تُو خائب وخاسر ہو جائے ، اس (کی اس گستاخی) پر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے ، میں اس کی گردن ماردوں ، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے ، یہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا ، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار (ہونے والے جانور) سے تیر نکل جاتا ہے ، اگر اس (تیر) کے پھل (یعنی نوک دار حصے) کو دیکھا جائے تو (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہیں پایا جائے گا ، پھر اس کی بندش کو کو دیکھا جائے تو تب بھی کچھ نہیں پایا جائے گا اور پھر اسکی لکڑی کو دیکھا جائے تب بھی (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہ پایا جائے گا ، (اسی طرح) اگر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس پر بھی کچھ نہیں پایا جائے گا حالانکہ وہ لید اور خون کے درمیان سے گزرا ہے ، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہو گا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا ، جب لوگوں میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث مَیں نے خود رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنی تھی اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے اور مَیں بھی ان کے ساتھ تھا ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب اسے لایا گیا تو اس میں وہ تمام نشانیاں مَیں نے خود دیکھیں جو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بیان فرمائیں

تھیں۔

اللہ اکبر! اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کیسی عظیم الشان وسعت علمی عطا فرمائی ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں آنے والے شخص کے دل کی نیت اور مستقبل میں مسلمانوں میں فتنہ کرنے والے جو اسکے خاندان یا اس کے طریقے پر چلنے والے لوگ ہونگے ان فتنہ بازوں کی علامات تک آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بیان فرمادیں۔

''بخاری شریف'' کی ایک اور حدیث میں اس آنے والے شخص کا حلیہ کچھ اس طرح بیان ہوا ہے، راوی فرماتے ہیں:

فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرَ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفَ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الْجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقٌ.

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾، رقم الحديث:(٣٣٤٤)، ص٥٥٧.

ترجمۂ حدیث: پھر ایک آدمی آگے بڑھا جسکی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں اور گال اُبھرے ہوئے تھے، پیشانی آگے کو ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔

علاّمہ علی القاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

(أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ): تصغير الخاصرة (وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ) قبيلة شهيرة ونزل فيه قوله تعالى: ﴿وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ﴾ [التوبة:٥٨] فهو من

المنافقين. (فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ): الظاهر أنّه أراد بذلك التورية كما هو عادة أهل النفاق أو قسمة الحقّ اللائق بكلّ أحد من العدل الذي في مقابل الظلم، لكنّه علم بنور النبوّة أو ظهور الفراسة أو قرينة الحال، فإنّه كان في إعطائه يرى قدر الحاجة والفاقة وغيرهما من المصلحة، فتعين أنّه أراد المعنى الثاني. فيه دلالة على حسن أخلاقه صلّى اللّٰه تعالى عليه وسلّم، وأنّه ما كان ينتقم لنفسه لأنّه قال: (اعدل)، في رواية: اتّق اللّٰه، وفي أخرى: إنّ هذه القسمة ما عُدل فيها، كلّ ذلك يوجب القتل إذ فيه النقص للنبيّ صلّى اللّٰه تعالى عليه وسلّم ولهذا لو قاله أحد في عصرنا لحكم بكفره أو ارتداده، انتهى.

("مرقاة المفاتيح"، صـ٢٢٠، جـ١٠).

ترجمۂ عبارت: چھوٹے پہلو والے کو "ذو الخويصرة" کہتے ہیں، یہ شخص قبیلۂ بنو تمیم سے تعلق رکھتا تھا اسی قبیلے کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا ہے، [ترجمۂ کنزالایمان] ﴿اور ان میں سے کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں﴾ یہ شخص منافق تھا (جیسا کہ اسکی گستاخی سے ظاہر ہے)، اس نے اپنے الفاظ دو معنی والے استعمال کیے جیسا کہ منافقین کی عادت ہے، بظاہر معنی یہ تھے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم عطا کرنے میں برابری کیجیے یعنی ہر ایک کو یکساں دیجیے مگر اس کی نیت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجیے ظلم نہ کریں (یعنی آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ظلم کر رہے ہیں، حق دار کے حق کو مار کر دوسرے غیر حق دار کو دے رہے ہیں، معاذ اللہ اس کی یہ بات

حقیقت میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نبوت کا انکار تھا کہ نبی کبھی بھی ظلم نہیں کرتا) حالانکہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جب کسی کو عطا فرماتے تو جس قدر سامنے والے کی حاجت ہوتی یا اس کے فاقے وغیرہ کے اعتبار سے اسے عطا فرماتے، حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس کے دل کے ارادے کو نورِ نبوت یا فراستِ باطنی یا قرینۂ کلام سے جان لیا اور فرمایا: ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ)) تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ (جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گستاخ کی گردن تن سے جدا کرنی چاہی تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسے معاف فرمادیا) اس سے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حسنِ اخلاق کا پتا چلتا ہے کیونکہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے، کیونکہ اس نے آپ کو مخاطب کرکے کہا تھا: (اعدل) یعنی انصاف کر، اور ایک روایت میں آتا ہے کہ اسنے کہا: (اتق اللہ) اللہ سے ڈر، ایک دوسری روایت میں ہے کہ اسنے کہا کہ اس تقسیم میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا ہے، اسنے کچھ بھی کہا ہو بہر حال اسکے یہ کلمات شانِ رسالت میں صریح گستاخی ہیں (اس گستاخی کی وجہ سے اسے قتل کرنا حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا حق تھا آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنا حق معاف فرمادیا اس لئے اسے قتل بھی نہ کیا گیا۔ ''مرآۃ المناجیح'') مگر آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کیا جائے گا۔

راویٔ حدیث نے اس آنے والے شخص کی ایک علامت یہ بھی بتائی کہ وہ محلوق الرأس یعنی اس کا سر منڈا ہوا تھا اس پر علّامہ القاری لکھتے ہیں:

وهو مخالفة ظاهرة لما عليه أكثر أصحابه من إبقاء شعر رأسه، وعلم

حلقه إلّا بعد فراغ النسك، غير عليّ كرّم اللّٰه وجهه، فإنّه يحلق كثيراً.

("مرقاة المفاتيح"، ج۔۱۰، ص۔۲۲۳).

ترجمہ: اس شخص کا سر منڈانا اکثر صحابہ کے عمل کی کھلی مخالفت تھی کہ وہ حضرات اپنے سروں پر بال رکھوایا کرتے تھے، احرام سے باہر ہونے کے سوا اپنے سروں کو منڈوایا نہیں کرتے تھے سوائے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ وہ اکثر سر منڈایا کرتے تھے۔

یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین کا شعار سر پر پورے بال رکھوانا تھا جبکہ خوارج اور ان کی اتباع کرنے والوں میں سے کسی ایک کی سر منڈانا عادت نہیں تھی بلکہ ان کی ساری جماعت نے اپنی نشانی سر منڈانا بنالی تھی؛ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچائیں جنہوں نے اپنے عقائد اور علامات خوارج کی طرح بنالی ہیں۔

حدیث مذکور میں خوارج کی درج ذیل غیبی خبریں دی گئیں ہیں:

۱۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابل میں حقیر جانو گے۔

۲۔ تم اپنے روزوں کو انکے روزوں کے مقابل میں حقیر جانو گے۔

۳۔ یہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

۴۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے گزر کر نکل جاتا ہے۔

۵۔ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کی پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا۔

۶۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوجائیں گے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے۔

ان نشانیوں میں یہ نشانی بھی بیان کی گئی کہ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے گزر کر نکل جاتا ہے، اس مثال میں خوارج کو اس تیر کی طرح بتایا گیا ہے جو شکار ہونے والے جانور کے پورے جسم میں داخل ہو کر تیزی سے باہر نکل جائے اور اس تیر پر جانور کے خون گوشت وغیرہ کا بالکل اثر نہ ہو، مراد یہ ہے کہ جیسے تیر اپنے مختلف اجزاء کے ساتھ اس جانور کے جسم کے سارے اجزا سے گزر کر نکل جاتا ہے مگر باوجود اسکے یہ تیر خود اس جانور کے خون سے رنگین نہیں ہوتا ایسے ہی خارجی لوگ اسلام میں آ کر اسلام سے نکل جائیں گے، اس طرح کہ ان میں اسلام کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

۱۔ خوارج کون لوگ تھے؟

۲۔ ان کا کیا عقیدہ تھا؟

۳۔ انہوں نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کیوں جنگ کی؟

اس بارے میں علماء فرماتے ہیں:

یہ خارجی لوگ اولاً حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے سپاہی تھے اور جان و مال قربان کرتے تھے، جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تو یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت میں اتنے بڑھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متنفر ہو گئے، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے لیے حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حَکَم (صلح کروانے والا) بنایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حَکَم بنایا تو ان خارجی لوگوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ ان حضرات نے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا حَکَم بنایا ہے، ذاتی اور عطائی کا فرق مٹاتے ہوئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شرک ٹھہرانے کے لئے یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [یوسف: ٦٧]

ترجمہ: حکم تو سب اللہ ہی کا ہے،

لیکن قرآن شریف کی اُس آیت کے منکر ہو گئے جس میں بندوں کو حَکَم بنانے کا اجازت دی گئی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٣٥]

ترجمہ: تو ایک پنچ (صلح کروانے والا) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

جس طرح آج بھی کچھ لوگ ذاتی اور عطائی کا فرق کیے بغیر مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے قرآن شریف کی بعض آیتیں پڑھتے ہیں اور بعض آیتوں سے انکار کر دیتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے بھی حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے علمِ غیب کے ماننے والوں کو مشرک سمجھتے ہوئے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے انہیں یہ آیت تو یاد رہتی ہے:

﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ [یونس: ٢٠]

ترجمہ: تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لیے ہے۔

لیکن قرآن عظیم کی وہ آیت جس میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ عزوجل نے

اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے وہ یاد نہیں رہتی:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [التکویر: ٢٤]

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ﴾

[الجن: ٢٦، ٢٧].

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ایسے لوگ اگر ذاتی وعطائی کا فرق مان لیتے تو ہرگز قرآن کی آیتوں کا انہیں انکار نہ کرنا پڑتا اور مسلمانوں کو مشرک کہنے سے محفوظ رہتے، الحمد للہ ہم اہلِ سنّت وجماعت ذاتی وعطائی کا فرق مانتے ہوئے دونوں آیتوں پر ایمان لائے، بے شک ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے سوائے کسی کو نہیں اور اسکی عطا سے اسکے پسندیدہ رسولوں کو بھی علم غیب ہے۔

خوارج کی تعداد دس ہزار تھی اوّلاً حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کے درمیان تشریف لے گئے اور انھیں ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ بیشک حقیقی حَکَم تو اللہ عزوجل ہی ہے لیکن اسکی عطا واذن سے اسکے بندے بھی حَکَم ہیں اور دلیل میں مذکورہ آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ پیش فرمائی، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سمجھانے پر پانچ ہزار خارجیوں نے توبہ کرلی باقی پانچ ہزار حضرت مولا علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی تلوارِ ذوالفقار سے مارے گئے، حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس جہاد سے فارغ ہوئے تو خارجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں بظاہر یہ لوگ قرآن پڑھنے والے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اس بات کا یقین دلانے کے لیے کہ ہم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا کہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے نکل جاتا ہے (اور جن کے بارے میں فرمایا تھا:) ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا، اس شخص کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا، تلاش بسیار کے بعد لاش ملی جو کہ بہت سی لاشوں کے ڈھیر میں دبی ہوئی تھی بالکل وہی علامات موجود تھیں جو کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمائی تھیں، اس سے بڑھ کر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کا کیا ثبوت ہوگا، اللہ عزوجل ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ملخّص از "مرآۃ المناجیح"، ص۱۹۹، ج۸)۔

ان علامات کو دیکھنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ خارجی لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پیدا ہوئے سوائے چند کے سب مار دیئے گئے تو کیا دوبارہ انہی علامتوں والے خارجی لوگ پیدا ہوسکتے ہیں؟

اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ملاحظہ فرمائیں:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ

شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: **((وَاللّٰهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي))** ثُمَّ قَالَ: **((يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ))**.

"سنن النسائي"، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، رقم الحديث: (٤١٠٩)، جـ٧، صـ١٢٦.

ترجمۂ حدیث: حضرت شریک بن شہاب سے مروی ہے کہ میری تمنا تھی کہ میں کسی صحابیٔ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ملوں اور ان سے خوارج کے بارے میں پوچھوں چنانچہ میری ملاقات عید کے روز حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے آپ نے خوارج کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا:

کہ میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے اور اپنے دونوں کانوں سے یہ سنا ہے: ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس مالِ غنیمت لایا گیا، آپ نے اسے تقسیم فرمایا، جو آپ کے دائیں تھے اور جو بائیں تھے انہیں دیا اور جو پیچھے تھے انہیں نہیں دیا چنانچہ پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا: اے محمد تو نے تقسیم میں عدل نہیں کیا، وہ شخص کالا تھا اور اُسکا سر منڈھا ہوا تھا اور دو سفید چادریں اس پر تھیں (اس کے اِس گستاخانہ جملے پر) رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم شدید غضب ناک ہوئے اور فرمایا: میرے بعد مجھ سے بڑھ کر تم عادل نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا یہ بھی ان میں سے ہے، جو قرآن بہت پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے حتّٰی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کرو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔

''نسائی'' صحیح احادیث کی چھ مشہور کتابوں میں سے ہے، اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگ قیامت تک نکلتے رہیں گے، ان کی فساد انگیزی ختم نہیں ہوگی، یہ مسلمانوں سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے اور کفار و مشرکین کے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ جب مسیح (کانا) دجال نکلے گا تو اسکے ساتھی بھی یہی لوگ ہوں گے، خوارج اور اسکی پیروی کرنے والے گروہ کی جانب سے مسلمانوں پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا کر انہیں قتل کرنے کے واقعات تاریخ کا المناک حصہ ہیں، اگر کوئی اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی مشہور و معروف

تصنیف ''تاریخ نجد وحجاز'' کا مطالعہ کرے یا نجم مصطفائی صاحب کے رسالے ''منزل کی تلاش'' اور ''داستان عرب'' کو پڑھے جس میں نہایت آسان زبان میں حقائق کو مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

نجد سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا

الحديث ۳۹

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا**))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: ((**اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا**))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((**هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الفتن، باب قول النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: ((الفتنة من قبل المشرق))، رقم الحديث: (۷۰۹٤)، ص۱۲۲۲.

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا: بعض لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دوبارہ فرمایا: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں

برکت عطا فرما، پھر عرض کیا گیا: اور ہمارے نجد میں؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غالباً تیسری مرتبہ فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا''۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال: بها أي: بنجد يطلع قرن الشيطان: أي حزبه وأمته.

ترجمہ: حدیث میں فرمایا جانا وہاں یعنی نجد میں شیطان کا سینگ نکلے گا یعنی شیطانی گروہ اور شیطانی جماعت نکلے گی۔

("عمدة القارئ"، جـ۵، صـ۲۹٦).

ایک اور مقام پر امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ: ((أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

"صحيح البخاري"، كتاب الفتن، باب قول النبي صلّى الله عليه وسلّم: الفتنة من قبل المشرق، رقم الحديث: (۷۰۹۳)، صـ۱۲۲۲.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنا جب کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مشرق کی جانب منہ کر کے فرما رہے تھے: خبردار ہو جاؤ کہ فتنہ ادھر ہے، جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

"عمدة القاري" (۱٦/۳۰۸) میں شارحِ بخاری حضرت علامہ بدر الدین

عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت اقوال نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں: نجد من جهة المشرق، یعنی نجد (مدینے سے) مشرق کی جانب ہے۔

ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اللہ عزوجل کی عطا سے قیامت تک ہونے والے واقعات سے باخبر ہیں، اس نوعیت کی احادیث بخاری ومسلم اور دیگر احادیثِ صحاح میں بکثرت ہیں بالخصوص بخاری شریف میں "باب علامات النبوّة في الإسلام اور "أبواب الفتن" سے مزید احادیث لکھی جاسکتی ہیں، ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جتنا ہمارے حق میں بہتر خیال فرمایا ہمیں مستقبل میں آنے والے فتنوں اور خطروں سے ہماری بھلائی کے لیے خبردار فرمادیا، قیامت کی نشانیاں، قیامت کے روز ہونے والے واقعات، جنت اور دوزخ کے عذابوں کا تذکرہ یہ سب غیب ہی تو ہے۔

آقائے نامدار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دوزخ سے نکلنے والے آخری جنتی کو بھی جانتے ہیں

الحديث ٤٠

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَيَقُولُ اللهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ**

فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا ـ أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا ـ فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي، وَأَنْتَ الْمَلِكُ)). فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، وَكَانَ يُقَالُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، رقم الحديث: (٦٥٧١)، ص-١١٣٦.

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دوزخ سے نکلنے والوں میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنّت میں آخری داخل ہونے والے کو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں، ایک شخص آگ سے گھسٹتا ہوا نکلے گا تو اللہ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو جا، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ وہاں سے لوٹ آئے گا، کہے گا: یا رب! میں نے جنت بھری ہوئی پائی تو اللہ پھر فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو جا، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنّت بھری ہوئی ہے، وہ (دوبارہ) لوٹ آئے گا، کہے گا: یا رب! مَیں نے جنت بھری ہوئی پائی، اس سے فرمائے گا: جا اور جنت میں داخل ہو جا کیونکہ جنت میں تیرے لیے دنیا کے برابر بلکہ اس سے بھی دس گنا ہے یا تیرے لیے دس دنیاؤں کے برابر ہے، وہ کہے گا: کیا مجھ سے تمسخر کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی فرماتا ہے حالانکہ تُو بادشاہ ہے تو مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہنسے حتی کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے

دندانِ مبارکہ نظر آنے لگے، کہا جاتا تھا کہ یہ جنت والوں میں ادنیٰ درجہ کا ہوگا۔

الحمد للّٰہ علی إحسانہ بعطاء رب العالمین رحمۃ للعالمین صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے لیے علم ما کان وما یکون اور غیبی مشاہدات کے ثبوت میں ''بخاری شریف'' سے چالیس احادیث بیان ہوئیں، اللہ تبارک وتعالیٰ جسے ہدایت عطا فرمائے اس کے لئے ایک حرف کافی ہے اور جسے اپنی رحمت سے دور کردے اس کے لیے دفتر بیکار ہیں، جس کی آنکھیں پھوٹ گئیں ہوں اسے چمکتا ہوا سورج دکھائی نہیں دیتا، ان شاء اللہ اس تالیف کے مطالعہ سے جہاں اہلِ ایمان کے ایمان میں مزید مضبوطی حاصل ہوگی وہیں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کے بارے میں زبان درازی اور اور بخاری کی رٹ لگانے والوں کے لیے ایک اتمامِ حجت ہوگا کہ الحمد للہ اہلسنت کے عقائد کی بنیاد محض قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ ہمارے عقائد قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں مرتے دم تک اہلسنت وجماعت سے وابستہ رکھے اور بے ادبوں کے شر سے سدا محفوظ رکھے، سبز سبز گنبد کے سائے تلے ایمان وعافیت کے ساتھ موت نصیب فرمائے اور جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پڑوس نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الأمین صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم

عبدالقادر قادری رضوی بن عثمان (کچھی لوہار واڈہ نانی دموئی والا)

المراجع والمطابع

تفسیر الجلالین	دار الکتب العلمیه بیروت
حاشية الصاوي	دار الکتب العلمیه بیروت
تفسیر بیضاوی	دار الفکر بیروت
الفتوحات الإلهية	دار الکتب العلمیه بیروت
روح المعانی	مکتبۂ إمدادیه
تفسیر ابن جریر	دار الفکر بیروت
تفسیر البغوی	ادارۂ تالیفات اشرفیه ملتان
تفسیر کبیر	مکتبۂ حقانیه
تفسیر مدارك	قدیمی کتب خانه کراچی
تفسیر ابن کثیر	دار الکتب العلمية بیروت
تفسیر خازن	مکتبه فاروقیه پشاور
مفردات ألفاظ القرآن	الدار الشامية بیروت
الدرّ المنثور	دار الفکر بیروت
صحیح البخاری	دار السلام الریاض

صحیح مسلم	دار السلام الریاض
جامع الترمذي	دار السلام الریاض
المسند للإمام أحمد	دار الفکر بیروت
المعجم الکبیر	دار إحیاء التراث العربي بیروت
مجمع الزوائد	دار الکتب العلمیة بیروت
حلیة الأولیاء	ادارۂ تالیفات اشرفیه
کنز العمّال	ادارۂ تالیفات اشرفیه
صحیح مسلم بشرح النووي	دار إحیاء التراث العربي بیروت
عمدة القاري	دار الفکر بیروت
فتح البا ري	دار الحدیث القاهرة
مرقاة المفاتیح	مکتبۂ رشیدیه کوئٹه
مرآة المناجیح	نعیمی کتب خانه گجرات
نزهة القاري	برکاتی پبلشرز کراچی
الفتاوی الرضویة	رضا فاؤنڈیشن لاهور
فتاوی حدیثیه	قدیمی کتب خانه کراچی
المواهب اللدنیة	دار الکتب العلمیه بیروت
مدخل لابن الحاج	دار الفکر بیروت
الدولة المکّیّة مترجم	نذیر سنز پبلشرز لاهور
توضیح البیان	حامد اینڈ کمپنی لاهور

مقالات سعیدی	فرید بک اسٹال
مسئلۂ حاضر و ناظر	پاکستان سنّی اتحاد فیصل آباد
علم غیب	ادارۂ مسعودیہ
جاء الحق	قادری پبلشرز لاہور

طوبیٰ ویلفئیر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

فقیہ العصر مفتی محمد ابو بکر صدیق صاحب (رئیس دار الافتاء Qtv) کے زیر سر پرستی طوبیٰ ویلفئیر ٹرسٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، اسکے قیام کا مقصد مسلم اُمّہ کو خالصتاً ایسا مذہبی پلیٹ فارم میّسر کرنا ہے جو نہ صرف ہماری دینی رہنمائی کرتا ہو بلکہ لوگوں کو جدید عصری علوم سے بھی آشنا کرے اور اس ادارے سے ایسے پاکیزہ فکر صالح و پرہیز گار حفّاظ، علماء، مفتیانِ کرام اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین تیار ہو کر میدان عمل میں آئیں جو نہ صرف جدید علوم پر دسترس رکھتے ہوئے ہر شعبہ ہائے زندگی میں خدمات انجام دیں بلکہ اپنے اپنے شعبوں میں لوگوں کی دینی رہنمائی کا حق بھی ادا کریں، تا کہ مسلم معاشرے میں پائی جانے والی بے چینی، مایوسی، احساس کمتری اور اخلاقی انحطاط کا خاتمہ ہو اور ہمارے نوجوان ایک مرتبہ پھر مسلم اُمّہ کی قیادت کے اہل ثابت ہو سکیں بلکہ دنیائے اسلام کے بے بس مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر عزّت و سرخروئی دلا سکیں، اسکے لئے ابتدائی طور پر طوبیٰ ویلفئیر ٹرسٹ کے تحت درج ذیل ادارے اور پروگرامز کا آغاز ابتدائی سطح پر کر دیا گیا ہے جو آپ کے تعاون سے مزید فروغ پائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

درس نظامی (عالم کورس):

پاکستان کے مختلف شہروں کراچی، میر پور خاص، کوئٹہ وغیرہ میں رہائشی وغیر رہائشی طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

دار الافتاء:

عوام الناس کی سہولت اور دینی رہنمائی کے لئے پاکستان کے مختلف مقامات پر دارالافتاء کا قیام عمل میں آچکا ہے، جہاں آپکے مسائل کا قرآن وسنّت کی روشنی میں جواب دیا جاتا ہے، فارغ التحصیل علماء کو فتویٰ نویسی کی تربیت دی جاتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے درمیان مفتیانِ کرام کے موبائل فون نمبرز مشتہر کردیئے گئے ہیں تاکہ لوگ فوری طور پر رابطہ کر کے درست مسئلہ معلوم کر سکیں نیز دنیا بھر سے آئے ہوئے استفتاء جات کے تحریری جوابات دیئے جاتے ہیں۔

تعلیم القرآن، قرآن فہمی:

طلباء وطالبات کو حفظ و ناظرہ کی تعلیم اور ابتدائی دینی معلومات سے روشناس کرایا جارہا ہے، نوجوانوں میں فکری شعور بیدار کرنے کیلئے کراچی اور دیگر شہروں میں مختلف مقامات پر درسِ قرآن منعقد ہو رہے ہیں۔

شارٹ کورسز:

عنقریب قرآن وحدیث کی تعلیمات پر مشتمل مختلف شارٹ کورسز کا آغاز کیا جائے گا۔

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کا قیام:

مستقبل قریب میں اسلامک یونیورسٹی کے لئے وسیع وعریض جگہ کا حصول، جس میں دنیا بھر کے نوجوان ادارے سے فیضیاب ہو کر ساری دنیا میں اسلام کے فروغ

کیلئے خدمات انجام دیں گے۔

مجلس مصالحت:

معاشرتی وخاندانی تنازعات کے تصفیہ اور لوگوں کو وقت ومال کے ضیاع سے بچانے کے لئے مفتیان کرام پر مشتمل مجلس مصالحت عمل میں آچکی ہے۔

مجلس الفقہاء:

دور حاضر میں نت نئے معاملات ومسائل درپیش آتے ہیں ان پر تحقیق اور حل کیلئے ماہر مفتیانِ کرام پر مشتمل مجلس الفقہاء کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

اسلامک ریسرچ سینٹر:

کتبِ اسلاف پر تحقیق کیلئے تحقیقی کاوشوں میں مصروفِ عمل ہے، جسمیں اب تک کئی کتابوں پر تحقیقی کام مکمل ہو چکا ہے۔

ویب سائٹ:

ملک وبیرون ملک اسلامی لٹریچر کو فروغ دینے کے لئے ویب سائٹ کا قیام جس کا ایڈریس www.toobawelfare.com ہے۔ الحمد للہ عزوجل! طوبیٰ اسلامک مشن سے تعلق رکھنے والے مفتیان کرام پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرونک میڈیا مثلاً Qtv، حق tv، لبیک اور دیگر ٹی وی چینلز پر بھی شب وروز دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ماہانہ مجلہ کا اجراء:

مسلم امہ کو درپیش چیلنجز اور انکا حل، دینی مسائل، جدید مسائل اور انکا حل، روحانی علاج، عالم اسلام کے خلاف ہونے والی بین الاقوامی سازشوں کا مؤثر علاج

اور مسلم امہ میں بیداری کیلئے اہم ترین مواد پر مشتمل ایک اہم رسالے کا اجراء کیا جارہا ہے۔

دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے مختلف فلاحی امور مثلاً مفت ڈسپنسریز کا قیام، مستحقین کی امداد اور نادار طلباء کے لئے مفت تعلیمی سہولت وغیرہ کیلئے ویلفیئر کا کام جاری ہے۔

اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ہم نے امتِ مسلمہ کیلئے ایک عظیم کارِ خیر کی بنیا درکھ دی ہے، اسکو پایہء تکمیل تک پہنچانے کیلئے آپ تمام حضرات کا تعاون درکار ہے، اس عظیم کارِ خیر میں حصہ لے کر دنیاوی واخروی کامیابیاں حاصل کیجئے۔

شرعی مسائل کے فوری حل کے لئے
(دارالافتاء اور مفتیانِ کرام کے رابطہ نمبرز)

دار الافتاء جامع طوبیٰ

ایڈریس: طوبیٰ مسجد، ملت گارڈن، نزد محبت نگر، ملیر، کراچی

PH:021-4117900

شیخ الحدیث مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی صاحب مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء Qtv، دارالافتاء جامع طوبیٰ) 0300-2171063

مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی	0300-3501062
مفتی محمد علی	0322-2334563

مفتی محمد فاروق صدیقی	0322-3003260

مرکزی دار الافتاء اہلسنت

جامعہ مصطفویہ رضویہ، ایس ٹی ۱۰، اسکیم ۳۳، KESE سوسائٹی ،صفورا گوٹھ، کراچی

0215416280

مفتی محمد وسیم اختر (رئیس)	0300-2415263
مفتی خالد کمال	0321-2266121
مفتی عابد نسیم	0300-9296362
مفتی محمد رضوان	0300-2312214

دار الافتاء و جامعہ نضرۃ العلوم

نضرۃ العلوم 10 B ہرڈ ڈیوس روڈ گارڈن ویسٹ نزد عظیم پلازہ کراچی

021-2227027

استاذ العلماء مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی	0321-2774112

دار الافتاء و جامعہ انوار القرآن

مدنی مسجد گلشن اقبال بلاک ۵ کراچی

مفتی محمد اسماعیل نورانی	0321-2021745

دار الافتاء فیضانِ شریعت

جامعۃ المصطفیٰ الرضویہ، جامع مسجد شانِ مصطفیٰ، گلشن غازی موڑ سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن ،کراچی

مفتی محمد عابد مبارک (رئیس)	0300-2288015
مفتی محمد عمران	0333-3503931
مفتی محمد عبداللہ	0333-3939225

دار الافتاء فاروقیہ

جامع مسجد فاروقیہ، سیکٹر 11L، سلیم سنٹر، نارتھ کراچی

ابوالبیان مفتی محمد حسّان قادری (رئیس)	0300-2233299
مفتی عاصم القادری	0333-3503969

دار الافتاء انوار الشریعۃ

جامع مسجد معظم، چشتی نگر، اورنگی ٹاؤن، سیکٹر 11 1/2، کراچی

مفتی سید صابر حسین (رئیس)	0321-2880864

دار الافتاء حنفیہ قادریہ

جامعہ حنفیہ قادریہ، الحبیب مسجد، سریاب پھاٹک، زرغون روڈ، کوئٹہ

مفتی محمد صدیق المدنی (رئیس)	0300-9385025

دار الافتاء شیخ ابو الخیر

524-15-B1، مین کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور (پنجاب)

مفتی محمد ریاض	0321-2043363
مفتی محمد امجد غفور	0334-3179687

درس نظامی اور حفظ وناظرہ کی تعلیم کے لیے جامعات جامعہ مصطفویہ رضویہ

ایس ٹی ۱۰، اسکیم ۳۳، KESE سوسائٹی، صفورا گوٹھ، کراچی

PH:021-5416280

جامعہ ہذا میں تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کا بھی انتظام کیا گیا ہے، جس میں جدید بینک کاری استاذ العلماء مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری اور دیگر مضامین ماہر مفتیان کرام کے زیر نگرانی کروائے جاتے ہیں، نیز انگلش لینگویج کورس کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق ماہر مفتی تیار ہوسکیں، تخصص اور درسِ نظامی کے طلباء کے لیے طعام وقیام کا انتظام ہے۔

جامعۃ المصطفیٰ الرضویہ

جامعۃ المصطفیٰ الرضویہ، جامع مسجد شان مصطفیٰ،
گلشن غازی موڑ سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

جامعہ ہذا میں درس نظامی، انگلش لینگویج کورس کی تعلیم
وطلباء کے لیے طعام وقیام کا انتظام ہے۔ 021-5404378

جامعہ نورالاسلام

جامع مسجد نورالاسلام نزد اکبر چوک سیکٹر C -14،
بلال کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

PH: 021-6650417, Mob: 0300-2174476

دارالعلوم کنزالایمان

ایڈریس: پلیٹ فارم میرپورخاص (سندھ) 0333-3743292

جامعہ حنفیہ قادریہ

الحبیب مسجد، سریاب پھاٹک، زرغون روڈ، کوئٹہ (بلوچستان)

0300-9385025

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ جلیل عالم نبیل مؤلف "جامع الاحادیث"

علامہ محمد حنیف خاں رضوی دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ تعالٰی و تقدس حامداً و مصلیاً و مسلماً

علم غیب رسول صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے موضوع پر لکھی جانے والی زیر مطالعہ کتاب کا مقدمہ راقم الحروف نے بغور پڑھا، بحمدہ تعالٰی عزیز گرامی وقار حضرت مولانا

عبد القادر صاحب زید مجدہم نے اہل سنت و جماعت کا موقف بخوبی واضح فرمایا ہے اور ساتھ ہی منکرین و معاندین کے بعض اعتراضات کے مسکت جوابات بھی تحریر فرمائے ہیں، مثلاً بدمذہبوں کا یہ اعتراض عرصہ دراز سے گردش کر رہا ہے کہ حضور سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے لیے علم غیب کا اطلاق اس لیے درست نہیں کہ "غیب" کے ساتھ "علم" قرآن وحدیث میں وارد نہیں ہوا؛ لہذا علم غیب ہونا یہ صفت خاص ہے باری تعالٰی کے ساتھ، چنانچہ اس کا اطلاق غیر خدا پر جائز نہیں؛ لہذا حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے لیے "علم غیب" کا اطلاق قرآن وحدیث کے خلاف ہے، اس کا جواب مقدمہ میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ دیا گیا ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث سے اس بات کی صراحت دکھائی گئی ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں آپ نے فرمایا: **"كان رجلًا يعلم علم الغيب قد علمه ذلك"** یہ حدیث جلیل القدر صحابی حضرت ابی بن کعب کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے مرفوعاً روایت کی ہے جو تفسیر ابن جریر جلد نہم ص ۲۷۹ پر موجود ہے یعنی خود حضور سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حضرت خضر علیہ السلام کے لیے لفظ "علم الغیب" استعمال فرمایا، یہ تفسیر غیر مقلدین کے یہاں بھی مستند ومعتبر ہے، پھر یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ علم غیب غیر خدا کے لئے قرآن وحدیث میں نہیں آیا؛ لہذا یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ غیر مقلدوں اور بدمذہبوں کا علم غیب سے انکار کرنا عناد ومکابرہ کے سوا کچھ نہیں، مقدمہ میں اس طرح کے بہت سے شواہد مولانا موصوف نے جمع کر دیئے ہیں جس سے اہل سنت کے دعوی کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

مقدمہ کو سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی مشہور ومعروف کتاب "الدولة المكية" کے ترجمہ سے اقتباسات کو نہایت سلیقہ سے سجایا ہے اور قوسین کے اضافہ سے اپنے مدعا کی بھر پور وضاحت بھی کر دی ہے، یہ مقدمہ زبان وبیان کی خوبیوں سے بھی مالا مال ہے۔

انداز سہل، عبارت میں سلاست وروانی، دعوے کی بھر پور وضاحت اور حوالوں سے مزین مقدمہ بلاشبہ اپنے موضوع پر ایک محققانہ دستاویز ہے، مولیٰ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مولانا موصوف کی کاوش کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

آمين بجاه النبي الأمي الأمين الكريم عليه التحية والتسليم وعلى آله وصحبه أجمعين

محمد حنیف خاں رضوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

مؤرخہ ۹ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ بروز چہار شنبہ

تقریظ مناظر اسلام فخر اہلسنت

علامہ محمد سعید احمد اسعد مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس اللہ کا فرشتہ جبریل علیہ السلام وحی لے کر تشریف لایا کرتا ہے جس نے اس بات کو سچ سمجھا اور زبان سے اس کا اقرار کیا وہ مؤمن قرار پایا اور جس نے اس بات کو سچ نہ سمجھا وہ غیر مسلم ہوا۔ جبریل علیہ السلام اور وحی یہ دونوں چیزیں "غیب" ہیں، جو یہ تسلیم

کرے کہ نبی مکرم شفیع اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس غیب کو جانتے ہیں، پہنچانتے ہیں وہی مؤمن کہلانے کا حقدار ہے اور جو یہ کہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس غیب کو بھی نہیں جانتے وہ نبوت کا انکار کر دینے کی وجہ سے دائرہ ایمان میں داخل ہونے کا حقدار نہیں، فاضل محتشم حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب حفظہ اللہ کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے جنہوں نے اس اعتقادی مسئلہ کو اختصار سے بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا مجھے امید ہے کہ مخالفین بھی اگر تعصب کی عینک اُتار کر اس کا مطالعہ کریں گے تو اِسکی تائید پر مجبور ہونگے۔

فقط

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

۸ ستمبر ۲۰۰۸ (۷ رمضان ۱۴۲۹)

تقریظ فقیہ العصر مفتی محمد ابوبکر صدیق قادری حفظہ اللہ

رئیس دارالافتاء **Q.tv** ودارالافتاء طوبیٰ

فقیر نے اس کتاب کا اوّل تا آخر بغور مطالعہ کیا، اثبات علم غیب مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں ایک اہم اور نہایت مفید کتاب پڑھ کر اندازہ ہوا کہ علامہ عبد القادر زید مجدہٗ نے اس کتاب کو انتہائی عرق ریزی کے ساتھ مرتب فرمایا ہے اور بدمذہبوں کے لیے قیل وقال کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، ان

کے پھیلائے ہوئے جھوٹ کو طشت ازبام کر دکھایا ہے اور عوام اہلسنت پر واضح کر دیا کہ محدثین کرام بشمولِ امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ سب کا وہی عقیدہ تھا جو اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے اور انکے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کی تالیف کو مقبول بنائے۔

آمین بجاہ النبیّ الأمین وصلّی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وآلہ وأصحابہ أجمعین.

محمد ابوبکر صدیق قادری عفی عنہ

۱۷ شعبان المعظّم ۱۴۲۲ھ

نوٹ: مذکورہ بالا تقریظ کتاب ہذا کی طباعت اوّل کے وقت استاذ العلماء مفتی ابوبکر صدیق قادری صاحب نے لکھی تھی جس میں مقدمہ شامل نہیں تھا۔

عرضِ مؤلف

تمام تعریفیں اس اللہ ربّ العالمین عالم الغیب والشہادہ کے لیے ہیں جس نے اپنے پیارے حبیب جناب محمد مصطفی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو بے شمار علوم وحکم سے نوازا، امابعد:

اس کتاب میں اوّلاً ''مقدمہ'' میں علمِ غیب کی تعریف اور اس کے بارے میں عقیدۂ اہلسنت بیان کیا جائے گا، مقدمہ کی تالیف میں اکثر عبارات امام اہلسنت اعلیٰ

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور ومعروف تصنیف "الدولۃ المکّیّۃ بالمادّۃ الغیبیّۃ" سے ماخوذ ہیں یوں اس مقدمہ کو "الدولۃ المکّیّۃ" کی تلخیص بھی کہا جا سکتا ہے، ساتھ ساتھ فتاویٰ رضویہ شریف اور دیگر علماء اہلسنت نے اپنی کتب میں اس موضوع پر جو وضاحت کی ہے اس میں سے اہم اہم عبارات نقل کی گئی ہیں، مقدمہ میں علمائے کرام کی بیان کردہ عبارات کو آسان کرنے کے لیے مشکل الفاظ کے معنی بھی قوسین ( ) میں درج کر دیے گئے ہیں۔

یہ تالیف کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ مختلف کتب علماءِ اہلسنت میں جو احادیث بطور دلائل بیان ہوئی ہیں ان میں سے صرف بخاری شریف سے چالیس احادیث کو اکٹھا کر کے عوام اہلسنت تک پہنچانا اس تحریر کا مقصود ہے، کچھ احادیث تو علاّمہ شمس الہدیٰ صاحب مصباحی اور علامہ مفتی محمد ابوبکر صدیق صاحب حفظہما اللہ تعالیٰ سے دورۂ حدیث کرتے وقت بخاری شریف سے نوٹ کر لیں تھیں، جبکہ دیگر احادیث کے لیے بالخصوص ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:

"الفتاوی الرضویۃ"،

"الدولۃ المکیّۃ بالمادۃ الغیبیۃ"،

"خالص الاعتقاد"

"إنباء المصطفی بحالِ سرّ أخفی"،

و"إزاحۃ العیب بسیف الغیب"۔

فتاویٰ ورسالہائے امام اہلسنت شیخ الاسلام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ۔

"جاء الحق"،

"مرآة المناجيح شرح مشكاة المصابيح"

تصنیف و شرح حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

"تبيان القرآن"

"توضيح البيان"

تصنیفاتِ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ۔

"علمِ غيب"

رسالۂ مسعودِ ملت ڈاکٹر مسعود احمد رحمہ اللہ۔

"علم خير الانام"

تصنیفِ مولانا عبد الباسط محمد عبد السلام رضوی۔

احادیث کے ترجمہ کے لیے فاضل شہیر مولانا عبد الحکیم شاہجہانپوری رحمہ اللہ کی مترجم بخاری شریف اور فقیہ الہند مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ کی شرح بخاری "نزهة القاري" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

بخاری شریف کی ہر حدیث کے ساتھ عربی متن بھی درج کر دیا گیا ہے تا کہ قارئین کو سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے الفاظِ مبارکہ سے فیوض وبرکات نصیب ہوں اور ہر پڑھنے والا اِن اَنوار سے اپنے دلوں کو منور فرمائے جنھیں ربّ العالمین نے رحمتِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے کلمات میں ودیعت فرما دیا ہے، نیز عربی متن کو پڑھ کر عربی دان کے لیے مفاہیم کی رسائی تک ترجمے کا حجاب رکاوٹ نہ بنے گا، متونِ احادیث "صحيح البخاري"، دار السلام، الریاض کے مطبوعہ نسخہ سے نقل کیے گئے ہیں، رقم الحدیث اور

صفحہ نمبر بھی درج ہیں، ساتھ ہی بخاری شریف کی ہر حدیث کے ساتھ کتاب اور باب کو بھی لکھ دیا گیا ہے تا کہ بوقتِ ضرورت ہر قدیم وجدید نسخے سے رجوع کیا جا سکے۔

احادیث کی شرح کے لیے کوشش کی ہے کہ مقتدر علماء کی شرح کو نقل کر دیا جائے، تشریح حدیث کے لیے "فتح الباري"، "عمدة القاري"، "نزهة القارئ"، "مرآة المناجيح" سے عبارات نقل کی گئیں ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان شارحین پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش نازل فرمائے جن کی مساعیٔ جمیلہ سے آج ہمارے لیے حدیث کو سمجھنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسان فرما دیا ہے۔

مَیں میرے ہم درس، فاضل محقق علامہ ومولانا اَسلم رضا حفظہ اللہ اور انکے ادارے "دار أهل السنة" کے علماء ومحققین مولانا اویس قادری، مولانا عبد الرزاق قادری ومولانا کاشف قادری کا خاص طور پر شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے اس تالیف کی تیاری میں مختلف طور پر تعاون فرمایا، اور اکثر حوالہ جات ان کے ادارے کی کتب سے ہیں، اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر عطا فرمائے، مزید اسی طرح دینِ متین کی خدمت واشاعت بڑھ چڑھ کر نے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس تالیف میں ان احادیثِ بخاری کو بیان کیا گیا ہے جن میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے علمِ غیب ما کان وما یکون اور غیبی مشاہدات کا ثبوت ہے، اللہ عزّ وجل سے دعا ہے کہ اس تالیف کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس کے ذریعے نفع بخشے اور اسے ہمارے لیے کفّارہ سیّئات بنائے اور ایمان وعافیت کے ساتھ خاتمہ بالخیر کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلّی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلّم.

فقیر کی اس کوشش سے اگر میرے کسی مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچے تو بالخصوص والدمرحوم حاجی عثمان ولد ہارون (کچھی لوہار واڈہ نانی وموٹی والا) اور والدۂ مشفقہ مرحومہ حاجیانی زینب بنت ہاشم (کچھی لوہار واڈہ نانی وموٹی والا) رحمہما اللہ تعالیٰ کے لیے دعائے مغفرت کرے کہ انہیں کی دعاؤں کی برکت سے فقیر اس تالیف کو آپ تک پہنچا سکا ہے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ، رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [إبراهيم: ٤٠] ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [الإسراء: ٢٤] صلّى اللّٰه تعالى على خير خلقه سيّدنا و مولانا محمّد وعلى آله و صحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين.

عبدالقادر قادری رضوی تحسینی عفی عنہ (کچھی لوہار واڈہ نانی وموٹی والا)

۹ رمضان المبارک ۱۴۲۹ ہجری بمطابق ۱۰ ستمبر ۲۰۰۸

مقدمہ

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ (سنِ وفات ۵۰۲ ہجری) غیب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الغيبُ مصدر، غابت الشمس وغيرها إذا استترت عن العين و استعمل في كلّ غائب عن الحاسة وما لا يقع تحت الحواس ولا تقتضيه بداهة العقل وإنّما يُعلم بخبر الأنبياء عليهم السّلام.

ترجمہ: لفظِ غیب مصدر ہے، جب سورج وغیرہ آنکھوں سے چھپ جائے تو کہا

جاتا ہے کہ سورج غائب ہو گیا، اور غیب کا لفظ ہر اُس پوشیدہ چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسانی حس سے چھپی ہو اور جو حواس (یعنی دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے) سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ ہی عقل کے غور وفکر سے معلوم ہو سکے، غیب تو انبیاء علیہم السلام کے بتانے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

("مفردات ألفاظ القرآن"، صـ٦١٦).

مفسّرِ شہیر شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بذریعۂ آلات کے جو چھپی ہوئی چیز معلوم کی جائے وہ غیب نہیں مثلاً کسی آلہ کے ذریعے سے عورت کے پیٹ کا بچہ معلوم کرتے ہیں یا ٹیلی فون اور ریڈیو سے دور کی آواز سُن لیتے ہیں اس کو علمِ غیب نہ کہیں گے کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کر دیا گیا ہے کہ جو حواس سے معلوم نہ ہو سکے (الٹرا ساؤنڈ سے جو تصویر دکھائی دی) اور ٹیلی فون یا ریڈیو سے جو آواز نکلی وہ (تصویر یا) آواز حواس سے معلوم ہونے کے قابل ہے

("جاء الحق"، صـ٤٠).

یعنی اگر کوئی آلہ چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دے تو یہ علمِ غیب نہیں کہ آلے کے ظاہر کرنے کے بعد ہمیں اس چیز کا علم حواس کے ذریعے سے ہوا لیکن جو علم وحی کے ذریعے کسی نبی کو یا کشف یا الہام کے ذریعے کسی ولی کو حاصل ہو تو وہ حاصل ہونے کے بعد بھی علمِ غیب ہے کہ علمِ غیب کہتے ہی اسکو ہیں جو حواس اور عقل سے معلوم نہ ہو سکے البتہ یہ فرق یاد رہے کہ بذریعۂ وحی نبی کو حاصل ہونے والا علم قطعی ویقینی ہوتا ہے جبکہ ولی کو کشف یا الہام کے ذریعے حاصل ہونے والا علم ظنّی ہوتا ہے۔

خالق اور مخلوق کے علم میں برابری نہیں

علمِ الٰہی اور مخلوق کے علم کے درمیان برابری کا شبہ کسی مسلمان کے دل و دماغ میں نہیں آ سکتا، خالق اور مخلوق کے علم کے درمیان کئی وجوہات سے فرق ہے، چنانچہ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

اللہ کا علم ذاتی ہے۔	مخلوق کا علم عطائی ہے۔
اللہ کا علم اس کی ذات کیلئے واجب ہے (یعنی وہ اللہ ہے جسکی ذات ہی ایسی ہے کہ اسے ہر چیز کا علم ہونا ضروری ہے)۔	مخلوق کا علم اس کے لیے ممکن ہے (یعنی ضروری نہیں کہ مخلوق کو ہر ہر چیز کا علم ہو، ممکن ہے کہ کسی چیز کا علم ہو، کسی کا نہ ہو)۔
اللہ کا علم، ازلی، سرمدی، قدیم، حقیقی ہے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے)	مخلوق کا علم حادث ہے اس لیے کہ تمام مخلوق حادث ہے (ہمیشہ سے نہیں)
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم مخلوق نہیں۔	مخلوق کا علم بھی مخلوق (پیدا کیا گیا) ہے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم کسی کے زیرِ قدرت نہیں۔	مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کی قدرت میں، اس کے زیرِ دست ہے۔
علمِ الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا۔	مخلوق کا علم بدل سکتا ہے۔
علمِ الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب ہے۔	علمِ مخلوق کی فنا ممکن۔

(پھر فرماتے ہیں): ان فُرقوں کے ہوتے ہوئے برابری کا وہم نہ کرے گا مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور انہیں بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

("الدولة المكية"، ص۷۸، مترجم از حجّة الاسلام حامد رضا خان رحمه الله).

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ "فتاویٰ رضویہ شریف" میں فرماتے ہیں:

بلا شبہ حق یہی ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام وملائکہ مقرّبین اوّلین و آخرین کے مجموعہ علوم مل کر بھی علمِ باری تعالیٰ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بوند کے کروڑویں حصے کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۱۵، ص۳۷۷).

مزید ایک مقام پر امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں:

بلا شبہ جو غیرِ خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اُس کے کفر میں تردّد کرے وہ بھی کافر۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۴۰۷).

اللہ عزوجل کی ذات اور صفات کا مکمل علم کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا

اللہ عزوجل مخلوق کے علم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ [البقرة: ۲۵۵].

ترجمۂ کنزالایمان: وہ نہیں پاتے اُس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ "الدولة المكيّة" میں فرماتے ہیں:

أقول: ولو قطعنا فيه النظر عمّا مرّ لكفى برهاناً عليه قوله تعالى: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا﴾ [النساء: ١٢٦] وذلك أنّ ذاته تعالى غير متناهية فلا يمكن لأحد من خلقه أن يعلمه كما هو بحيث يصحّ أن يقال: الآن عرف الله تعالى عرفاناً تامّاً لم يبق بعده في المعرفة شيء فإنّه لو كان كذا لأحاط ذلك العلم بذاته تعالى فكان تعالى محاطاً له وهو متعال عن يحيط به أحد، بل هو بكلّ شيء محيط.

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمہ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

اقول (میں کہتا ہوں): اور اگر ہم تمام تقریر سے قطع نظر بھی کریں تو اس پر دلیل قاطع ہونے کے لیے یہ آیت کریمہ ہی بس ہے کہ ﴿اللہ ہر شے کو محیط ہے﴾ اس لیے کہ ذاتِ الٰہی محدود نہیں تو اس کی مخلوق میں کسی کو ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کو جیسا ہے تمام وکمال ایسا پہچان لے کہ یہ کہنا صحیح ہو جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کی (ایسی) معرفت حاصل ہوگئی جس کے بعد اس کی معرفت سے کچھ باقی نہ رہا اس لیے ایسا ہوتا تو یہ (حاصل ہونے والا) علم اللہ عزوجل کی ذات کو محیط ہو جاتا تو اللہ عزوجل اس کے احاطہ میں آجاتا اور وہ برتر ہے کہ اسے کوئی چیز احاطہ کر سکے (یعنی ایسا ناممکن ہے کہ کوئی اللہ عزوجل کی ذات وصفات کو کامل طور پر جان سکے) بلکہ وہ ہی ہر چیز کو محیط ہے اور اللہ عزوجل کو جاننے والے انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور مومنین، ان میں جو باہم مراتب کا فرق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بنا پر ہے (جو اللہ عزوجل کو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابدالآباد تک انہیں علم پر علم بڑھتا رہے گا اور کبھی اس کے علم میں سے قادر نہ ہوں گے مگر قدر متناہی پر (یعنی جو انہیں علم حاصل

ہوگا وہ محدود ہی ہوگا) اور ہمیشہ معرفتِ الٰہی سے غیر متناہی باقی رہے گا (یعنی جتنی انہیں جب جب معرفتِ خداوندی حاصل ہوگی اس کے بعد ہمیشہ ایسا ہوگا کہ معرفتِ الٰہی پھر بھی لامحدود رہے گی) تو ثابت ہوا کہ جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہونا (جان لینا) عقلاً اور شرعاً دونوں طرح محال ہے۔

("الدولة المكيّة" مترجم، صـ٧٠).

لامحدود علم صرف اللہ کو ہے

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لامحدود علم کے مختلف سلسلوں کی مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات غیر متناہی اور اُس کی صفتیں غیر متناہی اور ان میں ہر صفت غیر متناہی اور عدد کے سلسلے غیر متناہی اور ایسے ہی ابد کے دن اور اُس کی گھڑیاں اور اس کی آنیں اور جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے ہر عذاب، جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں اور ان کے پلک جھپکنا اور ان کی جنبشیں اور ان کے سوا اور چیزیں، یہ سب غیر متناہی (یعنی لامحدود) ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کو ازل وابد میں پوری تفصیلی احاطہ کے ساتھ معلوم ہیں۔

("الدولة المكية" مترجم، صـ٦٧).

ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ جہنم کے عذاب اور جنت کی نعمتوں کے بارے میں کثیر علم دیا گیا ہے بلکہ مشاہدہ بھی کرایا گیا ہے لیکن مخلوق میں سے کسی کو بھی لامحدود علم حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ

اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے لیے لامحدود علم کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مخلوق کا علم اگرچہ کتنا ہی کثیر وبسیار ہو یہاں تک کہ عرش وفرش میں روزِ اوّل سے روز آخر تک اور اس کے کروڑوں مثل سب کو محیط ہو جائے (گھیر لے) جب بھی نہ ہوگا مگر محدود بالفعل (یعنی مخلوق میں سے کسی کا علم عرش اور فرش، روز اوّل وروز آخر کے درمیان مانا جائے تو وہ محدود ہی ہوگا) اس لئے کہ عرش اور فرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں اور روزِ اوّل سے روز آخر تک یہ دوسری دو حدیں ہوئیں اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ نہ ہوگی مگر متناہی (یعنی محدود)۔

("الدولة المكية"، ص ۷۰).

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(نبی ء پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے) کل صفات الٰہیہ اور بعد قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعوٰی نہیں کرتے۔

("جاء الحق"، ص ۴۲).

علاّمہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں:

پس جاننا چاہیے کہ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) علمِ کلّی (ماننے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو خدا کا علم ہے وہ حضور کو سب حاصل ہے، بلکہ مخلوقات اور لوحِ محفوظ کے کل علوم حضور کو حاصل ہیں اور اللہ تعالٰی کا علم لوحِ محفوظ میں منحصر نہیں ہے بلکہ کروڑوں الواح بھی اللہ تعالٰی کے علومِ غیر متناہیہ کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔

("توضيح البيان"، ص ۴۰۴).

علمِ ما کان وما یکون کا معنی

اللہ عزوجل نے ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفٰی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو "ما كان من أوّل يومٍ وما يكون إلى يومٍ آخر" کا علم عطا فرمایا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو مخلوق کی ابتداء یعنی روز اوّل سے روز قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کا علم عرش تا فرش اور مشرق تا مغرب تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا اور روز اوّل سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والی تمام چیزوں میں سے کوئی چیز آپ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے علم شریف سے باہر نہیں۔

امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

بے شک حضرتِ عزت عَزَّتْ عَظَمَتُهُ نے اپنے حبیبِ اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا، شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا مَلَكُوتُ السماوات والأرض (زمین اور آسمانوں کے ملکوں) کا شاہد بنایا، روزِ اوّل سے روزِ آخر تک سب ما كان وما يكون انہیں بتایا، اشیاءِ مذکورہ سے کوئی ذرّہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علمِ عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر (ہر چھوٹی بڑی چیز)، ہر رطب ویابس (یعنی ہر خشک وتر)، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للّٰه الحمد كثيرًا.

("الفتاوى الرضوية"، رسالة "إنباء المصطفى بِحالِ سِرٍّ أخفى"، ج ۲۹، ص ۴۸۶).

اس عبارت میں امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ نے نبی پاک صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

کے علم شریف کے بارے میں جو تفصیل بیان کی ہے اس کا تعلق قیامت تک مخلوق کے حالات وواقعات سے ہے، جیسا کہ آپ علیہ الرحمہ کے فرمان: ''روزِ اوّل سے روزِ آخر تک'' سے ظاہر ہے، اور بخاری ومسلم کی احادیث میں آپ عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے، قیامت کے بعد کے تمام واقعات اور تمام چیزوں کا علم، یہ ایک لامحدود سلسلہ ہے اور ہم آپ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے لیے لامحدود علم کے قائل نہیں، بعدِ قیامت ہمیشہ ہمیشہ ہونے والے تمام واقعات، ہمیشہ ہمیشہ جو چیزیں جنت اور دوزخ میں پیدا ہوتیں رہیں گی وغیرہا ان تمام لامحدود سلسلوں کا علم صرف اللہ عزوجل کو ہے، ہاں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ قیامت کے بعد کے واقعات میں سے جتنا اللہ عزوجل نے چاہا اتنا علم آپ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کو عطا فرمایا، یہاں تک کہ جنتیوں کے جنّت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا علم عطا فرما دیا۔

اگر جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے لیے عالَم کے تمام ذرّات کا علم ثابت کیا جائے تو اس سے اللہ سبحانہ وتعالی کے علم سے برابری نہیں ہوسکتی، اوّلاً تو اس لیے کہ ذرّاتِ عالم محدود ہیں، اور ذرّات کا علم بھی محدود ہے، اور اللہ تعالی کا علم لامحدود، ثانیاً یہ کہ اس بات کو تو ہر شخص تسلیم کرے گا کہ اگر ایک شخص اپنے ہاتھ پر لگے ہوئے ذرّے کو دیکھے تو اُسے اِس ذرّے کا علم ہونا یقینی ہے، اب اس شخص کو بھی اس ذرّے کا علم ہے اور اللہ تعالی کو بھی اس ایک ذرّے کا علم ہے، اب جسے جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے لیے ذرّاتِ عالم کے علم ثابت کرنے میں اللہ تعالی کے لامحدود علم سے برابری کا وہم ہوا اُسے اِس ایک ذرّے کے علم ماننے میں بھی اللہ تعالی کے علم سے برابری کا وہم ہونا چاہئے؛ کیونکہ یہ ایک ذرّہ بھی محدود ہے اور عالَم کے

تمام ذرّات بھی محدود ہیں، حالانکہ ادنیٰ سی عقل والا بھی اِس میں اللہ تعالی سے برابری کا وہم نہیں کرے گا، اس لیے کہ ایک ذرّے کا علم محدود ہے اور اللہ تعالی کا علم لامحدود، اسی طرح ذرّاتِ عالَم کا علم مخلوق میں سے کسی کے لیے ماننے سے اللہ تعالی سے برابری لازم نہیں آئے گی کہ ذرّاتِ عالم محدود ہیں، ثالثاً ذرّاتِ عالَم کا علم اللہ تبارک وتعالی کو بھی ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کو بھی، لیکن اس میں بھی کئی وجوہات سے فرق ہے، اللہ سبحانہ وتعالی کا علم ذاتی، قدیم ہے، جبکہ آپ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کا علم عطائی، اور حادث ہے، پھر مزید یہ کہ عالم کے ذرّات اگرچہ محدود ہیں، لیکن ان میں سے ہر ذرّہ دوسرے ذرّے سے کتنا قریب ہے؟ کتنا دور ہے؟ ہر ذرّہ دوسرے ذرّے سے کتنا چھوٹا ہے، کتنا بڑا ہے؟ ایک ذرّہ دوسرے ذرّے کے اعتبار سے کس جہت میں ہے؟ نہ جانے کتنے اعتبار سے آپس میں لامحدود تعلّقات اور نسبتیں ہیں، صرف ایک ذرّے میں اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے لامحدود علوم ہیں، ان لامحدود تعلّقات کا علم صرف اللہ سبحانہ وتعالی کو ہے، اعلیٰ حضرت نے اپنے اس قول: ''زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا'' میں ذرّات کا علم ثابت کیا ہے، ذرّات کا دوسرے ذرّات کے ساتھ لامحدود تعلقات کے علم کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے لیے ثابت نہیں کیا، بلکہ ان لامحدود تعلّقات کے علم کو صرف اللہ تبارک وتعالی کے لیے خاص کیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

ففي علمه سبحانه وتعالى سلاسل غير المتناهيات بمرّات غير متناهية، بل له سبحانه وتعالى في كلّ ذرّة علوم لا تتناهي؛ لأنّ لكلّ ذرّة مع كلّ ذرّة كانت أو تكون أو يمكن أن تكون نسبة بالقرب والبعد والجهة مختلفة في

الأزمنة باختلاف الأمكنة الواقعة والممكنة من أوّل يوم إلى ما لا آخر له.

("الدولة المكّيّة" مترجم، صـ٢٦٧).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علم میں لامحدود سلسلے لامحدود بار ہیں، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرّہ میں لامحدود معلوم ہیں؛ اس لیے کہ ہر ذرّہ کو ہر ذرّہ سے جو تھا یا ہے یا جس کا ہونا ممکن ہے مختلف جگہوں یا اوقات میں روزِ اوّل سے لامحدود زمانے تک ہونے کے لحاظ سے قریب، دور اور کسی نہ کسی جہت میں ہونے کے اعتبار سے کوئی نہ کوئی نسبت ہے۔

مزید یہ کہ کسی چیز کا علم میں آنا الگ بات ہے اور اس چیز کی طرف ہر وقت توجہ رہنا اور بات ہے، امامِ اہلسنّت نے جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے لیے ذرّاتِ عالَم کا علم ثابت کیا ہے، یہ نہیں کہا کہ ہر وقت، ہر ہر چیز کی طرف آپ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کی اس طرح کامل توجہ ہے کہ کوئی چیز آپ کے مشاہدہ سے باہر نہ رہتی ہو؛ کیونکہ ہر وقت ہر چیز کی طرف کامل توجہ ہونا صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے اس عقیدے کو واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

معلوم أنّ علم المخلوق لا يحيط في آن واحد بغير المتناهي كما بالفعل تفصيلاً تامّاً بحيث يمتاز فيه كلّ فرد عن صاحبه امتيازاً كلياً.

ترجمہ: (یہ بات) معلوم ہے کہ کسی مخلوق کا علم آنِ واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ کہ ہر ہر فرد دوسرے سے بَروَجہِ کامل ممتاز ہو، محیط نہیں ہوسکتا۔

("الدولة المكّيّة" مترجم، صـ٦٩)

ایک جگہ اس طرح فرماتے ہیں:

یا علم تھا لیکن کسی وقت ذہنِ اقدس سے اتر گیا؛ اس لئے کہ قلبِ مبارک کسی اور اہم اور اعظم (کام) میں مشغول تھا، ذہن سے اُترنا علم کی نفی نہیں کرتا، بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے (کیونکہ ذہن سے وہی بات اُترتی ہے جو پہلے سے علم میں ہو)۔

("الدولة المكّيّة" مترجم، صـ١١٠).

ایک مقام پر اس طرح فرماتے ہیں:

امر اہم واعظم واجل واعلیٰ میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے۔

("الفتاوى الرضوية"، رسالة "إزاحة العيب بسيف الغيب"، جـ٢٩، صـ٥١٨).

یعنی اکثر اہم کام میں مشغول ہونے سے دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں رہتی، اس عبارت سے امامِ اہلسنّت نے علمِ الٰہی اور علمِ رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں ایک اور اہم فرق بیان فرمادیا ہے، اتنے بڑے فرق کو ماننے کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے برابری اور شرک کا الزام لگانا کتنا عجیب ترین ہے؟!

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا سب سے زیادہ علم مصطفی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ہی حاصل ہے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو جو ذات اور صفاتِ الٰہی عزوجل کا علم حاصل ہے وہ تو ما كان وما يكون کے علم کے علاوہ ہے کیونکہ ماکان ومایکون کے علم کا تعلّق تو مخلوق کے گذشتہ وآئندہ قیامت تک کے حالات سے ہے، صفاتِ الٰہی سے نہیں اور نبیء پاک صلّی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلّم کو معرفتِ خداوندی کا جو علم حاصل ہے اس کے مقابلے میں ما کان و ما یکون کا علم تو سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے،اسی لیے امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا عبارت کے بعد مزید فرماتے ہیں:

بلکہ یہ (یعنی ما کان و ما یکون کے بارے میں) جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اَجمعین وسلّم بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے،ہنوز (یعنی ابھی تک) احاطۂ علمِ محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد وکنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ جلّ وعلا، الحمد للّٰه العليّ الأعلی.

("الفتاوی الرضویة"، رسالة "إنباء المصطفی بِحالِ سِرٍّ أخفی"، جـ۲۹، صـ۴۸٦).

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہمارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخلوق کے قیامت تک کے حالات وواقعات کا علم دیا گیا ہے،اس کے علاوہ کتنا علمِ غیب دیا گیا ہے وہ تو لینے والا جانے اور دینے والا جانے اور یہ تمام علمِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اگرچہ اللہ عزوجل کے علم کے مقابلے میں محدود ہی ہے لیکن ہم کسی طرح بھی علمِ سیّد الوریٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اندازہ ہرگز نہیں کرسکتے۔

علمِ ماکان وما یکون کی قرآنی دلیل

اللہ عزوجل اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [النحل: ۸۹].

ترجمہ:اور تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان۔

اس آیت کو نقل کرکے امامِ اہلسنت "الدولة المكّيّة" میں فرماتے ہیں:

تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی نہ رکھے (یعنی جس میں کسی طرح کوئی بات چھپی ہوئی نہ ہو)۔پھر فرماتے ہیں:

بیان کے لیے ایک بیان کرنے والا چاہیے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور دوسرا وہ جس کے لیے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اُترا،ہمارے سردار رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

("الدولة المكّيّة"، صـ۱۰۰).

امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اور اہلسنت کے نزدیک "شيء" ہر موجود کو کہتے ہیں،اس ("شيء") میں جملہ موجودات داخل ہوگئے (یعنی تمام چیزیں) فرش سے عرش تک اور شرق سے غرب تک ذاتیں اور حالتیں اور حرکات اور سکنات اور پلک کی جنبشیں اور نگاہیں اور دلوں کے خطرے اور ارادے اور انکے سوا جو کچھ ہے اور انہی موجودات میں سے لوحِ محفوظ کی تحریر ہے تو ضرور ہے کہ قرآنِ عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہوا ہے؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ﴾ [القمر: ۵۳].

ترجمہ:اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ﴾ [يس: ١٢].

ترجمہ: ہر چیز ہم نے ایک روشن پیشوا میں گن رکھی ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ [الأنعام: ٥٩].

ترجمہ: زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر و خشک، مگر ایک روشن کتاب میں ہے۔

("الدولة المكيّة"، صـ١٠٠).

الحاصل غور فرمائیں کہ قرآن عظیم میں ہر شے کا روشن بیان ہے اور لوحِ محفوظ بھی ایک شے ہے اور لوحِ محفوظ میں روزِ اوّل سے روزِ آخر تک پیدا ہونے والی ہر خشک و تر چیز کا بیان ہو تو وہ روشن کتاب جس میں لوحِ محفوظ کا علم ہے، وہ کتاب جس کے بارے میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَوْ ضَاعَ لِي عِقَالُ بَعِيرٍ لَوَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى یعنی اگر میرے اونٹ کی رسّی بھی گم ہو جائے تو مَیں اس کا پتہ کتاب اللہ میں پالوں گا۔

("تفسير الألوسي"، تحت الآية: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ [المائدة: ٦٧]، جـ٥، صـ٣٠٩).

ایسی عظیم الشان کتاب جس ذاتِ قدسی پر اُتری اُن کے علم کی وسعت کا کیا عالَم ہوگا! اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ان پر کتاب اُتری تبیاناً لکلّ شيء

تفصیل جس میں ما عبر وما غبر کی ہے

علمِ ما کان وما یکون نئی اصطلاح نہیں

رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے "علمِ ما کان وما یکون" کا استعمال کوئی نئی اصطلاح نہیں بلکہ مختلف مفسرین نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے "ما کان وما یکون" کے کلمات استعمال فرمائے ہیں، سورۂ رحمٰن کی ابتدائی آیات ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کے تحت تفسیر "معالم التنزیل" میں ہے:

وقال ابن كيسان: ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ﴾ يعني محمدًا صلّى الله عليه وسلّم ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ يعني بيان ما كان وما يكون؛ لأنّه كان يبيّن عن الأوّلين والآخرين وعن يوم الدين.

("مختصر تفسير البغوي المسمّى بمعالم التنزيل"، جـ٤، صـ٢٦٧).

"تفسیر خازن" میں مذکورہ بالا آیات کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں، ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے:

وقيل: أراد بـ ﴿الإنسان﴾ محمداً صلّى الله عليه وسلّم، ﴿علّمه البيان﴾ يعني بيان ما يكون وما كان؛ لأنه صلّى الله عليه وسلّم ينبئ عن خبر الأوّلين والآخرين وعن يوم الدين.

("تفسير الخازن"، جـ٤، صـ٢٢٣).

دونوں عبارتوں کا تقریباً یکساں مفہوم درج ذیل ہے:

اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ﴾ میں انسان سے مراد محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں، ﴿علّمه البيان﴾ میں بیان سے مرادِ علمِ ما کان وما یکون (یعنی جو ہوا اور جو

ہوگا) کاعلم ہے اس لیے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اوّلین وآخرین اور قیامت کے دن
کے بارے میں خبریں دیتے ہیں۔

امام اہلسنت سورۂ رحمٰن کی ان آیات کا ''کنزالایمان'' میں مذکورہ بالا تفاسیر کے
مطابق اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں:

انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان اُنہیں سکھایا۔

اعلیٰ حضرت ''الدولۃ المکیّۃ'' میں نبی کریم رؤف رحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم
کے علمِ ما کان وما یکون کے بارے میں ایک نہایت اہم علمی نکتہ ارشاد فرماتے ہیں، اگر
اسے یاد کرلیا جائے اور مختلف مقامات پر مدِنظر رکھا جائے تو علمِ ما کان وما یکون پر کیے
جانے والے بہت سارے اعتراضات خودبخود درفع ہوجائیں چنانچہ فرماتے ہیں:

عرش نے اس پر قرار پکڑا کہ ہمارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمام ما کان
وما یکون جانتے ہیں اور جب کہ تمہیں معلوم ہولیا کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم
قرآنِ عظیم سے مستفاد (حاصل کیا ہوا) ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر چیز کی تفصیل
ہونا یہ اس کتابِ کریم کی صفت ہے، نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورت کی اور قرآن
عظیم دفعۃً (ایک ساتھ) نہ اُترا بلکہ تقریباً تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا (اُترا) جب
کوئی آیت یا سورت اُترتی نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی
یہاں تک کہ جب قرآنِ عظیم کا نزول پورا ہوا، ہر چیز کا مفصّل روشن بیان پورا ہوگیا
اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر اپنی نعمت تمام کردی جیسا کہ
قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تو تمامی نزولِ قرآن سے پہلے اگر نبی صلّی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلّم سے بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ تم انہیں نہیں

جانتے یا نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقّف فرمایا (یعنی
خاموشی کو اختیار فرمایا) یہاں تک کہ وحی اُتری اور علم لائی تو یہ نہ اُن آیتوں کے منافی
ہے اور نہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اِحاطۂ علم کا نافی (یعنی نفی کرنے والا) جیسا کہ
اہل انصاف پر مخفی نہیں۔

("الدولة المكية"، ص۱۰۸).

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمہ اللہ کے فرمانے کا خلاصہ یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین
صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علم ما کان وما یکون اس قرآنِ عظیم کے ذریعے عطا فرمایا
گیا جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور یہ علم ایک ساتھ نہیں دیا گیا بلکہ قرآنِ عظیم کی
آیتیں اور سورتیں وقفے وقفے سے نازل ہوئیں اسی کے ساتھ ساتھ آپ صلّی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم مبارک بھی درجہ بہ درجہ بڑھتا رہا سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلّم کے علمِ ما کان وما یکون کی تکمیل قرآن عظیم کے نزول کے تمام ہونے کے ساتھ
ہوئی اور ہمارا یہ دعویٰ کرنا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم روزِ اوّل سے روزِ آخر تک
ہونے والے واقعات کو بلکہ جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنے اپنے مقام میں پہنچنے تک کو
جانتے ہیں، یہ ساری وسعتِ علمی نزولِ قرآن کی تکمیل کے ساتھ مانتے ہیں اب
مخالفین سے سوال یہ ہے کہ کوئی ایسی حدیث پیش کریں یا واقعہ بتائیں جس کا قرآن کے
نزول کے تمام ہونے کے بعد ہونا یقین سے ثابت ہو اور جس میں اس بات کا ثبوت
بھی ہو کہ قرآنِ عظیم کے نزول کے تمام ہونے کے بعد آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو
کسی چیز کے بارے میں علم نہ دیا گیا ہو، سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تمام بدمذہبوں
کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(اے بدمذہبو!) سب اکھٹے ہو جاؤ اور ایک نص ایسی لے آؤ جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی اور ثبوت جزمی ہو (یعنی ایسی دلیل جس سے یقین کا درجہ حاصل ہو) جیسے قرآن عظیم کی آیت یا متواتر حدیث جو یقینِ قطعی اور جزمِ روشن سے حکم (ثابت) کرتا ہو کہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کوئی واقعہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر مخفی رہا ہو بایں معنی (ان معنوں پر) کہ حضور نے اصلاً اسے جانا ہی نہ ہو، نہ یہ کہ حضور نے جانا اور بتایا نہیں کہ حضور کے پاس ایسے علم بھی ہیں جن کے اِخفاء (یعنی چھپانے) کا حکم فرمایا گیا یا علم تھا لیکن کسی وقت ذہن اقدس سے اتر گیا اس لئے کہ قلبِ مبارک کسی اور اہم اور اعظم (کام) میں مشغول تھا، ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ علم ہونے کو چاہتا ہے (کیونکہ کوئی چیز ذہن سے اُسی وقت اتر سکتی ہے جب کہ وہ بات پہلے سے علم میں ہو) جیسا کہ کسی سمجھ والے پر مخفی نہیں رہا۔

ہاں...... ہاں......تو ایسی کوئی برہان (واضح دلیل) لاؤ اگر سچے ہو اور اگر نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ نہ لاسکو گے تو جان لو اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو۔

("الدولۃ المکیّۃ"، ص۱۱۰)۔

کلامِ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو انکارِ علم غیب میں اہل سنت کے عقیدے کو سمجھے بغیر مختلف واقعات کو پیش کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اگر اس بات کا علم ہوتا کہ قبیلہ رعل وذکوان دھوکے سے ستر قاریوں کو اپنے ساتھ لے جا کر شہید کردیں گے تو ان صحابہ کو انکے ساتھ کیوں روانہ کرتے ،اگر علمِ غیب ہوتا تو امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ کے گمشدہ ہار کو تلاش کرنے کے لیے قافلے کو کیوں رکواتے؟، جو ہجرت کر کے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے

پاس حاضر ہوتا اس سے کیوں دریافت فرماتے کہ تم غلام ہو یا آزاد؟ مختلف معاملات میں خاموشی اختیار فرما کر وحی کا انتظار فرمانا بھی ثابت ہے، مختلف فیصلوں میں گواہی طلب فرماتے وغیرہ وغیرہ، ان تمام واقعات میں پہلی بات تو یہ ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر ہم نبی کریم نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بارے میں کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ فلاں چیز کا علم آپ کو نہیں تھا ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے آقا کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حبیب اعظم، صاحبِ وحی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی عطا سے زمین پر رہتے ہوئے آسمانوں کی خبریں دیں ان کے بارے میں ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہیں فلاں چیز کا علم نہیں تھا؟! سردست جو مثالیں پیش کی گئیں ان سب میں تاویل ہوسکتی ہے، مثلاً ستر قاریوں والے واقعے میں یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مشیتِ الٰہی اور ان کو شہادت سے سرفراز کرنے کی وجہ سے خاموشی اختیار فرمائی اور ظاہری اسباب کو نہ اختیار فرمایا مثلاً ان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہ فرمائی جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے خبر دینے سے حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خود اپنی شہادت کا علم تھا باوجود علم کے نہ خود طویل عمر کی دعا کی اور نہ اللہ کے حبیب کی جناب میں دعا کی درخواست کی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی کے آگے خاموش رہے اور خاموش رہنا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، ہار کی تلاش کے لیے رکنے کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیات نازل فرما کر تا قیامت مسلمانوں کے لیے آسانی فرمادی اس حکمت کے پیشِ نظر خاموشی اختیار فرمائی اور خاموش عدمِ علم کی دلیل نہیں، اسی طرح آنے والے سے غلام ہونے یا نہ ہونے کا سوال کرنا بھی علم کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے عصا کے

بارے میں پوچھنا اور صحابۂ کرام کو دین سکھانے کی غرض سے جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے شکل انسانی میں آکر سوال کرنا چنانچہ غلام ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دریافت کرنا صحابۂ کرام کی تعلیم کی غرض سے بھی ہوسکتا ہے، اسی طرح فیصلوں میں گواہوں کو طلب کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ فیصلہ کرنے والے کو معاملے کا علم نہیں خاص طور پر وہ ذات گرامی جو باطنی اور ظاہری علوم کائنات کو سکھانے کے لیے تشریف لائے ہوں، اس کی واضح اور بیّن دلیل وہ حدیث شریف ہے جسے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ بمع تخریج محدثین سے نقل فرماتے ہیں:

ابو یعلی اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں، ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِصٍّ وَأَمَرَ بِقَتْلِهِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ سَرَقَ، فَقَالَ: ((**اقْطَعُوهُ**))، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ بَعْدُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ سَرَقَ، وَقَدْ قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ: مَا أَجِدُ لَكَ شَيْئًا إِلَّا مَا قَضَى فِيكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَمَرَ بِقَتْلِكَ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْلَمَ بِكَ، ثُمَّ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

"المعجم الكبير"، رقم الحديث: (٣٤٠٩)، جـ ٣، صـ ٢٧٩.

ترجمہ: کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ نے فرمایا: اس کو قتل کردو، عرض کی گئی کہ اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس

کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹے جاچکے تھے، آپ نے فرمایا: مَیں اس کے بغیر تیرا علاج نہیں جانتا جو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تیرے بارے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کو قتل کردو، وہ تیرا حال خوب جانتے تھے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

("الفتاوی الرضویّۃ"، جـ۲۹، صـ۵۳۱ [رضا فاؤنڈیشن لاهور]).

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کبھی ظاہری علم شریعت کے اصولوں کے مطابق بھی فیصلہ فرماتے تھے اور کبھی اپنے خداداد علم باطنی سے بغیر گواہ طلب کیے بھی فیصلہ فرماتے، اس قسم کے تمام واقعات میں اور بالخصوص مذکورہ بالا مثالوں کی اگرچہ تاویل ممکن ہے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی تاویل نہ کرے اور کہے کہ ستر قاریوں کی شہادت، غلام ہونے نہ ہونے کے بارے میں دریافت کرنا، ہار کی تلاش، فیصلوں میں گواہان کی طلبی، بیانِ احکام کے لیے انتظار وحی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ہر ہر واقعے کا علم نہیں دیا گیا تھا تو اس قسم کے دلائل بیان کرنے والوں کو امام اہلسنت نے ایک ہی جواب دیا ہے اور تمام اہلسنت کی نمائندگی کرتے ہوئے مختلف فتاوی میں اپنا جو دعویٰ اور عقیدہ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اور اس قسم کے تمام واقعات ہمارے دعوے کے خلاف نہیں ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو روزِ اوّل سے روزِ قیامت تک کے تمام واقعات کا علم نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً تیئیس سال میں عطا فرمایا، نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم ما کان وما یکون کی تکمیل ہوئی، نزول قرآن کے تمام ہونے سے پہلے

کسی واقعہ یا معاملہ کا علم نہ دیا جانا ہمارے دعوے کے خلاف نہیں۔

علمِ غیب کے بارے میں مزید چند گزارشات

بعض لوگ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اُن کے فیضان سے اولیاء رحمہم اللہ کو ملنے والے علمِ غیب کا انکار کرنے کے لیے اس طرح کہتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے انہیں بتا دیا تو غیب غیب ہی نہ رہا، جواباً گزارش ہے کہ بیشک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو جن غیبی چیزوں کے بارے میں بتایا گیا ہے وہ ان کے لیے تو چھپی ہوئی نہیں ہیں لیکن ان حضرات کے علمِ غیب کو ہم اپنے اعتبار سے علمِ غیب کہتے ہیں یعنی جو چیزیں ہم سے غیب یعنی چھپی ہوئی ہیں، ان کو یہ حضرات جانتے ہیں جیسے اللہ عزوجل ہر قسم کے غیب کو جانتا ہے، اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں پھر بھی اللہ عزوجل نے قرآنِ عظیم میں ہمارے اعتبار سے اپنی ذات کے لیے ﴿عالم الغيب والشهادة﴾ فرمایا ہے، یعنی جو ہم سے پوشیدہ ہے جو ہم سے غیب ہے وہ اسے ازل سے جانتا ہے چنانچہ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿عالم الغيب والشهادة﴾ أي: ما يغيب عنكم وما تشهدونه يقال لشيء: غيب وغائب باعتباره بالناس لا باللّٰه؛ فإنّه لا يغيب عنه شيء.

ترجمہ: ہر ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا یعنی جو کچھ تم لوگوں پر ظاہر اور پوشیدہ ہے، کسی چیز کو غیب یا غائب لوگوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے، اللہ عزوجل کے اعتبار سے نہیں اس لیے کہ اس کی ذات سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

("مفردات ألفاظ القرآن"، صـ٦١٦).

قرآنِ عظیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہاں اپنی ذات کے لیے ہمارے اعتبار سے ﴿عالم الغيب والشهادة﴾ فرمایا ہے، وہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے اعتبار سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کو غیب ہی کہا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [التكوير: ٢٤].

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

بخیل اسے کہتے ہیں جس کے پاس کوئی چیز ہو اور اس میں بخل کرتے ہوئے کسی دوسرے کو نہ دے جس کے پاس کوئی چیز ہی نہ ہو اس سے بخل کی نفی کرنا درست نہیں کہ ہوسکتا ہے کہ مال ہاتھ آجائے تو کسی دوسرے کو نہ دے، سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم علمِ غیب رکھتے ہیں اور بتانے میں بخل نہیں فرماتے، غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب دیا گیا ہے۔

اس آیت کے تحت "تفسیر جلالین" میں ہے:

﴿وما هو﴾ أي: محمّد ﴿على الغيب﴾ ما غاب من الوحي وخبر السماء ﴿بضنين﴾ أي: ببخيل فينقص شيئاً منه.

ترجمہ: وہ یعنی محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) غیب بتانے پر ضنین نہیں یعنی بخیل نہیں کہ وحی اور آسمانی خبروں میں تھوڑا سا بھی گھٹائیں۔

("تفسير جلالين"، صـ٥٨٧).

مفسّر صاوی "تفسیر جلالین" کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قوله: (أي: ببخيل) أي: فلا يبخل به عليكم، بل يخبركم به على طبق

ما أمر.

ترجمہ: ان کا کہنا: (بِبخیل) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمہیں غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ جتنا آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حکم کیا جاتا ہے اُس کے مطابق غیب کی خبریں دیتے ہیں اور کچھ چھپاتے نہیں۔

("حاشية الصاوي"، جـ٦، صـ٢٤٣، و"الفتوحات الإلهية"، جـ٨، صـ٢٥٧).

مزید تفسیری حوالہ جات ملاحظہ کریں، مندرجہ ذیل تفاسیر میں تمام مفسّرین نے متفقہ طور پر صراحت کی ہے کہ آیتِ کریمہ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ میں ﴿هُوَ﴾ سے مراد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی مراد ہے:

(١) "تفسير بيضاوي"، جـ٥، صـ٤٥٩. (٢) "روح المعاني"، جـ١٥، صـ١٠٦.

(٣) "تفسير كبير"، جـ١١، صـ٧٠. (٤) "تفسير مدارك"، جـ٢، صـ٧٨١.

(٥) "تفسير ابن كثير"، جـ٤، صـ٤٩١. (٦) "تفسير خازن"، جـ٤، صـ٣٨٣.

بعض لوگ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب عطائی کے انکار کے لیے اس طرح کہتے ہیں کہ ہمارے نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو غیب کی خبر یا غیب کی اطلاع تھی، غیب کا علم نہیں تھا، اُن کے نزدیک رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے علمِ غیب عطائی کا لفظ استعمال کرنا شرک ہے جبکہ اطلاع علی الغیب

(غیب پر اطلاع) یا اخبار بالغیب یعنی غیب کی خبر دینا وغیرہ الفاظ استعمال کرنا شرک نہیں ہیں، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ سب سے پہلے یہ بتائیں کے اطلاع علی الغیب یا اخبار بالغیب اور علمِ غیب میں ایسا کون سا فرق ہے جس کی وجہ سے ایک لفظ شرک ہے اور دوسرا نہیں؟ کیا خبر دینے سے علم حاصل نہیں ہوتا؟ اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ اَخبار جس میں خبریں ہوتی ہیں پڑھنے سے حالات کا علم ہوتا ہے، میں اگر اپنے رازِ دلی کا آپ پر اظہار کروں تو آپ کو میرے رازِ دلی کا علم ہوجائے گا، اسی طرح کسی کے موت کی آپ کو اطلاع اگر دی جائے تو آپ کو اسکی موت کا علم ہوجائے گا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو غیب کی اطلاع دے یا غیب کی خبر دے یا غیب کا اظہار کرے اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو غیب کا علم نہ ہو، اس کا جواب مخالفین پر ہے کہ وہ قیامِ قیامت سے پہلے پہلے بتادیں کہ میری اطلاع، میرے اظہار اور میرے خبر دینے سے کسی عام شخص کو علم ہوجائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اطلاعِ غیب، اظہارِ غیب، اخبارِ غیب سے اللہ عزوجل کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب عطائی نہ ہو؟! يا للعجب! لضيعة الأدب.

نیز منکرین اس بات کا بھی جواب قیامت سے پہلے تیار کرلیں کہ اگر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے علمِ غیب کا لفظ استعمال کرنا شرک ہے تو درج ذیل مفسّرین وعلماء پر کیا فتویٰ لگائیں گے کہ انہوں نے سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور آپ کے فیضان سے اولیاء کے لیے علمِ غیب کا لفظ استعمال کیا ہے، اگر تعصّب کی عینک اُتار کر دل کی آنکھوں سے درج ذیل چند عبارتیں جسے امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالۂ مبارکہ "خالص الاعتقاد" میں جمع فرمایا ہے، جسے اصل کتب سے فقیر

راقم الحروف مراجعت کرکے آپ کی جناب میں بمع حوالہ جات پیش کررہا ہے ملاحظہ فرمائیں آپ کو اِن شاء اللہ ''علمِ غیب'' کا لفظ آسانی سے نظر آجائے گا:

(١) "تفسير خازن" میں اللہ عزّ وجل کے فرمانِ مقدّس ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [التكوير: ٢٤] کے تحت ہے:

إنّه يأتيه **علم الغيب** ولا يبخل به عليكم ويخبركم به ولا يكتمه.

("تفسير خازن"، جـ٤، صـ٣٩٩).

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس علمِ غیب آتا ہے تو تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تمہیں اُس (علمِ غیب) کی خبر دیتے ہیں۔

(٢) "تفسيرِ مدارك" میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

بل يعلّمه كما **علِم**.

("تفسير مدارك"، جـ٢، صـ٧٨١).

یعنی حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم علمِ غیب سکھاتے ہیں جیسا کہ آپ نے جانا۔

اس آیت اور اُس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ عزّ وجل کی عطا سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم لوگوں کو علمِ غیب سکھاتے ہیں اور سکھائے گا وہی جو خود بھی جانتا ہو۔

(٣) "تفسيرِ بيضاوي" میں اللہ عزّ وجل کے فرمان: ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ [الكهف: ٦٥] ترجمہ: ''اور اسے اپنا علمِ لدنی عطا کیا''، کے تحت ہے:

أي: ممّا يختصّ بنا ولا يعلم إلّا بتوفيقنا وهو **علم الغيب**.

("تفسير بيضاوي"، جـ١، صـ٢٨٧).

ترجمہ تفسیر: مرادِ الٰہی یہ ہے کہ وہ علم جو ہمارے ساتھ خاص ہے بغیر ہمارے

بتائے معلوم نہیں ہوسکتا وہ علمِ غیب ہے، جو ہم نے (خضر علیہ السلام کو) عطا فرمایا۔

(٤) "تفسير ابن جرير" میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

﴿قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ [الكهف: ٦٧] وكان رجل يعلم **علم الغيب** قد علم ذلك.

("جامع البيان عن تأويل آي القرآن"، للإمام ابن جرير الطبريّ، الكهف، تحت الآيتين: ٦٤،٦٥، جـ٩، الجزء ١٥، صـ٣٤٧).

ترجمہ: حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے، حضرت خضر علیہ السلام ایسے شخص تھے جو علمِ غیب جانتے تھے۔

(٥) اسی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام نے کہا:

لم تحط من **علم الغيب** بما أعلم.

("جامع البيان عن تأويل آي القرآن"، للإمام ابن جرير الطبريّ، الكهف، تحت الآيتين: ٦٤،٦٥، جـ٩، الجزء ١٥، صـ٣٤٧).

ترجمہ: آپ نے وہ علمِ غیب نہ جانا جسے مَیں جانتا ہوں۔

(٦) مولانا علی قاری "مرقاۃ شرح مشکاۃ شریف" میں "کتابِ عقائد" تالیفِ حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:

نعتقد أنّ العبد ينقل في الأحوال حتّى يصير إلى نعت الروحانيّة **فيعلم الغيب**.

("مرقاة المفاتيح"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، جـ١، صـ١٢٨).

ترجمہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(۷) شیخ الاسلام علامہ احمد بن محمد المعروف ابنِ حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ ہجری، جو دسویں صدی میں مکّۂ معظّمہ میں شافعیہ کے مفتی تھے اپنی مشہور ومعروف کتاب "فتاوی حدیثیۃ" میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے لئے **علمِ غیب** کے بارے میں ایک نہایت مفید بات ارشاد فرمائی، آپ علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا:

من قال أن المؤمن يعلم الغيب هل يكفّر؟

ترجمہ: جو کہے کہ مومن غیب جانتا ہے کیا ایسا کہنے والے کو کافر کہا جائے گا؟

آپ علیہ الرحمہ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص سے اسکی نیّت کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ اگر اس طرح کہے:

أردتُ بقولي: "المؤمن يعلم الغيب" أنّ بعض الأولياء قد يعلمه الله ببعض المغيبات قُبل منه ذلك، لأنّه جائز عقلاً وواقع نقلاً؛ إذ هو من جملة الكرامات الخارجة عن الحصر على ممرّ الأعصار، فبعضهم يعلمه بخطاب وبعضهم يعلمه بكشف حجاب وبعضهم يكشف له عن اللوح المحفوظ حتّى يراه.

("الفتاوى الحديثية"، صـ ٤١٠).

ترجمہ: میرے کہنے کی مراد یہ تھی کہ مومن غیب جانتا ہے (اس طرح کہ) اللہ تعالیٰ بعض اولیاء کو بعض غیب کی باتوں کا علم دیتا ہے تو اس کی یہ بات قبول کی جائے گی کیونکہ یہ عقلاً جائز اور نقلاً واقع ہے، ان واقعات کا تعلّق کرامات میں سے ہے، ہر دَور میں اولیاء کے غیبی خبریں دینے کے واقعات اتنے ہو چکے ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے، ان میں

سے بعض کو علمِ غیب خطاب سے دیا جاتا ہے، بعض اولیاء کے لیے کشفِ حجاب سے اور بعض اولیاء کے لئے لوحِ محفوظ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے حتی کہ وہ اسے دیکھ لیتے ہیں۔

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے
جو نقش پا کا لگاؤں غبار آنکھوں میں

مذکورہ بالا علماء کی عبارات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوئی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے علمِ غیب کا لفظ استعمال کرنا ہرگز ہرگز کفر وشرک نہیں۔

غیر اللہ کے لیے عطاءِ الٰہی کے ذکر بغیر علمِ غیب کی نسبت کرنا مکروہ ہے

اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لیے عطاءِ الٰہی کے ذکر کے بغیر علمِ غیب کی نسبت مکروہ ہے یعنی اس طرح نہیں کہنا چاہیے کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ہے، یہ کراہت اس لیے ہے کہ سننے والوں کو بدگمانی نہ ہو اور وہ شک میں نہ پڑے کہ یہ عطائی علم غیب مانتا ہے یا ذاتی؟ حالانکہ کوئی مسلمان ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لیے ثابت نہیں کرتا لیکن پھر بھی ایسے کام سے بچنا چاہیے جس سے دوسرے مسلمان کو بدگمانی ہو سکتی ہو اور جب اس طرح کہا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ہے تو اب کراہت نہ رہی کہ کراہت کی علت وسبب عطائے الٰہی کا ذکر نہ کرنا اور اس کی وجہ سے بدگمانی کا امکان تھا اور وہ اس جملے میں نہیں کہ بولنے والے نے عطا کی تصریح کر دی جیسا کہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ علامہ سید شریف قدس سرّہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

أما إذا قيد وقيل: أعلمه الله تعالى الغيب أو أطلعه عليه فلا محذور فيه.

ترجمہ: اگر کلام میں کوئی قید لگادی جائے اور اس طرح کہا جائے کہ اسے اللہ نے غیب کا علم دیا ہے یا اللہ نے غیب کی اطلاع دی ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

("الفتاوی الرضویة"، جـ٢٩، صـ٤٠٦).

اگر مخالفینِ محبوبانِ خدا کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننے کو شرک کہنے کے بجائے اگر اس طرح کہتے: انبیاء اور اولیاء کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننا شرک تو نہیں ہے لیکن چونکہ علم غیب کا لفظ استعمال کرنے میں ذاتی اور عطائی دونوں پہلو نکلتے ہیں لہذا عطا کی تصریح کیے بغیر محبوبانِ خدا کے لیے علمِ غیب کی نسبت کرنا مکروہ یعنی شرعاً ناپسندیدہ ہے لہذا بجائے علمِ غیب کے اطلاع علی الغیب، اخبارِ غیب یا اظہارِ غیب کہنا بہتر ہے" تو ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہ ہوتا، ہمارا مخالفین سے اختلاف اسی بنیاد پر ہے کہ وہ انبیاء واولیاء کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب کی نسبت کرنے والے مسلمان کو شرک کیوں ٹھہراتے ہیں؟ جب ایک مسلمان اپنی زبان سے ہمارے سامنے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننے کی صراحت کررہا ہے تو ہم بھلا کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے ذاتی علمِ غیب مانتا ہے؟!

عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا

چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو صرف اللہ عزوجل کے لئے استعمال ہوتے ہیں،

بارگاہِ الٰہی عزوجل کے انتہائی ادب کی وجہ سے کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوتے جیسے لفظِ رحمٰن، لغوی لحاظ سے اس کے معنٰی ہیں بہت زیادہ رحم کرنے والا، حالانکہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مخلوق میں سب سے زیادہ رحمت فرمانے والے ہیں یہاں تک کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو قرآنِ عظیم نے رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین فرمایا لیکن ہم سب جانتے ہیں حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے رحمٰن کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ رحمٰن صرف اللہ عزوجل کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، اسی طرح عالم الغیب کا اطلاق صرف اللہ عزوجل کے لیے ہوگا، جیسا کہ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قطعاً بے شمار غیوب، ما کان وما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالَم میں اُنکے برابر کوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل ومحمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم (کہا جائے گا)۔

("الفتاوی الرضویة"، جـ٢٩، صـ٤٠٥).

یہ سب اللہ عزوجل کے انتہائی ادب کی وجہ سے ہے، یہاں یہ بات یاد رہے کہ جس طرح لفظِ "الرحمٰن" اور "عزوجل" کا مخلوق کے لئے استعمال نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اب مخلوق میں اللہ عزوجل کی عطا سے کوئی رحمت کرنے والا، عزّت والا نہیں، اسی طرح لفظِ "عالم الغیب" کا نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے استعمال نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اللہ عزوجل نے آپ صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب عطا نہیں فرمایا یاد رکھیے بروزِ قیامت نجات کا دارو مدار پورے قرآنِ عظیم پر ایمان لانے پر ہے جس قرآنِ عظیم میں یہ فرمایا گیا ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ [الأنعام: ٥٠]

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ مَیں (آپ) غیب جان لیتا ہوں۔

اسی اللہ عزوجل کے سچے کلام میں یہ بھی فرمایا گیا ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ [الجن: ٢٦].

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرمایا گیا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ [التكوير: ٢٤].

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

ایمان والوں کی شان تو یہ ہے کہ وہ پورے قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ عزوجل نے آیاتِ قرآنِ عظیم میں مخلوق سے جس علمِ غیب کی نفی کی ہے وہ علمِ غیب مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں ہوسکتا اور انبیاء کے لئے جس علمِ غیب کو ثابت کیا ہے اس علمِ غیب کا انکار نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ قرآنِ عظیم میں ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک مقام پر کسی چیز کا ثبوت ہو اور دوسرے مقام پر اسی چیز کا انکار ہو یعنی نفی اور اثبات دونوں ایک چیز پر وارد نہیں ہوسکتے لہٰذا ہمیں علمِ غیب کی تقسیم دو قسموں میں ماننی پڑے

گی یعنی (۱) علمِ غیب ذاتی (۲) علمِ غیب عطائی، ورنہ کلامِ الٰہی میں تضاد لازم آئے گا، پس ثابت ہوا کہ قرآنِ عظیم و احادیث یا اقوالِ علماء و فقہاء میں جہاں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد قدیم، لامحدود اور ذاتی علمِ غیب ہے اور جہاں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب ثابت کیا گیا ہے وہاں عطائی علمِ غیب مراد ہے، قرآنِ عظیم میں اللہ عزوجل نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ علمِ غیب ہم کسی نبی کو عطا نہیں کرتے یہ اہم نکتہ ہے جس پر ہمیں غور کرنا چاہیے، مسلمان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کسی کے لیے نہ ذاتی علمِ غیب مانتے ہیں اور نہ عطائی علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں، اس بارے میں امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا ایک نہایت ہی مفید ارشاد مع تشریح ملاحظہ فرمائیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فضائل نے اندھا بہرا کردیا ہے انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں، علم یقیناً ان صفات میں سے ہے کہ غیرِ خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی و عطائی کی طرف اس (صفتِ علم) کا انقسام (تقسیم ہونا) یقینی، یو ہیں محیط (ایسا علم جو تمام اشیاء کی تمام حالتوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہو) وغیر محیط کی تقسیم بدیہی (یعنی ایسی ہے کہ اسے سمجھانے کیلئے دلیل کی حاجت نہیں)۔

(رسالہ مُبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، جـ٢٩، صـ٤٤٤).

کلامِ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات مسلّم ہے کہ علم ایسی صفت ہے جسے اللہ عزوجل اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے تو اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہوا

بندے کا علم عطائی لہذا معلوم ہوا کہ علم دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) ذاتی (۲) عطائی

پھر یہ کہ جو علم بندے کو عطا ہوا وہ محیط ہوگا یا غیر محیط؟ یعنی وہ تمام چیزیں یہاں تک کہ جو قیامت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ پیدا ہوتیں رہیں گی ان کی تمام حالتوں کو شامل ہوگا یا نہیں؟ ایسا علم مخلوق کو حاصل ہو ہی نہیں سکتا محیط علم صرف اللہ عزوجل ہی کے شایانِ شان ہے، تو یوں علم کی دو قسمیں اور حاصل ہوئیں:

(۱) محیط (۲) غیر محیط۔

اگر علم کی ان دو قسموں میں ہم ذرا سا غور کریں تو ہمیں یہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وہ علم جو ذاتی اور محیط ہو تو ایسا علم صرف اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے اور غیر اللہ کیلئے ناممکن ہے اور وہ علم جو عطائی ہو اور غیر محیط ہو تو ایسا علم صرف مخلوق کے لئے خاص ہے اور اللہ عزوجل کے لیے ناممکن ہے، اسی بات کو امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل ہر تقسیم کی قسمِ اوّل ہے یعنی علمِ ذاتی اور علمِ محیط حقیقی تو آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں غیر اللہ کے لیے علمِ غیب سے انکار ہے، ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں، فقہاء کہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں (یعنی اگر کسی کو کافر کہتے ہیں) تو ان ہی قسموں پر حکم لگاتے ہیں (یعنی غیر اللہ کے لیے ذاتی اور محیط علم ماننے والوں ہی کو کافر کہتے ہیں) کہ بنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دوسرے کے لیے ثابت کی۔

(رسالہ مبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، ج۲۹، ص۴۴۴).

یعنی کسی کو کافر کہنے کی وجہ یہی ہے کہ کوئی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے ایسی صفت مانے جو اللہ عزوجل کے لیے خاص ہو تو اگر کسی نے بندے کے لیے ایسی صفت مانی جو بندوں کو نہ صرف مل سکتی ہے بلکہ بندوں ہی کے ساتھ خاص ہو تو اس میں کفر کی کونسی بات ہے؟! امامِ اہلسنت مزید فرماتے ہیں:

اب دیکھ لیجیے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی؟ حاشا للہ (اللہ کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ علمِ عطائی اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہو) علمِ عطائی خدا کے ساتھ خاص ہونا درکنار، خدا کے لیے محالِ قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اُسے علم حاصل ہو (یہ کیسے ہوسکتا ہے!؟) پھر (یہ دیکھ لیجیے) کہ خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط!؟ حاشا للہ علمِ غیر محیط خدا کے لیے محالِ قطعی ہے کہ جس میں بعض معلومات مجہول رہیں (تو قابلِ غور بات یہ ہے کہ) علمِ عطائی غیرِ محیط حقیقی غیرِ خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا؟

(رسالہ مبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، ج۲۹، ص۴۴۴).

یعنی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے ایسی صفت ماننا شرک ہے جو اللہ عزوجل کے لیے ہی خاص ہو جیسے ذاتی و محیط علم کہ یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے، اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے ثابت کرنا کُھلا شرک ہے اور جہاں تک غیر محیط، عطائی علم کا تعلق ہے تو یہ صفت اللہ عزوجل کی ہو ہی نہیں سکتی، ہاں غیر محیط اور عطائی علم تو بندے کا ہوتا ہے تو اگر کسی نبی یا ولی کے لیے غیر محیط اور عطائی علم جو بندے ہی کے ساتھ خاص ہے ثابت کیا جائے تو یہ کفر و شرک کیسے ہوسکتا ہے!؟ جب یہ بات عام آدمی سمجھ سکتا ہے تو فقہاءِ اسلام انبیاءِ کرام کے لیے عطائی غیر محیط علمِ غیب ماننے والے کو کیسے

کافر کہہ سکتے ہیں؟ تو جہاں بھی فقہاء یا مفسّرین نے اس طرح فرمایا کہ جو غیرِ خدا کے لیے علمِ غیب مانے تو اُس نے کفر کیا تو اس سے یہی مراد ہے کہ جو غیرِ خدا کے لیے ذاتی، محیط علمِ غیب مانے وہ کافر ہے ورنہ خود مفسّرین انبیاء و اولیاء کے لیے علمِ غیب کا لفظ کیوں استعمال فرماتے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مفسّرین وعلماء کی عبارتیں گزریں۔

منکرینِ علمِ غیب نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بارے میں شرعی حکم

جاننا چاہیے کہ عقائد تین طرح کے ہیں:

(۱) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا تعلّق ضروریاتِ دین سے ہوتا ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے جیسے اللہ عزوجل کے ربّ ہونے یا ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے آخری نبی ہونے کا منکر کافر ہے۔

(۲) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں جو اہلسنت وجماعت میں اگرچہ پائے جاتے ہیں لیکن اُنکے دلائل ایسے قطعی ویقینی نہیں ہوتے کہ انکار کرنے والا کافر ہو؛ لہٰذا ایسے عقائدِ اہلسنت کے منکر کو گمراہ و بدمذہب کہا جاتا ہے، جیسے انبیاء کرام کے وصال کے بعد حیاتِ جسمانی کا انکار کرنے والا گمراہ کہلائے گا، کافر نہیں۔

(۳) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ خود اہلسنت وجماعت میں ہی آپس میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسے مُردوں کے سُننے اور شبِ معراج دیدارِ الٰہی عزوجل کے بارے میں صحابۂ کرام میں اختلاف رہا ہے تو اس تیسری قسم کے اختلاف کی وجہ سے کسی فریق کو گمراہ یا کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ دونوں ہی فریق صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

علمِ غیب کے انکار کرنے والوں کی بھی تین قسمیں ہیں

پہلی قسم: وہ صورتیں جن میں منکرِ علمِ غیب کافر ہو جائے گا

جب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کا انکار کرنے والا ضروریاتِ دین کا انکار کرے تو ایسا منکر کافر ہو جائے گا، شروع مقدّمہ میں آپ جان چکے کہ ذاتی علمِ غیب صرف اور صرف اللہ عزوجل کو ہے، یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے اور بلا شبہ غیرِ خدا کے لیے جو ایک ذرے کا علمِ ذاتی مانے وہ کافر ہے، اسی طرح یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے اور اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کثیر ووافر غیبوں کا علم ہے تو جو علمِ غیب مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا مُطلقاً انکار کرے یعنی اس طرح کہے کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کسی طرح علمِ غیب نہیں تو ایسا شخص کافر ہے کہ سرے سے نبوّت ہی کا منکر ہے، نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے علمِ غیب کا مطلقاً انکار کرنے والوں کو خود قرآن کریم وفرقانِ عظیم کافر فرما رہا ہے چنانچہ ''تفسیر درِّ منثور'' میں ہے، امام بخاری ومسلم اور ائمہ محدثین کے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت سیّدنا امام مجاہد سے روایت کرتے

ہیں اور امام مجاہد حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خاص شاگرد ہیں چنانچہ امام مجاہد روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾ قال: قال رجل من المنافقين: يحدّثنا محمّد: أنّ ناقة فلان بوادي كذا و كذا، و ما يدريه بالغيب؟

("الدرّ المنثور في التفسير المأثور"، التوبة، تحت الآية:٦٥، جـ٤، صـ٢٣٠).

ترجمہ: منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) غیب کیا جانیں!؟ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لاَ تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ [التوبة:٦٥،٦٦]

ترجمۂ آیت: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کررہے تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر۔

دوسرا یہ کہ اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علم تمام مخلوق بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے زیادہ ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیبِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، یہ عقیدہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے تو جو گستاخ و بے ادب ابلیس لعین کے لیے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے زیادہ علم مانے یقیناً وہ کافر

و مرتد ہے اور اس سے بڑھ کر کفر یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کو پاگل، بچے اور چوپائے جیسا علمِ غیب کہے تو یہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جناب میں کھلی گستاخی ہے، ان کلمات کے کفر ہونے میں کس مسلمان کو شک ہوسکتا ہے؟! حیرت بالائے حیرت ہے کہ شیطان و ملک الموت، بچوں پاگلوں اور چوپایوں کے لئے علمِ غیب بتاتے وقت ان گستاخ و بے ادبوں کو نفی علمِ غیب والی آیات و احادیث و اقوالِ فقہاء یاد نہیں آئے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی اور علمِ غیب کا انکار کرنے کے لئے سب کچھ یاد آجاتا ہے۔

آپ کہیں گے کہ ایسی عبارتیں کس کتاب میں اور کس شخص نے لکھی ہیں؟ اس سلسلے میں اگر آپ اسکی تفصیلی معلومات چاہتے ہیں تو امامِ اہلسنت کی شہرۂ آفاق تصنیف "تمہید الایمان" بمع "حسام الحرمین" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

دوسری قسم: علوم خمسہ کے بارے میں عقیدہ

(۱) قیامت کب واقع ہوگی؟

(۲) بارش کب ہوگی؟

(۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

(۴) انسان کل کیا کرے گا؟

(۵) کون شخص کس جگہ مرے گا؟

یہ وہ پانچ امور ہیں جن کے علم کو علومِ خمسہ کہتے ہیں، ان کا ذاتی علم اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے، اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر ان پانچ چیزوں میں سے کسی بات کا

علم مخلوق میں سے ہرگز کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا جو کوئی اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر علوم خمسہ میں سے ذرے برابر کے علم کو مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت کرے تو وہ کافر ومرتد ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان: ٣٤].

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی، بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اسکی تفسیر میں مفسر صاوی متوفی ۱۲۴۱ سن ہجری فرماتے ہیں:

أي: حيث من ذاتها، وأمّا بإعلا م الله عز وجل للعبد فلا مانع منه كالأنبياء والأولياء.

("تفسير صاوي"، جـ٥، صـ١٣).

ترجمہ: اس آیت میں غیر اللہ سے (پانچ باتوں کے علم) کی نفی ذاتی حیثیت سے کی گئی ہے جبکہ اللہ عزوجل کے سکھانے سے اسکے بندوں کو یہ علوم ہوسکتے ہیں، اس میں کوئی مانع نہیں جیسے انبیاء اور اولیاء۔

مفسر ابن کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

هذه مفا تيح الغيب التي استأثر الله عز وجلّ بعلمها، ولا يعلمها أحد

إلا بعد إعلا مه تعالى بها.

("تفسير ابن كثير"، جـ٣، صـ٤٥٥).

ترجمہ: یہ علومِ خمسہ غیب کی کنجیاں ہیں، جس کا علم اللہ عزوجل نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کرلیا ہے، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کا علم کسی کو عطا فرمادے۔

اس آیت کے تحت صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اسنے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ ہے کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ وکرامات عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے؟ اور کوئی کل کو کیا کرے اور کہاں مرے گا؟ ان امور کی خبریں بکثرت انبیاء واولیاء نے دی ہیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دیں تھیں اور سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں

جاننا محض باطل اور صدہا آیات اور احادیث کے خلاف ہے۔

("خزائن العرفان في تفسير القرآن"، صـ ٦٦١).

علومِ خمسہ کے بارے میں امامِ اہلسنت نے اپنے رسالہ مبارکہ "خالص الاعتقاد" میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے اسکا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) اہلسنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ علومِ خمسہ میں سے بہت سارے واقعات کا علم دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور خاص طور پر سید المحبوبین، جناب رحمۃ للعلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا ہوا ہے۔

(۲) اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو بھی کچھ واقعات کا علمِ غیب نبی کریم سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ذریعے ملتا ہے۔

تو کوئی اس دوسری قسم کا انکار کرے اور کہے کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب تو ہے لیکن علومِ خمسہ میں سے کسی واقعے کا علم آپ کو نہیں دیا گیا یا یوں کہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے واسطے سے بھی اولیاء کرام کے لئے غیب پر اطلاع کا انکار کرے تو ایسا شخص گمراہ وبدمذہب ہے کہ بے شمار احادیث متواترۃ المعنی کا انکار کرتا ہے۔

نیز اہلسنت وجماعت کا اس بارے میں بھی اجماع ہے کہ اللہ عز وجل کی عطا سے انبیاء اور انبیاء کے ذریعے سے اولیاء کے لیے علومِ خمسہ کو ثابت کرنا کفر وشرک نہیں تو جو لوگ اللہ عز وجل کی عطا سے انبیاء اور اولیاء کے لیے علومِ خمسہ ماننے کو کفر وشرک سمجھتے ہیں، ایسے لوگ خود گمراہ وبدین ہیں۔

تیسری قسم: اس سے مراد وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں اہلسنت وجماعت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اہلسنت وجماعت میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ اللہ عز وجل نے اپنے پیارے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علومِ خمسہ میں سے بعض واقعات کے بارے میں علم عطا فرمایا ہے لیکن اس بارے میں اہلسنت وجماعت میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ علومِ خمسہ میں سے قیامت تک کے تمام واقعات کا علم تفصیل کے ساتھ عطا فرمایا گیا ہے یا خاص خاص واقعات کا علم دیا گیا ہے، اس بارے میں بکثرت علماء اہلسنت، علماء باطن اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اور انکی اتباع کرنے والے علماء کا یہ عقیدہ ہے:

(۱) روزِ اوّل سے قیامت تک تفصیل کے ساتھ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علومِ خمسہ میں سے ہر ہر واقعہ کا علم اللہ عز وجل نے عطا فرمایا ہے۔

(۲) نیز لوحِ محفوظ میں جو کچھ ما کان وما یکون درج ہے (یعنی جو ہوا اور جو ہوگا) کا علم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا فرمایا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو تعیینِ وقتِ قیامت کا بھی علم ہے۔

(٤) حضور پُرنور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔

(٥) محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو قرآنِ عظیم کے تمام متشابہات کا علم ہے۔

تو جو کوئی اس تیسری قسم میں سے کسی عقیدے کو نہ مانے مثلاً کہے: سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علومِ خمسہ میں سے جتنا اللہ عز وجل نے چاہا اتنا علم ہے، ہر ہر واقعے کا علم نہیں تو ایسا شخص معاذ اللہ کافر تو درکنار گمراہ اور فاسق بھی نہیں اور اس

عقیدے کی بناء پر اس کو شرمندہ تک نہیں کیا جائے گا بشرط یہ کہ دل میں پیارے مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کمال درجے کا ادب واحترام رکھتا ہو اور نہ ماننا اس وجہ سے ہو کہ اپنے خیال میں دلائل سے استدلال کو قوی نہ سمجھتا ہو اور نہ ماننا اس بیماری کی وجہ سے نہ ہو جو آج کل بدمذہبوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی تعریف وثناء سُن کر جلتے ہیں، ہر بات میں شانِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے انبیاء واولیاء کے لیے علمِ غیب ماننے والوں پر کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں، علومِ خمسہ تفصیلی کے بارے میں اگر چہ علماءِ اہلسنت میں اختلافات پائے جاتے تھے لیکن نہ ماننے والے علماء، ماننے والوں کو کافر یا مشرک نہیں سمجھتے تھے بلکہ اللہ عزوجل کی عطا سے علومِ خمسہ کے قائلین کو مسلمان ہی سمجھتے تھے ہاں اپنے آپ کو حق پر اور قائلین کو خطا پر ہونے کا خیال فرماتے تھے لہٰذا اگر کوئی بدمذہب عطائی علمِ غیب ماننے کی وجہ سے کسی مسلمان کو مشرک ثابت کرے تو وہ خود گمراہ ہے اور علمِ غیب کی بحث کرتے ہوئے کسی طرح اسکے کلام میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ادنیٰ سی گستاخی پائی جائے تو ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کرنا خود بہت بڑا کفر وارتداد ہے۔ نعوذ باللہ منہ

آخر میں ایک اہم بات ذہن نشین فرمالیں کہ گستاخ و بدمذہب سے تیسری قسم کے مسائل میں بالکل بحث نہ کی جائے کہ یہ تو ہم اہلسنت وجماعت کے آپس کے اختلافات ہیں، اُن سے پہلے تو صرف قسمِ اوّل اور پھر قسمِ ثانی میں بحث کی جائے یعنی انہیں تو سب سے پہلے ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ اہلسنت کے بارے میں قائل کیا جائے کہ پہلے تم پیارے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے مطلقاً علمِ غیب کے

انکار والی گستاخی سے باز آ کر مسلمان تو ہو جاؤ، اللہ کی عطا سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علمِ غیب ماننے والے مسلمانوں کو مشرک کہنا چھوڑو، اس تیسری قسم کے مسائل کے بارے میں بعد میں دیکھیں گے، جب علمِ غیب عطائی کا منکر گستاخانہ عبارات سے توبہ نہ کرے اور علمِ غیب مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ماننے والے مسلمانوں کو مشرک سمجھنا نہ چھوڑے ان سے اور کوئی بات کرنا فضول اور بیکار ہے۔

مذکورہ منکرینِ علمِ غیب کی تین اقسام امامِ اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالے ''خالص الاعتقاد'' سے ماخوذ ہیں، جس میں سے بعض عبارات کو راقم نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے، اس تفصیل کو بیان کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان تمام اجتماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علومِ غیبیّہ جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوبِ اعظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عمومِ آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص گئے کسی نے کہا روح کا علم غیرِ خدا کو نہیں، کسی نے متشابہات کا، کسی نے خمس کا، کثیر نے ساعت (یعنی قیامت) کا اور عام علماءِ باطن اور ان کے اتباع (یعنی انکی پیروی کرنے والوں) سے بکثرت علماءِ ظاہر نے آیت واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا۔

(رسالۂ مبارکہ "خالص الاعتقاد"، "فتاوی رضویہ"، جـ۲۹، صـ۴۵۳).

اس سے معلوم ہوا کہ علمِ غیب کے منکر پر کفر یا گمراہیت کا حکم لگانے میں کس قدر احتیاط اور پختہ علم کی ضرورت ہے، اللہ عزوجل ہمیں ایمان پر استقامت اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم

علمِ غیب کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ

بیشک عالم الغیب والشہادہ اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے، ذاتی طور پر غیب وہی جانتا ہے اور اسی نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو بھی جتنا چاہا علمِ غیب عطا فرمایا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ عظیم میں فرماتا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ﴾ [الجن : ٢٦]

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ﴾ [آل عمران : ١٧٩].

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے سامنے اس عطائے ربانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [یوسف : ٩٦].

ترجمہ: (یعقوب علیہ السلام نے) کہا کہ مَیں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خداداد علمی معجزہ کا اظہار کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں:

﴿وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران:٤٩].

ترجمہ: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اس علمی معجزے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

﴿قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي﴾ [یوسف : ٣٧].

ترجمہ: (یوسف علیہ السلام نے جیل میں قیدیوں سے) کہا: جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ مَیں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا، یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔

مسعودِ ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''علمِ غیب'' میں ان آیات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے، اس عطائے خاص سے انکار، قرآن سے انکار کرنا ہے (پھر فرماتے ہیں:)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یکساں "علمِ غیب" حاصل نہیں بلکہ جس طرح انبیاء ورُسل میں درجات ہیں، اسی طرح علمِ غیب بھی درجہ بدرجہ عطا کیا گیا ہے، قرآنِ حکیم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ "علمِ غیب" سیکھنے کی درخواست کی جو اللہ نے اُن کو عطا فرمایا تھا، حضرت خضر علیہ السلام نے درخواست منظور کی مگر یہ ہدایت فرمائی کہ دیکھتے جانا، بولنا نہیں، جب تک مَیں نہ بولوں، حضرت خضر علیہ السلام جو کچھ کرتے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے، آخر رہا نہ گیا، پوچھ لیا، حضرت خضر علیہ السلام نے راز سے پردہ اٹھا دیا مگر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ نہ رکھا، یہ پوری تفصیل قرآن حکیم میں (سورۂ کہف آیت ۶۵ سے ۸۲ تک) موجود ہے، اس واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یکساں علمِ غیب نہیں دیا گیا۔

("علمِ غیب"، صـ ٦).

سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ [النساء: ۱۱۳].

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

"تفسیر جلالین" میں اس آیت کے تحت ہے: أي: من الأحكام والغيب.

ترجمہ: یعنی احکامِ شرع اور غیب کا علم سکھا دیا۔

خزائن العرفان میں صدر الافاضل اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو

تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع فرمایا۔

علمِ غیب تفصیلی کی دلیل

الحديث ١

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: ((**سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ**))، قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((**أَبُوكَ حُذَافَةُ**))، فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((**أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ**))، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره، رقم الحديث: (٩٢)، صـ٢١.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند تھے جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہو گئے پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو! ایک شخص عرض گزار ہوا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے، پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ تمہارا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے، جب حضرت عمر نے آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فقیہ الہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان (سوال کرنے والے صحابی) کا نام عبد اللہ تھا، اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان کے نسب میں شک کرتے تھے، کبھی جھگڑے میں دوسرے کی طرف منسوب کر دیتے تھے، حضور کے ارشاد کے بعد لوگوں کا شک وشبہہ دور ہو گیا، دوسرے صاحب سعد بن سالم مولیٰ شیبہ تھا، ان کا بھی یہی حال تھا۔

"عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا" کے تحت فرماتے ہیں:

اس سے مراد ایسے سوالات ہیں، جن سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ وابستہ نہ ہو، مثلاً نہ اس کا اعتقاد ضروری ہو نہ عمل، ایسے سوالات ممنوع ہیں مثلاً یہ سوال کہ حضرت آدم نے سب سے پہلے کیا کھایا تھا، فدیہ اسماعیل کا ذبح کیا ہوا یا یہ کہ سوالات آزمانے کے لیے کیے جائیں یا عاجز کرنے کی نیّت سے کیے جائیں، ایسے سوالات ممنوع ہیں، ورنہ اگر علم نہیں تو کفر وایمان وفرائض کا علم پوچھنا فرض، واجبات کا واجب اور مستحبات کا مستحب، ارشاد ہے: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ٤٣]، ترجمہ: اہلِ ذکر (یعنی اہلِ علم) سے پوچھ لو جو تم نہ جانتے ہو۔

فقیہ الہند رحمہ اللہ ((سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ)) کے تحت لکھتے ہیں:

("عمّا" میں) "ما" عموم کے لیے ہے، نیز اس عموم پر یہ دلیل ہے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت سعد نے اپنے اپنے باپ کا نام پوچھا، یہ دنیوی سوال ہے؛ اس لیے اس ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگوں کا جو جی چاہے پوچھو، خواہ وہ دنیا کی بات ہو یا دین کی، مَیں سب بتاؤں گا، یہ وہی کہہ سکتا ہے جو دین ودنیا کے تمام علوم رکھتا ہو تو اس حدیث سے بھی ثابت کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دین اور دنیا کے جملہ

علوم حاصل تھے اسی سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہو گئی جو یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم صرف دین کے جملہ علوم رکھتے تھے، دنیا کے علوم میں یہ حال تھا کہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ تھی۔

"نزهة القاري شرح صحيح البخاري"، صـ٣٨٤، جـ١.

نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مخلوق کی ابتداء سے لے کر لوگوں کے جنت یا دوزخ میں جانے تک کی خبر دے دی

الحديث ٢

وَرَوَى عِيسَى عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ.

صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾، رقم الحديث: (٣١٩٢)، صـ٥٣٢.

ترجمۂ حدیث: طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے اور مخلوق کی پیدائش کی ابتدا کے متعلق ہمیں خبر دی یہاں تک کہ جنّتی اپنے ٹھکانوں میں اور دوزخی اپنے ٹھکانوں میں داخل

ہو گئے، اسے جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا، جو بھول گیا سو بھول گیا۔

امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث کو ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں:

وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ – قَالَ حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ –: أَخْبَرَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَخْبَرَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ: حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ [يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ] قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا.

”صحيح مسلم“، كتاب الفتن، باب إخبار النبيّ صلّى الله عليه وسلّم فيما يكون إلى قيام الساعة، رقم الحديث: (٧٢٦٧) ٢٥ - (٢٨٩٢)، صـ١٢٥٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا، ظہر کی نماز پڑھ کر پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیتے رہے پھر عصر کی نماز پڑھی پھر اسی طرح خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا، اس خطبے میں ما کان و ما یکون یعنی جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرما دیا، ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس (خطبے کو) سب سے زیادہ یاد رکھا۔

مذکورہ بالا حدیث بخاری کے تحت فقیہ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس حدیث کے مطابق ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا تھا یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی مخلوقات موجود ہو چکی ہیں یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گی ان سب کا علم عطا فرمایا، ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی صفات چونکہ واجب غیر مخلوق ہیں وہ ما کان و ما یکون میں داخل نہیں اگر چہ ذات و صفات کا علمِ کثیر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حاصل ہے مگر وہ اس میں داخل نہیں، اسی طرح ممتنعات، محالات اور وہ چیزیں جن کا وجود ممکن ہے مگر وہ کبھی موجود ہوئیں یا نہ ہوں گی وہ بھی ما کان و ما یکون میں داخل نہیں، اگر چہ ان کا بھی کثیر وافر بلکہ اوفر (بہت زیادہ) حاصل ہے، اسی طرح قیامت کے بعد کے احوال بھی داخل نہیں، اگر چہ ان کا بھی کثیر وافر بلکہ اوفر حاصل ہے، قیامِ قیامت اس میں داخل ہے یا نہیں، اس بارے میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ داخل ہے اور اس کی دلیل بھی یہی حدیث ہے۔

(پھر فرماتے ہیں:) اس حدیث کی شرح میں سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی (ولادت ۷۷۳ اور وفات ۸۵۲ ہجری ”فتح الباری“، ج ۶، ص ۳۲۵) میں لکھتے ہیں:

ودلّ ذلك على أنّه (صلّى الله عليه وسلّم) أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات منذ ابتدأت إلى أن تفنى إلى أن تبعث، فشمل ذلك الإخبار عن المبدأ والمعاش والمعاد، وفي تيسير إيراد ذلك كلّه في مجلس واحد من خوارق العادة أمر عظيم.

ترجمہ: یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فناء ہوگی اور جب اٹھائی جائیگی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان شروع آفرینش (مخلوق کی پیدائش کے آغاز) دنیا اور محشر سب کو محیط (شامل) تھا اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

علامہ بدر الدین محمود عینی (وفات ۸۵۵ ہجری) ''عمدۃ القاری'' (ج ۱۰، ص ۵۴۴) میں اسی حدیث کے تحت رقمطراز ہیں:

فيه دلالة على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفي إيراد ذلك كلّه في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة.

ترجمہ: یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک مجلس میں اوّل سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

علامہ طیبی نے ''شرحِ مشکاۃ'' میں اسی حدیث کے تحت (اسی طرح) فرمایا، جسے علامہ احمد خطیب قسطلانی (نے ''ارشاد الساری'' میں اور ''مرقاۃ'' میں) حضرت ملاّ علی قاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے (اسی کی مثل عبارت) نقل فرما کر برقرار رکھا، یہ پانچ شارحین متفق اللّسان (بہ یک زبان) ہو کر لکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک مجلس میں ابتداء آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنّت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک تمام مخلوقات

کے کل حالات کی بھی خبر دے دی (پھر فرماتے ہیں:) اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھی بتادیا کون جنتی ہے اور کون دوزخی؟ اسی کا نام جمیع ما کان و ما یکون کا علم ہے، اس سے ثابت ہوگیا کہ اسلاف کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جمیع ما کان و ما یکون کے عالم تھے ہمارا یہ عقیدہ اسلاف کے عقیدے کے مطابق ہے۔

(''نزھۃ القاری''، ج ۶، ص ۳۹۶)۔

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

اس جگہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں ان تمام امور کا تفصیلاً بیان نہیں ہوسکتا؛ اس لیے اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس موقع پر اہم اہم باتیں بیان کردی تھیں، اس کے جواب سے پہلے یہ گزارش ہے کہ گمراہی کی اوّلین بنیاد یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ مقدّسہ کو اپنے اوپر قیاس کرلیا جائے اور اس بنا پر یہ فرض کیا جائے کہ چونکہ ہم قلیل وقت میں کثیر امور بیان نہیں کرسکتے، اس لیے حضور بھی نہیں کرسکتے، اب دیکھیں کہ قلیل وقت میں یہ بیان ممکن ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے قرآنِ کریم کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک اُمّتی آصف بن برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے تین ماہ کی مسافت سے تختِ بلقیس لا کر حضرت سلیمان کے سامنے رکھ دیا، پس جب سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی اس قدر طویل کام کو ایک لمحہ میں کرسکتا ہے تو جن کے سامنے حضرت سلیمان بھی اُمتی کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ایک دن میں یہ تفصیلی احوال کیوں بیان نہیں کرسکتے؟! نیز ''بخاری شریف'' میں ہے کہ حضرت داود گھوڑی پر زین بچھانے کا حکم دیتے اور زین بچھنے سے پہلے زبور ختم کرلیتے اور سب کو چھوڑیے واقعۂ معراج بھی تو ایک لمحہ میں

وقوع پذیر ہوا پس جو ایک لمحہ میں تفصیلاً سیر معراج کر سکتے ہیں وہ ایک مجلس میں ابتدائے آفرینش سے دخولِ جنت تک کے تفصیلی احوال بھی بیان کر سکتے ہیں اور اگر یہ مشکل ہے تو پھر وہ بھی ممکن نہیں۔

("مقالات سعیدی"، مقالہ علومِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ص۔۱۲۳ ")۔

نیز علامہ عینی، ابن حجر عسقلانی، قسطلانی وغیرہم کا اس خطبہ کو معجزات میں سے شمار کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس خطبے میں تا قیامت کائنات کے تمام واقعات کو تفصیلاً بیان کیا گیا تھا کیونکہ واقعات کے اجمالی بیان کو معجزہ نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

بخاری شریف میں مروی حدیث تخفیف زبور کے الفاظ کا متن درج ذیل ہے:

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِتُسْرَجَ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ))** - يَعْنِي الْقُرْآنَ.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾، رقم الحديث: (٤٣٤٤)، ص۔٨١٧.

قیامت تک تمام واقعات کا بیان

الحدیث ۳

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خُطْبَةً، مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

"صحيح البخاري"، كتاب القدر، باب ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا﴾، رقم الحديث: (٦٦٠٤)، ص۔١١٤١.

ترجمۂ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں ایک ایسا خطبہ دیا کہ اس میں قیامت تک کی کوئی چیز بیان کرنے سے نہ چھوڑی، اسے جانا جس نے جانا اور جو نہ جان سکا سو نہ جان سکا (ان بتائی گئی باتوں میں سے) بھولی ہوئی کسی چیز کو جب ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے آدمی اپنے سے بچھڑی ہوئی چیز کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے۔

اسی مضمون کی مزید چار احادیث ملاحظہ فرمائیں جسے امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے "الدولة المكية" میں جمع فرمایا ہے، راقم الحروف اصل کتب سے مراجعت کر کے پیش کر رہا ہے:

(۱)

حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ - وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ - حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ،...))**.

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، رقم الحديث: (٧٢٥٨) ١٩-(٢٨٨٩)، صـ١٢٥٠.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا اور مَیں نے اس کے تمام مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور بے شک میری امت ان (مشارق ومغارب) کے مُلکوں تک پہنچے گی، جتنی زمین کو میری لیے لپیٹا گیا اور مجھے سرخ وسفید دونوں خزانے عطا کیے گئے۔

(٢)

حَدَّثَنَا [سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَ] عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ [قَالَا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ** -قَالَ: أَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ- **فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ - أَوْ قَالَ: فِي نَحْرِي - فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ فِي الْكَفَّارَاتِ: وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ**

الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ. قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)).

"جامع الترمذي"، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، باب ومن سورة ص، رقم الحديث: (٢) - ٣٢٣٣، صـ٧٣٤.

ترجمہ: حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات مجھے میرے رب تبارک وتعالیٰ کا حسین صورت میں دیدار ہوا (راوی فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مَیں نے نیند میں دیدار کیا) اللہ نے فرمایا: یا محمد! کیا جانتے ہو کہ ملأ اعلی کے فرشتے کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، پس اللہ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مَیں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی، تو مَیں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے، پھر اللہ نے فرمایا: یا محمد! کیا جانتے ہو کہ ملأ اعلی کے فرشتے کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، کفّارات کے بارے میں (ملأ اعلی کے فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں) اور کفّارات نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا، جماعت حاصل کرنے کے لیے پاؤں سے چل کر جانا اور جب وضوء کرنا بھاری ہو اس وقت وضوء کرنا ہیں، جس نے یہ کام کیے وہ خیریت سے زندہ رہے گا اور خیریت سے مرے گا اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے آج اُس کی ماں نے اُسے جنا ہو، پھر اللہ نے فرمایا: اے محمد! جب تم نماز پڑھ چکو تو اس طرح کہو: اے اللہ ہمارے! میں تجھ سے نیکیاں کرنے، برائیاں چھوڑنے اور مساکین کی محبّت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو

اپنے بندوں کی اس دنیا میں آزمائش کرنا چاہے تو میری آزمائش کیے بغیر مجھے اس دنیا سے اُٹھالینا اور کہا: درجات یہ ہیں: سلام عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات میں ایسے وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

(۳)

حَدَّثَنِي عبدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُنْذِرٍ، حَدَّثَنَا أَشْيَاخٌ مِنَ التَّيْمِ قَالُوا: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا.

"المسند" للإمام أحمد، مسند الأنصار، حديث أبي ذر، رقم الحديث: (٢١٤١٩)، جـ٨، صـ٨٤.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ اللّٰهِ بن يَزِيدَ الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ فِطْرٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: تَرَكَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا طَائِرٌ يُقَلِّبُ جَنَاحَيْهِ فِي الْهَوَاءِ، إِلَّا وَهُوَ يُذَكِّرُنَا مِنْهُ عِلْمًا، قَالَ: فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((مَا بَقِيَ شَيْءٌ يُقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ، إِلَّا وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ))**.

المعجم الكبير للطبراني، باب من غرائب مسند أبي ذرّ، رقم الحديث: (١٦٤٧)، جـ٢، صـ١٥٥.

دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمایا ہو۔

(٤)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هٰذِهِ، جِلْيَانٌ جَلَّاهُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهِ))**.

(١) "مجمع الزوائد"، كتاب علامات النبوّة، باب إخباره ﷺ بالمغيبات، برقم: (١٤٠٦٧)، ٨/٣٦٤ (٢) "حلية الأولياء"، حدير بن كريب، برقم: (٧٩٧٩) ٦/١٠٧. (٣) "كنز العمّال"، كتاب الفضائل، فضائل نبيّنا محمد ﷺ وأسمائه وصفاته البشريّة، برقم: (٣١٩٦٨)، ١١/١٨٩.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے دنیا میرے سامنے کردی تو مَیں دنیا کو اور دنیا میں قیامت تک اس میں جو کچھ ہونے والا ہے سب کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو، اس روشنی کے سبب جو اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو عطا فرمائی ہے جیسے اس سے پہلے انبیاء کو عطا فرمائی تھی۔

گزشتہ احادیث سے روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس دنیا سے اس حال میں پردہ فرمایا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو مخلوق کی ابتداء سے انتہا تک کے تمام واقعات اور تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا تھا، اگر ان احادیث کو سننے کے بعد یہ سوال پیدا ہو کہ ایک طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کا علم درجہ بہ درجہ بڑھتا رہا اور اسکی تکمیل نزولِ قرآن کی تکمیل کے ساتھ

ہوئی جبکہ ان احادیث سے معلوم ہورہا ہے کہ دفعۃً یعنی ایک ساتھ ہر چیز کا علم دے دیا گیا تھا اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

حاصلِ بحث یہ ہے کہ حضور کے علمِ کلّی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا اور اسکی تکمیل نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی اور جن احادیث کا یہ مفاد ہے کہ تمام حقائق آپ پر دفعۃً منکشف ہوگئے تھے وہ تدریج کے منافی نہیں ہے کیونکہ عالم کے احوال اور صفات یوماً فیوماً بدلتے رہتے ہیں، پس آسمان وزمین کے تمام حقائق آپ پر پیش کیے گئے اور آپ نے انہیں جان لیا اور ان کی تفصیلات پر آپ کو تدریجاً اطلاع ہوئی۔

("توضيح البيان"، صـ ٤٠٥).

یعنی کسی چیز کا علم دو طرح سے ہوتا ہے ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی جیسے ہم اپنے دوست کو جب کسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں تو سب سے پہلے اجمالی طور پر کہتے ہیں کہ فلاں شہر میں ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے، پہلے اُسے اُس چیز کے ہونے کا اجمالی علم حاصل ہوتا ہے پھر ہم اُسے اُس مسجد کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہیں، علامہ سعیدی حفظہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّلاً ہر چیز کا اجمالی علم عطا فرمایا جبکہ اسکی تفصیل نزول قرآن کے ضمن میں عطا ہوئی، جن احادیث میں ((فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ)) وغیرہا کے الفاظ ہیں اس سے اجمالی علم مراد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور تفصیل قرآنِ عظیم سے حاصل ہوئی جسکی شان میں خود ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [النحل: ٨٩]

ترجمۂ کنز الایمان: اور تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اور ہم جانتے ہیں کہ قرآنِ عظیم ایک ساتھ نازل نہ ہوا بلکہ تیئیس سال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر قرآن اُتار کر ہر چیز کی تفصیل اور تا قیامت مخلوق کے تمام واقعات کو بیان فرمادیا۔ للہ الحمد

ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

الحديث ٤

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ، وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي، فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ: أَيْ نَعَمْ، قَالَتْ: فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((**مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ،** ...إلخ)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب صلاة النساء مع الرجال في الكسوف، رقم الحديث: (١٠٥٣)، صـ١٧٠.

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں: مَیں زوجۂ نبی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اس وقت آئی جب سورج کو گہن لگ چکا تھا اور لوگ نماز کے قیام میں تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نماز میں قیام کی حالت میں تھیں، مَیں نے ان سے کہا: لوگ کس لیے نماز پڑھ رہے ہیں؟ اُنہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: سبحان اللہ، مَیں نے کہا: کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا: ہاں، اسکے بعد مَیں بھی نماز کے لیے کھڑی ہوگئی اتنی دیر تک کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی اور مَیں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، نماز کے بعد نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: کوئی چیز ایسی نہیں جو مَیں نے نہ دیکھی تھی مگر اس جگہ کھڑے ہو کر دیکھ لی ہے یہاں تک کہ جنّت اور دوزخ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے وہ تمام چیزیں جو نہیں دیکھی تھیں انہیں دیکھ لیا یہاں تک کہ جنّت اور دوزخ بھی، سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کو اپنی کتاب "الدولة المكيّة" میں ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

امام قاضی عیاض، علّامہ علی قاری اور علّامہ مناوی نے "تیسیر شرح جامع صغیر" امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں فرمایا:

النفوس القدسيّة إذا تجرّدت عن العلائق البدنيّة اتّصلت بالملأ الأعلى ولم يبق لها حجاب فترى وتسمع الكلّ.

ترجمہ: پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالَم بالا سے مل

جاتی ہیں اور انکے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے سامنے ہو رہا ہے۔

امام ابن حاج مکّی نے "مدخل" اور امام قسطلانی نے "مواہب" میں فرمایا:

قد قال علماؤنا رحمهم الله: لا فرق بين موته وحياته صلّى الله تعالى عليه وسلّم في مشاهدته لأمّته ومعرفته بأحوالهم ونيّاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك جليّ عنده لا خفاء به.

"مدخل"، صـ٢٥٩، جـ١، "المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني"، المقصد العاشر، الفصل الثاني، في زيارة قبره الشريف، ومسجده المنيف، جـ١٢، صـ١٩٥.

ترجمہ: بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں: نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی حیات اور وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

("الدولة المكية" المترجم، صـ٩٩.

مدینہ شریف سے مقامِ موتہ میں جنگ ملاحظہ فرمانا

الحديث ٥

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا

وَ جَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((**أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ** - وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ - **حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم الحديث: (٤٢٦٢)، صـ٧٢٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موت کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کی موت کی خبر دی اس طرح کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرما رہے تھے جھنڈا زید نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لے لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی آنکھیں اشک بہا رہی تھیں (پھر فرمایا:) حتی کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) حتی کہ اللہ نے (مسلمانوں کو) ان (کافروں) پر فتح دی۔

مفسّرِ شہیر شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ واقعہ غزوۂ موتہ میں ہوا جو سن ۸ ہجری میں ہوا اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار تھے اور ہرقل کی رومی فوج ایک لاکھ تھی، حضور انور نے لشکرِ اسلام روانہ فرماتے وقت سپہ سالار مقرر فرما دیئے تھے کہ اوّلاً زید ابن حارثہ سپہ سالار ہوں گے پھر جعفر ابن ابی طالب طیّار پھر ان کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن رواحہ ہونگے، موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے اور یکے بعد دیگرے جھنڈا لے رہے تھے اور یہاں

حضور مسجدِ نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے، یہ ہے حضورِ انور کا علمِ غیب بلکہ حاضر ناظر ہونا، آج دوربین کے ذریعے انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی روحانی دوربین کا کیا کہنا۔

("مرآة المناجيح"، جـ٨، صـ١٨٧).

رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر حالاتِ قبر کا منکشف ہونا

الحديث ٦

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((**إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ**))، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ: ((**لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب ما جاء في غسل البول، رقم الحديث: (٢١٨)، صـ٤١.

ترجمہ: حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی کبیرہ گناہ کے باعث نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا، پھر ایک سبز ٹہنی لی اور اس کے دو حصّے کر کے ہر قبر پر

ایک حصّہ گاڑ دیا، لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں تو ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

فقیہ الہند علّامہ مفتی شریف الحق امجدی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بناء پر ہو رہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی، اس حدیث میں اکٹھے چار علمِ غیب کی خبر ہے۔

("نزهة القاري"، جـ٢، صـ١٠٩).

ہمارے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پیچھے اور آگے سے یکساں دیکھتے ہیں

الحديث ٧

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلَاةِ وَفِي الرُّكُوعِ: **((إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ))**.

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب عظة الإمام الناس في إتمام الصلاة وذكر القبلة، رقم الحديث: (٤١٩)، صـ٧٣.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: "مَیں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں"۔

حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر دل کا خشوع پوشیدہ نہیں

الحديث ٨

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي))**.

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب عظة الإمام الناس في إتمام الصلاة وذكر القبلة، رقم الحديث: (٤١٨)، صـ٧٣.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ اِدھر ہے؟ اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارے رکوع، مَیں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

فاضل شہیر مولانا عبد الحکیم خاں شاہجہانپوری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

رحمت دو عالَم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا فرمانا کہ مجھ پر تمہارے خشوع و رکوع پوشیدہ نہیں ہیں، اس میں آپ نے خود نگاہِ مصطفیٰ کا عالَم بیان فرمایا ہے کیونکہ رکوع تو ظاہری اور جسمانی فعل کا نام ہے، جو دوسروں کو بھی نظر آتا ہے، لیکن خشوع تو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جو خوفِ خدا سے پیدا ہوتی ہے، (اس کیفیت کو جان لینا اس

لیے عطائی علمِ غیب ہے کہ اس کا علم بذریعۂ حواس یا عقل سے سوچ کر حاصل نہیں ہوسکتا)اس حدیث میں نگاہِ مصطفٰی کے دو معجزے بیان فرمائے گئے ہیں کہ آپ پیٹھ پیچھے سے صحابہ کرام کے رکوع بھی ملاحظہ فرمالیتے اوراُن کے دلوں کے خشوع وخضوع والی کیفیت بھی اُن نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی جن میں دستِ قدرت نے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ [النجم: ۱۷، ۱۸] والا سرمہ لگایا ہوا تھا۔

"بخاری شریف" مترجم ومحشی، جـ ۱، صـ ۲۵۵۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

بعض لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے اس شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاذاللہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ عزوجل کے برابر لامحدود علم حاصل ہوگیا، امامِ اہلسنت رحمہ اللہ کے اس شعر سے یہ معنی لینا کس طرح درست ہوسکتا ہے حالانکہ آپ علیہ الرحمہ اپنے "فتاویٰ" میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کے لیے لامحدود علم حاصل ہونے کو باطل قرار دے چکے ہیں، "اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا"، سے مراد تا قیامت اس دنیا کے تمام واقعات وحالات ہیں، اس مفہوم پر اسی شعر میں یہ قرینہ موجود ہے کہ بات دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی ہورہی ہے کہ اس زندگی میں اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا آخرت میں تو ہر مسلمان کو دیدار نصیب ہوگا گویا امامِ اہلسنت فرمارہے ہیں کہ دنیا کی زندگی میں کسی کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کا دیدار کرے اسکی ذات غیب الغیب ہے، جب اس عالَم کا سب

سے بڑا غیب سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے پوشیدہ نہ رہا اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سر کی آنکھوں سے خالق کا دیدار کرلیا تو اب دنیا کی کونسی چیز آپ سے چھپ سکتی ہے، اور اس دنیا کے تا قیامت مخلوق کے حالات وواقعات آپ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں؟ الغرض قیامت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ ہونے والے تمام واقعات کے علم کا ہم دعویٰ نہیں کرتے۔

دنیا سے نگاہِ مصطفٰی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا حوضِ کوثر کو دیکھنا

الحدیث ۹

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: **((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا))**.

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، رقم الحديث: (۱۳۴۴)، صـ ۲۱۴.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ایک دن تشریف لے گئے اور اہلِ اُحد پر نمازِ جنازہ کی طرح نماز پڑھی پھر منبر پر واپس ہوئے پھر فرمایا: (حوضِ کوثر پر تمہاری مدد کیلئے) مَیں پہلے پہنچنے والا

ہوں، مَیں تمہارا گواہ ہوں اور اللہ کی قسم! مَیں اپنے حوض کو اِس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں، اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ دنیا کے مال کو ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کرو گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حوضِ کوثر موجود یعنی بنایا جا چکا ہے، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسے دیکھ لیا اور اسکے بعد ہمیں خبر دی جیسا کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((**وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ**)) یعنی اللہ کی قسم! مَیں اپنے حوضِ کوثر کو اِس وقت دیکھ رہا ہوں۔

فاضل شہیر عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نگاہِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہ عالَم تھا کہ زمین پر رہتے ہوئے حوضِ کوثر کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ (پھر فرماتے ہیں:) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے۔

"بخاری شریف" مترجم ومحشی، جـ١، صـ ٨٤٦.

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((**وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي**)) مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے، ان الفاظ کی مخاطب پوری امت ہے، صرف صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ ایسی حالت قیامت تک کے مسلمانوں کی تو ہو سکتی ہے کہ وہ شرک نہ کریں اور دنیا کی محبّت میں پھنس جائیں لیکن صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نہیں ہو

سکتی، جیسا کہ علاّمہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فيه أنّ أمّة لا يخاف عليهم من الشرك وإن كان يخاف عليهم من التنافس ويقع منه التحاسّد والتباخّل.

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اپنی امت سے شرک کا ڈر نہیں ہے لیکن دنیا کی لالچ کا ڈر ہے اور دنیا کی لالچ کی بناء پر آپس میں حسد اور بخل واقع ہوتا رہتا ہے۔

("عمدة القاري"، صـ٢١٦، جـ٦).

اس حدیث سے ان لوگوں کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے جو اپنے گمانِ فاسد کی بنا پر صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور سارے عالَمِ اسلام کو شرک کہتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بقسم فرما رہے ہیں کہ "مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے"، کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو مشرک یا کافر کہنے والا بحکم حدیث خود کافر ہو جاتا ہے، شرک کی تعریف، اقسام اور تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے راقم الحروف کا رسالہ بنام "توحید" کا مطالعہ فرمائیں۔

آئندہ آنے والی کل کی اطلاع کہ تمہاری کامیابی ہوگی

الحديث ١٠

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((**لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ،**

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ))، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ......إلخ.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، الحديث: (٤٢١٠)، ص٧١٥.

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا: کل جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، (راوی کا بیان ہے کہ) لوگوں نے رات بڑی بے چینی میں گزاری کہ دیکھیے کہ جھنڈا کس کو عطا کیا جاتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوگئے، سارے یہی تمنا لے کر آئے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے پس آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، پھر انہیں بلایا گیا وہ حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے انکی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کیلئے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہوئے گویا انہیں سرے سے تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے انھیں جھنڈا

عطا فرمایا۔

(ایک اور بخاری شریف کی حدیث مبارک جو اسی حدیث سے پہلے مذکور ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں)

فَنَحْنُ نَرْجُوهَا، فَقِيلَ: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ، فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، الحديث: (٤٢٠٩)، ص٧١٥.

ترجمہ: ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جائے، چنانچہ جھنڈا حضرت علی کو دیا گیا اور انہی کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ کتنا پختہ تھا کہ جب انہوں نے سُنا کہ کل جسے جھنڈا دیا جائے گا اللہ عزوجل اسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا تو ہر صحابی کی یہ تمنا تھی کہ جھنڈا اسے ملے تاکہ یہ سعادت اسے حاصل ہو کیونکہ انہیں یقین تھا کہ جو غیبی خبر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دی ہے وہ ہو کر رہے گی۔

کل کے بارے میں خبر دینا

الحدیث ۱۱

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟**)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ**))، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِنَّهُ سَيَعُودُ**))، فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟**))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ**))، فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ، قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ﴿اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟**)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: ((**مَا هِيَ؟**))، قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ ﴿اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ

عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ ـ وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ**)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((**ذَاكَ شَيْطَانٌ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الوكالة، باب إذا وكّل رجلاً فترك الوكيل شيئًا فأجازه الموكّل...إلخ، رقم الحديث: (۲۳۱۱)، صـ ۳۷۰۔

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھے زکاۃِ رمضان (یعنی صدقۂ فطر) کی حفاظت پر مقرر فرمایا، پس ایک آنے والا آیا اور اناج میں سے لینے لگا، مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا خدا کی قسم مَیں ضرور تمہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا: مَیں محتاج ہوں اور میرے بچے ہیں اور مجھے سخت ضرورت ہے، پس مَیں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ! رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟" عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا، لہذا مَیں نے اسے چھوڑ دیا، فرمایا: "اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا"، پس مَیں نے جان لیا کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فرمانے کے مطابق ضرور آئے گا، مَیں اس کی تاک لگائے بیٹھا رہا (چنانچہ وہ پھر آیا) اور اناج لے جانے لگا تو مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ مَیں تمہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ضرور لے جاؤں گا کہا کہ مجھے چھوڑ دو مَیں محتاج اور بال بچے دار ہوں پھر نہیں آؤں گا، مجھے ترس آ گیا اور مَیں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ صلّی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟'' عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا، فرمایا: ''اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور وہ پھر آئے گا''، پس تیسری رات اس کا منتظر رہا تو وہ آ کر اناج لینے لگا، مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: مَیں تجھے ضرور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں پیش کروں گا کیونکہ آج آخری اور تیسری رات ہے تم ہر دفعہ کہتے رہے کہ اب نہیں آؤں گا مگر آتے رہے اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو مَیں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں، جو آپ کو نفع دیں گے، مَیں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ کہا کہ جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو صبح تک اللہ عزوجل کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا (یعنی ایک فرشتہ تمہاری نگہبانی کرے گا) اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آئے گا پس مَیں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کے وقت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا: ''رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟'' عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اس کا گمان تھا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا کہ جس کے سبب سے اللہ عزوجل مجھے فائدہ دے تو مَیں نے اسے چھوڑ دیا، فرمایا: ''وہ کیا ہیں؟'' عرض گزار ہوا اس نے کہا: جب تم بستر پر جاؤ اوّل سے آخر تک آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو تم برابر اللہ عزوجل کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ بات اس نے سچ کہی ہے، ویسے وہ بڑا جھوٹا ہے، کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے؟ مَیں عرض کی نہیں، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ شیطان ہے''۔

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صحابۂ کرام اپنی فطرے کی رقم حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر کر جاتے تھے تا کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خود فقراء میں تقسیم فرما دیں تا کہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے رب تعالیٰ قبول فرما لے، اس جمع شدہ فطروں کی حفاظت اس دفعہ حضرت ابو ہریرہ کے سپرد ہوئی (تھی)۔

(مرآۃ المناجیح، جـ۲، صـ۲۳۱)۔

پھر جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلہ چوری کرنے والے کو چھوڑ دیا اور جب نمازِ فجر کے لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ فرماتے ہیں کہ بغیر میرے کچھ عرض کیے اللہ کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ سے یہ فرمایا: ((یَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ)) یعنی اے ابو ہریرہ! تمہارے گزشتہ رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رات کے چھپے ہوئے معاملے کو صبح بغیر کسی شخص کے بتائے بیان کر دینا حبیب رب العالمین کا کتنا عظیم خدا داد معجزۂ علمِ غیب ہے، اس حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی فرمایا: "أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ" یعنی اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا، اس کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس سے حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا علمِ غیب معلوم ہوا کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو آئندہ ہونے والے واقعات کا رب تعالیٰ نے علم بخشا جو آئندہ ہونے والا ہے وہ بتا رہے ہیں۔

((ذَاكَ شَيْطَانٌ)) ''وہ شیطان ہے'' کے تحت فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ شیطان قرآن شریف سے بھی واقف ہے اور آیاتِ قرآنیہ کے احکام و اَسرار و اشارات سے بھی خبردار ہے، (پھر فرماتے ہیں:) شیطان دین کے ہر اچھے بُرے عمل سے تفصیل کے ساتھ واقف ہے اور ہر شخص کی نیّت و ارادہ پر مطلع ہے، اس کے بغیر وہ مخلوق کو بہکا نہیں سکتا، جب اس بہکانے والے کے علم کا یہ حال ہے تو خلق کے ہادی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم کا کیا پوچھنا! دوا کی طاقت بیماری سے زیادہ چاہیے، شیطان کے بارے میں قرآن فرماتا ہے: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف:٢٧] (یعنی) شیطان اور اسکی ذریت تم سب کو دیکھتے ہیں مگر تم انہیں نہیں دیکھتے یعنی وہ حاضر و ناظر ہے کیوں؟ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو جس کے ذمّہ خلق کی ہدایت ہے، وہ بھی حاضر و ناظر ہیں۔

(مرآۃ المناجیح، جـ٢، صـ٢٣١).

مناظرِ اسلام علاّمہ سعید احمد اسعد مدّ ظلہ العالی اپنے نہایت ہی عمدہ رسالے "مسئلۂ حاضر وناظر" میں فرماتے ہیں:

ہم اہلِ سنّت و جماعت نبی مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے، ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوّت کے آفتاب حضرت جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے جسمِ بشری کے ساتھ گنبدِ خضراء میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیّت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شروع ہی میں قوتِ مشاہدہ عطا فرمادی تھی لیکن نزولِ قرآن کے ضمن میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوتِ مشاہدہ وعلمیت میں اضافہ ہوتا رہا، جب قرآن حکیم کا نزول مکمل ہوگیا تو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہر چیز کا مشاہدہ وعلم حاصل ہوگیا۔

مذکورہ تنبیہ سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ہم اہلِ سنّت وجماعت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو امّت کے جملہ اعمال پر حاضر ناظر نزولِ قرآن کی تکمیل کے بعد سے مانتے ہیں، نزولِ قرآن کی تکمیل سے پہلے امّتیوں کے ہر ہر عمل پر حاضر وناظر ہونے کا قطعاً دعویٰ نہیں کرتے۔

("مسئلۂ حاضر وناظر"، صـ٦).

مزید تفصیلات کے لیے مُناظرِ اسلام علاّمہ سعید احمد اسعد صاحب کا مذکورہ رسالہ ضرور ملاحظہ فرمایئے۔

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اپنے وصال کی غیبی خبر دینا

الحديث ١٢

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا [فَسَارَّهَا] فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي

فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ، فَضَحِكْتُ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٢٥)، صـ٦٠٨.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی پھر سرگوشی کے انداز میں ان سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر نزدیک بُلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، یہ فرماتی ہیں، (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہ مَیں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سرگوشی کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ اسی مرض میں میری وفات ہو جائے گی تو مَیں رونے لگی پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سرگوشی فرماتے ہوئے مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سب سے پہلی مَیں ہوں جو (اس دنیا سے) جاؤں گی تو میں ہنس پڑی۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نہ صرف اپنے ظاہری وصال کے بارے میں غیبی خبر دی بلکہ جگر گوشۂ رسول بی بی فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بقیہ ایام زندگی کے بارے میں فرمایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملاقات فرمائیں گی، تاریخ شاہد ہے ایسا ہی ہوا۔

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مرنے والے کے مرنے کی جگہ کا علم بھی عطا فرمایا ہے، جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث اسکی شاہد ہے، سرکارِ

دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کے مرنے کی جگہوں کی نشاندہی فرما دی تھی چنانچہ راوی فرماتے ہیں:

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**هَذَا مَصْرَعُ فُلاَنٍ**))، وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"صحيح مسلم"، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة بدر، رقم الحديث: [٤٦٢١] ٨٣-(١٧٧٩)، صـ٧٩٢.

ترجمۂ حدیث: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کی قتل کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ ادھر ادھر رکھتے تھے، راوی نے کہا: ان میں سے کوئی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی غیبی خبر

الحدیث ۱۳

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: ((**أَطْوَلُكُنَّ يَدًا**))، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ،

وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ.

"صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، رقم الحديث: (١٤٢٠)، صـ٢٢٩.

امام مسلم اسی حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ: أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا**))، قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا. قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ.

"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل زينب أمّ المؤمنين رضي الله عنها، رقم الحديث: [٦٣١٦] ١٠١ -(٢٤٥٢)، صـ١٠٧٩.

بخاری و مسلم کی دونوں احادیث کا تقریبًا ترجمہ یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین محبوبۂ محبوبِ ربّ العالمین روایت کرتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بعض ازواجِ نبی نے پوچھا کہ (آپ کے اس دنیا سے وصال فرمانے کے بعد) ہم میں سب پہلے کون آپ سے آکر ملے گی؟ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: تم میں سے جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے وہ مجھ سے آکر ملے گی، چنانچہ ایک لکڑی سے ہم ایک دوسرے کا ہاتھ دیکھنے لگیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے، اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کا ہاتھ سب سے لمبا تھا (رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وصال کے

بعد جب ازواج میں سے سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا تو) ہمیں معلوم ہوا کہ لمبائی سے مراد ہاتھ کی لمبائی نہیں بلکہ ہاتھ کے لمبے ہونے سے مراد زیادہ صدقہ وخیرات کرنا تھا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہم میں سے سب زیادہ صدقہ کرنے میں لمبا ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تھا اس لیے کہ وہ اپنا کام خود کرتیں اور صدقہ وخیرات کو پسند کرتیں تھیں اور ازواج میں سے سب سے پہلے ان ہی کا انتقال ہوا۔

امام نووی رحمہ اللہ حدیث مسلم کے بعد فرماتے ہیں:

وفيه معجزة باهرة لرسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم، ومنقبة ظاهرة لزينب، ووقع هذا الحديث في كتاب الزكاة من البخاري بلفظ متعقد يوهم أن أسرعهنّ لحاقًا سودة، وهذا الوهم باطل بالإجماع.

("صحيح مسلم بشرح النووي"، المجلد الثامن، الجزء السادس عشر، صـ ٩).

ترجمہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے روشن معجزے (کہ آپ نے جس طرح غیبی خبر دی وہ ویسے ہی وقوع پذیر ہوئی) اور اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت کا بیان ہے، امام بخاری کے روایت کردہ لفظ کی پیچیدگی سے یہ وہم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت سودہ کا وصال ہوا یہ وہم بالاتفاق نادرست وباطل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شہادت کی غیبی خبر

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھا کر لا رہے

تھے، نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مستقبل میں ان کو شہید کرنے والوں اور انکی شہادت کے بارے میں غیبی خبر دی، امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غیبی خبر کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

الحدیث ١٤

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ: **((وَيْحَ عَمَّارٍ، [تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ] يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ))**، قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ.

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المساجد، رقم الحديث: (٤٤٧)، صـ٧٨.

ترجمہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے اور اپنے صاحب زادے علی سے فرمایا کہ دونوں حضرت ابو سعید کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو، ہم گئے تو وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے، انہوں نے اپنے چادر لے کر لپیٹی اور ہم سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ مسجدِ نبوی کی تعمیر کا ذکر آ گیا، فرمایا کہ ہم ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لاتے تھے لیکن حضرت عمّار دو دو اینٹیں، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے انہیں دیکھا تو اُن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا:

وائے عمّار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنّت کی طرف بلائیں گے اور وہ اِنہیں جہنّم کی طرف بلائیں گے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمّار کہا کرتے: مَیں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں، ایک یہ کہ حضرت عمّار شہید ہونگے، دوسرے یہ کہ مظلوم ہونگے، تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہونگے یعنی امامِ برحق پر بغاوت کرنے والے، یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں۔

("مرآة المناجيح"، كتاب الفضائل، باب في المعجزات، جـ٨، صـ١٧٩).

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عمروں کی اجمالی غیبی خبر

الحدیث ١٥

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: **((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِئَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ))**.

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب السمر في العلم، رقم الحديث: ١١٦، صـ٢٥.

ترجمۂ حدیث: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات کے آخری دنوں میں عشاء کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم نے اپنی اِس رات کا حال دیکھا؟ جتنے لوگ آج روئے زمین پر ہیں سو سال کے بعد کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

فقیہ الہند اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مراد یہ کہ میری امت کے لوگ جتنے آج زمین پر ہیں اور بطریق معتاد (عادتاً) نظر آتے ہیں، خواہ وہ کم سن ہوں یا خواہ معمر سو سال (گزرنے) پر وہ زندہ نہیں رہیں گے، رہ گئے وہ لوگ جو اس کے بعد پیدا ہونگے وہ اس سے مستثنیٰ (یعنی جدا) ہیں، حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں اور حضرت خضر اور الیاس نظروں سے غائب ہیں یونہی دیگر اجنہ (یعنی جنّات) بھی۔ اس لیے یہ سب اس میں داخل نہیں چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے، سب سے آخری صحابی ابو طفیل عامر بن واثلہ نے ۱۱۰ ہجری میں وصال فرمایا (جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کا وصال ۱۱ ہجری میں ہوا تھا)۔

(تشريح از "نزهة القارئ"، صـ٤١٠، جـ١).

کون کس طرح مرے گا

الحديث ١٦

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ

وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ**))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: ((**وَمَا ذَاكَ؟**)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: ((**إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم الحديث: (٤٢٠٣)، صـ٧١٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان کسی غزوہ میں مقابلہ ہوا،

جب (بوقتِ شام) ہر فریق اپنے لشکر کی جانب واپس لوٹ گیا تو مسلمانوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو کسی مشرک کو زندہ نہ چھوڑتا بلکہ پیچھا کر کے اسے تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اُتار دیتا تھا، لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آج جتنا کام فلاں نے دکھایا ہے اُتنا اور کسی سے نہ ہوسکا، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) وہ تو جہنّمی ہے، مسلمانوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا کہ میں (جائزہ لینے کی غرض سے) اس کے ساتھ رہوں گا، یہ اس کے ساتھ نکلے، جب وہ ٹھہرتا تو وہ بھی ٹھہرتے اور جب وہ دوڑتا تو یہ بھی اس کے ساتھ دوڑنے لگتے، راوی کہتے ہیں: وہ شخص شدید زخمی ہوگیا تو اس نے مرنے میں جلدی کی یعنی اپنی تلوار کو زمین پر رکھا اور نوک کو اپنے سینے کے درمیان میں رکھ کر اس پر سارا بوجھ رکھ دیا اور یوں خودکشی کرلی، نگرانی کرنے والا شخص رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا: کیا ہوا؟ اس نے عرض کی: آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے تو یہ بات لوگوں پر بہت گراں گزری تھی اس پر مَیں نے کہا تھا کہ اس کی حقیقت معلوم کروں گا، اسی جستجو میں اس کے ساتھ رہا پھر وہ سخت زخمی ہوگیا اور اُس نے مرنے میں جلدی کی، تلوار کی مُٹھی زمین پر رکھی اور اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اس پر اپنا سارا بوجھ رکھ کر خودکشی کرلی، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں اہلِ جنّت جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن وہ جہنّمی ہوتا ہے اور ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں جہنّمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جنّتی ہوتا ہے۔

کس نے کیا کیا؟

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرٌ: قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ، أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**بَلْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا**)). فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم الحديث: (٤٢٣٤)، صـ٧١٨.

ترجمۂ حدیث: سالم مولیٰ ابن مطیع کا بیان ہے کہ مَیں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب ہم نے خیبر کو فتح کرلیا تو مالِ غنیمت میں ہمیں سونا چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے اونٹ، مال ومتاع اور باغات وغیرہ ملے تھے جب ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ واپس لوٹے اور القریٰ نامی وادی میں آئے تو آپ

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک غلام بھی تھا جس کا نام مدعم تھا جو آپ کی خدمت میں بنی ضباب کے ایک شخص نے بطور نذرانہ پیش کیا تھا، جس وقت وہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کجاوہ اُتار رہا تھا تو ایک تیر آیا جس کا چلانے والا نظر نہیں آتا تھا اور وہ اس غلام کو آکر لگا، لوگوں نے کہا کہ اسے شہادت مبارک ہو، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بلکہ جو چادر اس نے خیبر کے روز مالِ غنیمت سے تقسیم کے بغیر لے لی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑک کے گی، نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد سُن کر ایک آدمی ایک یا دو تسمے لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ مجھے ملا تھا، پس رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ ایک دو تسمے بھی آگ بن جاتے۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کی غیبی خبر

الحديث ۱۸

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ: أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ، وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا))**، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: **((أَنْتِ فِيهِمْ))**، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ**

لَهُمْ))، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: **((لَا))**.

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، رقم الحديث: ٢٩٢٤، صـ٤٨٣.

ترجمۂ حدیث: عمیر نے کہا کہ پھر ہمیں اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے: میری امّت میں پہلا لشکر جو سمندر کے راستے جہاد کرے گا وہ (اپنے لیے جنّت) واجب کرلے گا، اُمِّ حرام فرماتی ہیں: مَیں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا مَیں ان میں ہوں؟ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "ہاں، تم ان میں سے ہو" پھر نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "میری امّت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا، وہ بخشا ہوا ہے"، مَیں نے عرض کی: کیا مَیں ان میں ہوں، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: "نہیں"۔

بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں درج ذیل کلمات ہیں:

فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، رقم الحديث: (٢٧٨٨)، صـ٤٦٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت اُمِّ حرام حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں سمندر کے راستے جہاد میں گئیں، سمندر پار کرکے جب خشکی پر اتریں چوپائے پر سوار ہوئیں، اسی دوران وہ اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئیں۔

حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی غیبی خبر

الحديث ١٩

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: ((**اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبيّ صلّى الله عليه وسلّم، باب قول النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: ((**لو كنت متخذا خليلا**))، رقم الحديث: (٣٦٧٥)، صـ٦١٧.

ترجمۂ حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور ابو بکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی ساتھ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ لرزنے لگا نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو، اللہ عزوجل کی عطا سے اس بات کا علم غیب تھا کہ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہوں گے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبعی طور پر وفات پائیں گے۔

صحابۂ کرام کی نعت خوانی اور بیانِ غیب دانی

الحديث ٢٠

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُصُّ فِي قَصَصِهِ، وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ" يَعْنِي بِذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ:

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

"صحيح البخاري"، كتاب التهجّد، باب فضل من تعارّ من اللّيل فصلّى، رقم الحديث: (١١٥٥)، صـ١٨٥.

ترجمۂ حدیث: ابن شہاب سے روایت ہے ہیثم بن ابو سنان نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جب کہ وہ واقعات بیان کر رہے تھے، اس دوران انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا: تمہارے بھائی یعنی حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فضول بات نہیں کہتے (یہ کہہ کر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار پڑھے:)

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

ترجمہ: ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب (یعنی قرآن) کی تلاوت کرتے ہیں جب روشن فجر طلوع ہوجاتی ہے۔

أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

ترجمہ: ہمیں جہالت کے بعد راہِ ہدایت دکھائی اور ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو فرمایا ہے ہوکر رہے گا۔

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

ترجمہ: وہ رات گزارتے ہیں تو بستر سے ان کی کروٹ جدا ہوتی ہے جب کہ مشرکین بستر پر بوجھ بنے رہتے ہیں۔

سبحان اللہ! کتنا پاکیزہ اور مبارک دور تھا جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی احادیث کا درس دیتے تھے، ان دروس میں واقعات کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی مدح وثناء والے اشعار بھی ہوتے تھے، مذکورہ شعر سے صحابۂ کرام کا عقیدہ واضح وروشن ہو رہا ہے جس کا یہ حضرات برملا اظہار کرتے تھے کہ ہمارے دل اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق جو غیبی خبریں دیتے

ہیں وہ ضرور واقع ہونیوالی ہیں۔

چھپے ہوئے خط کی غیبی خبر

الحديث ٢١

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ ـ وَكُلُّنَا فَارِسٌ ـ قَالَ: ((**انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ**)). فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: الْكِتَابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعَنَا كِتَابٌ، فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا، فَقُلْنَا: مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ، فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ، فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرًا، رقم الحديث: (٣٩٨٣)، ص-٦٧٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھے، حضرت ابو مرثد غنوی اور حضرت زبیر بن عوام کو بھیجا اور ہم

سب گھوڑوں پر سوار تھے ہمیں حکم فرمایا کہ سوار ہو کر جاؤ یہاں تک کہ جب مقام روضۂ خاخ کے پاس پہنچو گے تو وہاں مشرکین کی ایک عورت ہوگی، جس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو مشرکین کیلئے لکھا گیا ہے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم وہاں پہنچے تو واقعی) ہم نے ایک عورت کو جو اونٹ پر سوار ہو کر جا رہی تھی وہیں پایا جہاں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا، پھر ہم نے اس سے کہا کہ خط کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اونٹ کو بٹھا کر تلاشی لی ہمیں کوئی خط نظر نہیں آیا، اس پر ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا لہذا یا تو خط نکال ورنہ (خط کی تلاشی کے لئے) ہم تیرے کپڑے اتاریں گے، جب اس نے ہماری سختی دیکھی تو اپنے نیفے کے اندر سے ایک خط نکالا جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، ہم اس عورت کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں لے آئے۔

حضرت علی اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسے کئی واقعات ملاحظہ فرمائے تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو بھی غیبی خبر دی وہ پوری ہو کر رہی، انہیں یہ یقین کامل حاصل تھا کہ ہر چیز میں تبدیلی آسکتی ہے لیکن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو بات اپنی زبان حق ترجمان سے فرمادی ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

مکۂ مکرمہ میں ہونے والی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی

مدینہ منورہ میں غیبی خبر

الحديث ٢٢

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ ـ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ ـ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ـ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَأَةِ ـ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ـ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا: هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ، وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا، قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ: أَمَّا أَنَا فَوَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ، وَاللَّهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي فِي هَؤُلَاءِ لَأُسْوَةً ـ يُرِيدُ الْقَتْلَى ـ فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَأَبَى فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو

الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ: أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِينَ أَتَاهُ، قَالَتْ: فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي، فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ. وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا:

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ، فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا، فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُولِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا.

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب هل يستأسر الرجل ومن لم يستأسر ومن ركع ركعتين عند القتل، رقم الحديث: (٣٠٤٥)، صـ٥٠٣.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک سریہ (وہ فوجی دستہ جس میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے شرکت نہ فرمائی ہو) روانہ فرمایا جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا اور حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، جو حضرت عمر بن خطاب کے صاحب زادے عاصم کے نانا ہیں وہ چل پڑے، یہاں تک کہ جب وہ مقام ہُداۃ پر پہنچے جو عسفان اور مکّہ مکرمہ کے درمیان ہے تو بنو ہذیل کے قبیلہ لحیان کو ان کا پتہ چل گیا، انہوں نے اِن حضرات کی خاطر تقریباً دو سو آدمی روانہ کیے جو سب کے سب تیر انداز تھے، وہ اِن کے قدموں کے نشانات دیکھ کر چلتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے جو کھجوریں کھائی تھیں، جن کو یہ مدینۂ منوّرہ سے بطور زادِ راہ لائے تھے اِن کی گٹھلیاں دیکھ کر کہنے لگے: یہ تو یثرب کی کھجور ہے، وہ نشانات کو دیکھ کر چلتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا، یہ حضرات پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے، ان لوگوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے: نیچے اتر آؤ اور ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دے دو، ہم تمہارے ساتھ پکا عہد و پیمان کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے، امیرِ سریہ حضرت عاصم بن ثابت نے فرمایا: لیکن اللہ کی قسم! مَیں تو آج کسی کافر کی ذمہ داری پر نہیں اتروں گا، اے اللہ! ہماری خبر اپنے نبی تک پہنچا دے، پھر انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور سات آدمیوں کو شہید کر دیا،

جن میں حضرت عاصم بھی تھے، باقی تین حضرات ان کے عہد و پیمان پر یقین کر کے نیچے اتر آئے، جن میں حضرت خُبَیب انصاری اور ابن دَثِنہ اور ایک آدمی اور جب یہ حضرات کفار کے قبضے میں آ گئے تو انہوں نے انہیں کمانوں کے تانت سے باندھ لیا، تیسرے صاحب فرمانے لگے کہ یہ بدعہدی کی ابتداء ہے لہٰذا مَیں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا، مَیں اپنے ساتھیوں کی پیروی کروں گا جو جام شہادت نوش فرما گئے ہیں، کافر انہیں اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ جانے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے، آخر کار انہیں شہید کر دیا گیا پھر وہ حضرت خُبَیب اور حضرت ابن دَثِنہ کو لے گئے یہاں تک کہ مکّہ مکّرمہ میں لے جا کر فروخت کر دیا، یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد پیش آیا تھا، حضرت خُبَیب کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے نے خرید لیا کیونکہ انہوں نے حارث کو جنگِ بدر میں قتل کیا تھا، خُبَیب ان کی قید میں تھے (راویٔ حدیث امام زہری فرماتے ہیں:) مجھے عبیداللہ بن عیاض نے خبر دی کہ انہیں زینب بنتِ حارث نے بتایا کہ جب لوگ خُبَیب کو قتل کرنے کی غرض سے جمع ہونے لگے تو انہوں نے مجھ سے اُسترا مانگا تا کہ ناپاکی دور کریں مَیں نے انہیں دے دیا پھر انہوں نے میرے ایک بچّے کو پکڑ لیا اور مَیں بے خبر تھی، جب میں ان کے پاس گئی تو دیکھا کہ انہوں نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور اُسترا ہاتھ میں ہے، میرے اوسان خطا ہو گئے تو خُبَیب نے میرے چہرے سے دلی کیفیت جان لی فرمایا: تم اس لیے ڈر رہی ہو کہ مَیں اس بچے کو قتل کر دوں گا، مَیں ایسا ہرگز نہیں کروں گا، (زینب بنتِ حارث کہتی ہیں:) اللہ کی قسم! مَیں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا، ایک روز مَیں نے انہیں دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں انگوروں کا گچھا پکڑ کر اس میں سے انگور کھا رہے ہیں حالانکہ وہ زنجیروں میں

جکڑے ہوئے تھے اور مکّہ مکّرمہ میں اس وقت یہ پھل دستیاب نہیں تھا، وہ کہتی تھیں جب وہ لوگ انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے گئے تو خُبَیب نے ان سے کہا کہ مجھے اتنی دیر کے لیے چھوڑ دو کہ دو رکعت نماز ادا کر لوں، پھر فرمایا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم کہو گے کہ موت سے ڈر کر نماز لمبی کر رہا ہے ورنہ میں نماز کو طول دیتا، اے اللہ! انہیں چن چن کر مارنا (پھر آپ نے درج ذیل اشعار کہے:)

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا   عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

ترجمہ: جب مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جاؤں تو مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ مجھے کس پہلو پر گرایا جائے گا۔

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ   يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ترجمہ: اللہ کی راہ میں مَیں مارا جا رہا ہوں اور اگر اللہ چاہے گا تو میرے کٹے ہوئے جوڑوں میں برکت دے دے (یعنی ان اعضاء کو دشمنوں سے محفوظ رکھے)۔

پھر حارث کے بیٹے نے انہیں قتل کر دیا، خبیب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر اُس مسلمان مرد کے لیے جو قیدی بنا کر قتل کیا جائے یہ رسم جاری فرمائی کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، ادھر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جو انہوں نے شہادت کے روز مانگی تھی "فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا"، چنانچہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے (مدینۂ منوّرہ میں) اپنے اصحاب کو سب کچھ بتا دیا جو ان پر گزری، کفارِ قریش کو جب حضرت عاصم کے قتل ہو جانے کی خبر ہوئی تو انہوں نے چند آدمی بھیجے تا کہ عاصم کے جسم کا کوئی حصہ لے کر آئیں جس سے اس قتل کا اطمینان ہو کیونکہ انہوں نے قریش کے

سرداروں میں سے ایک آدمی (عقبہ بن ابی معیط) کو جنگِ بدر میں موت کے گھاٹ اتارا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کے پاس بھڑوں کو مقرر فرما دیا جنھوں نے قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں سے انہیں محفوظ رکھا۔

مستقبل میں کافروں پر حملہ کرنے کی غیبی خبر

غزوۂ خندق جسے احزاب بھی کہتے ہیں شوال سن ۴یا ۵ ہجری میں واقع ہوا، جس میں کفّار قریش کا دس بارہ ہزار کا لشکر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے حملہ آور ہوا تھا، خندق کی وجہ سے انہیں کئی روز مدینۂ منوّرہ کے گرد محاصرہ کرنا پڑا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی اور تیز ہوا بھیجی جس نے نہایت سرد اور اندھیری رات میں کفّار کے خیمے گرا دیے، آخر کار بارہ ہزار کا لشکر بھاگ نکلا، کفّار کی اس رسوائی کے بعد اللہ عزوجل کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے جان نثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مستقبل میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والی کامیابیوں کے متعلق غیبی خبر دیتے ہوئے جو ارشاد فرمایا اسے امام بخاری ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

الحديث ٢٣

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((**نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق، برقم: (٤١٠٩)، صـ٦٩٧.

ترجمۂ حدیث: حضرت سلیمان بن صُرَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جنگِ احزاب کے دنوں میں فرمایا کہ اب ہم ان لوگوں پر چڑھائی کریں گے اور یہ ہم پر کبھی چڑھائی نہیں کر سکیں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ غزوۂ احزاب کے بعد مشرکین مکّہ پھر کبھی حملہ نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مکّہ معظمہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عظیم الشان لشکر کے ہمراہ فاتحانہ شان سے داخل ہوئے اور ہمیشہ کے لیے کفر وشرک کی گندگی سے بیت اللہ کو پاک ستھرا کر دیا۔

بت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بُت گر پڑے
جھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلاۃ والسلام

چھپے ہوئے کھانے کی غیبی خبر

الحديث ٢٤

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَاثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ

فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟**))، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((**بِطَعَامٍ؟**))، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ: ((**قُومُوا**))، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ**))، فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((**ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ**))، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٥٧٨)، صـ٦٠٠.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُمّ سلیم (والدۂ حضرت انس) سے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی آواز سنی جس میں کمزوری محسوس ہورہی ہے، میرا خیال ہے

کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا: ہاں، اور چند جَو کی روٹیاں نکال لائیں، پھر اپنی چادر نکالی اور اس کے ایک پلّے میں روٹیاں لپیٹ دیں، پھر روٹیاں میرے (یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد کر کے چادر کا باقی حصّہ مجھے اڑا دیا اور مجھے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جانب روانہ کیا، مَیں روٹیاں لے کر گیا، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مسجد میں پایا، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے گرد چند صحابہ بھی موجود تھے، مَیں ان کے پاس کھڑا ہوگیا، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((**آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟**)) کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ مَیں نے جواب دیا: ہاں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((**بِطَعَامٍ؟**)) یعنی کھانا دیکر؟ عرض گزار ہوا: ہاں، اس پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کھڑے ہوجاؤ، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم چل پڑے، مَیں ان سے آگے چل دیا اور جا کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا، حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: اے اُمّ سلیم! رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم لوگوں کو لے کر غریب خانے میں تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کھلانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے، اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ یعنی اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم، ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے استقبال کو نکل کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس جا پہنچے، اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت ابوطلحہ کو ساتھ لیا اور ان کے گھر جلوہ فرما ہوگئے، پھر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے اُمّ سلیم! جو کچھ تمہارے

پاس ہے لے آؤ، انہوں نے وہی روٹیاں حاضرِ خدمت کر دیں، پھر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے روٹیوں کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اور حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سالن کی جگہ کُپّی سے سارا گھی نکال لیا، پھر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کچھ پڑھا، جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلا لو، پس انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لئے اور بلا لو چنانچہ وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لیے اور بلا لو، چنانچہ وہ بھی شکم سیر ہو کر چلے گئے، پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا اور اسی طرح تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا، جملہ مہمان ستر ۷۰ یا اسّی ۸۰ تھے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ "لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ" "یعنی مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی آواز سنی جس میں کمزوری محسوس ہو رہی ہے" کے تحت فرماتے ہیں: حضورِ انور کی آواز میں ضعف ہے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہے (یاد رہے کہ) اگر حضورِ انور روزے کی نیّت سے عرصۂ دراز تک بالکل نہ کھائیں تو مطلقاً ضعف محسوس نہیں ہوگا لیکن اگر بغیر روزہ کی نیت کے کھانا ترک فرما دیں تو بشریت کا ظہور ہوگا اور ضعف ظاہر ہوگا (پھر فرماتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی، پونجی تھوڑی، مقام شاندار، عشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون سی چیز مخفی تھی جسے عرش و فرش کی خبر ہے، اسے حضرت انس کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو! سب کچھ بتایا کہ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے اور روٹیاں دیکر بھیجا ہے۔

("مراۃ المنا جیح"، جـ۸، صـ۲۱۷).

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فکر مند ہونے پر فرمایا: اللّٰه ورسوله أعلم یعنی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی عادت تھی، جس کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہوتا فرمایا کرتے: اللّٰه ورسوله أعلم. کیا کسی کی یہاں مجال ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول میں شرک یعنی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم کو اللہ کے علم لامتناہی سے برابر کر دینے کا وہم کرے! اسی طرح اہلِ سنّت کا نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب ماننے میں برابری کا تصور نہیں ہوسکتا کیونکہ کوئی مسلمان جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب شریف کو ذاتی اور اللہ عزوجل کے علمِ غیب لامتناہی کے برابر نہیں مانتا۔

مستقبل میں امن وامان کی غیبی خبر

الحدیث ۲۵

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ: ((**يَا عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ؟**)) قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا، قَالَ: ((**فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ**))؛ قُلْتُ: فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ

نَفْسِي: فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ، ((**وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى**))، قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((**كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَلَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ**))، قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((**اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ، فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ**))، قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ، وَكُنْتُ فِيمَنْ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث :(٣٥٩٥)، صـ٦٠٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر فاقے کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی، اس پر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ مَیں نے کہا: دیکھا تو نہیں لیکن اس کا نام سنا ہے، اس پر آپ صلّی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلّم نے فرمایا: ((**فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ**)) یعنی اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو ضرور دیکھو گے کہ ایک بڑھیا حیرہ سے سفر کرے گی یہاں تک کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی، اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوگا (حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) مَیں نے دل میں کہا کہ اس وقت قبیلہ طے کے ڈاکو کہاں ہونگے جنہوں نے آج شہروں میں آگ لگا رکھی ہے، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا: ((**وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى**)) یعنی اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو کسریٰ کے خزانے فتح کیے جائیں گے (پھر فرماتے ہیں کہ) مَیں نے تعجب سے کہا: کسری بن ہرمز کے خزانے!، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ہاں، کسری بن ہرمز کے خزانے، پھر آپ نے فرمایا: ((**وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ**)) یعنی اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی نکالے گا اور ایسے شخص کو تلاش کرتا ہوگا جو اس سے (چاندی) قبول کرے لیکن وہ ایسا شخص نہیں پائے گا جو اُسے قبول کرلے، تم میں سے ضرور ہر ایک نے اللہ سے ملنا ہے، جس دن وہ بندے سے ملے گا اس دن اللہ اور اس بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو ترجمانی کرے پھر (اللہ عزوجل) ضرور فرمائے گا: کیا مَیں نے تیری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا جو میرے احکام کو تم تک پہنچائے (بندہ) کہے گا: کیوں نہیں، پھر (اللہ عزوجل) فرمائے گا: کیا مَیں نے تجھے مال نہیں دیا اور تجھ پر فضل نہیں کیا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، پھر وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے سوائے

جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو سوائے جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا، حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا: آگ سے بچو اگر چہ ایک کھجور ہی کی خیرات دیکر ہو، تو اگر کوئی کھجور نہ پائے تو وہ اچھی بات کہہ کر (آگ سے بچے)، حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں نے ایک بڑھیا کو حیرہ سے سفر کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کے اس نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا اور اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں تھا اور مَیں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر (اے لوگو!) تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم لوگ ضرور اسے دیکھ لوگے جو نبی ابو القاسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت عدی حاتم طائی کے بیٹے ہیں جو مشہور سخی گزرا ہے، ان تین غیبی خبروں میں سے دو غیبی خبروں کو خود پورا ہوتے دیکھا، جبکہ تیسری غیبی کے بارے میں فرمایا اگر تم لوگوں کی عمر لمبی ہوئی تو اس خبر کو پورا ہوتے تم دیکھو گے کہ کوئی زکوۃ قبول کرنے والا نہ ہوگا چنانچہ علّامہ عینی ''عمدۃ القاري'' (۱۱/۳۳٤) امام بیہقی کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تیسری غیبی خبر یوں پوری ہوئی کہ جب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو زکوۃ لینے والا فقیر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا تھا۔

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی غیبی خبر

الحديث ٢٦

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦١٨)، صـ٦٠٧.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کی جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب تھا ایک بادشاہ کے مرنے کے بعد دوسرے بادشاہ کو بھی کسریٰ ہی کہا جاتا تھا، اسی طرح فرعون عمالقہ (مصر) کے بادشاہ کو، نجاشی حبشہ (ایتھوپیا) کے بادشاہ کو اور تُبّع یمن کے بادشاہ کو اور خاقان ترکی کے بادشاہ کو، اسی طرح قیصر روم کے بادشاہ کو کہا جاتا تھا، ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو اسی نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

("تفسير صاوي"، جـ١، صـ٧١).

آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانۂ مبارکہ میں اگر چہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں سپر پاور کی حیثیت رکھتی تھیں لیکن اللہ عزوجل کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو

غیبی خبر دی تھی پوری ہو کر رہی اور قیصر و کسریٰ کی حکومتیں کہانیاں بن کر رہ گئیں۔

آسائشوں کی غیبی خبر

الحديث ٢٧

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟**))، قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: ((**أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ**))، فَأَنَا أَقُولُ لَهَا - يَعْنِي امْرَأَتَهُ -: أَخِّرِي عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ**)) فَأَدَعُهَا.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٣١)، صـ٦٠٩.

ترجمۂ حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے؟ ارشاد فرمایا: یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہونگے (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آج واقعی وہ وقت آگیا ہے کہ) جب مَیں اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے دور کرو تو وہ جواب دیتی ہے کہ کیا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہونگے، اس پر مَیں خاموش ہو جاتا ہوں۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں غیبی خبر

الحديث ٢٨

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ، فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((**ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٢٩)، صـ٦٠٩.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے ہمراہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔

مفسّرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس فرمانِ عالی میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی، قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے، امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ

نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کرلی، آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتی کہ کسی نے آپ سے کہا: اے مسلمانوں کے عار!، آپ نے فرمایا: عار نار سے بہتر ہے، صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل وخون نہ ہو، ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی، بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی، اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے، باغی کی طرف سے قضاء قبول کرنا جائز ہے، ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کو علم غیب بخشا ہے کہ حضور نے آنے والے واقعے کی خبر اس وضاحت سے دی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے، جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے، مذہب اہلِ سنت یہ ہے کہ اوّلاً امیر معاویہ باغی تھے، امام حسن کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے، خلافتِ راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوئی، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کے متعلق توریت وانجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام ہوگا، یہ وہی ملکِ شام ہے جہاں امیر معاویہ سلطان تھے۔

("مرآة المناجيح"، جـ٨، صـ٤٦١).

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بنام "امیر معاویہ" رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ فرمائیں۔

قیامت تک کے واقعات کی غیبی خبر

الحديث ۲۹

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)).**

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٠٩)، صـ٦٠٥.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو جماعتوں میں آپس میں ایک عظیم جنگ نہ ہوجائے حالانکہ ان دونوں کا دعویٰ (دین) ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس ۳۰ کے قریب جھوٹے دھوکے باز شخص ظاہر نہ ہوجائیں ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

شُرّاح نے بیان کیا ہے کہ اگر اس سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے

درمیان ہونے والی انتہائی خونریز تباہ کن جنگِ صفّین مراد ہے تو اس حدیث میں جس جنگ کی خبر دی جارہی ہے وہ واقع ہوچکی (پھر فرماتے ہیں:) دجّال دجل کا اسم مبالغہ ہے اس کے معنی فریب اور دھوکہ دینے کے ہیں، ان تیس دجالوں میں سے کچھ گزر چکے ہیں، مثلاً مسیلمۃ الکذّاب، اسود عنسی، مختار، اس کے علاوہ اور بہت سے جھوٹے مُدّعیانِ نبوّت پیدا ہوئے ہیں، ماضی قریب میں غلام احمد قادیانی دجّال ہوا ہے اور جو باقی ہیں ضرور ہونگے۔

("نزهة القاري"، جـ٧، صـ٥٦).

سرکار صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی عطا سے صحابۂ کرام کی وسعتِ علمی

الحديث ٣٠

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ. حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ، قَالَ: هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ**))، قَالَ: لَيْسَتْ هَذِهِ، وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: ذَاكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ، قُلْنَا: عَلِمَ عُمَرُ

الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ، فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ، وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: عُمَرُ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٥٨٦)، صـ٦٠٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک دفعہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے دریافت کیا کہ تم میں سے فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی کس کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: مجھے اچھی طرح یاد ہے، حضرت عمر نے فرمایا: بیان کرو، واقعی تم جرأت مند ہو، حضرت حذیفہ نے کہا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا فتنہ (یعنی آزمائش) اس کے اہل وعیال، اس کے مال اور اس کے ہمسایوں میں ہے، جس کا کفّارہ نماز، خیرات، اچھی بات کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے سے ہوجاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: مَیں نے اس فتنہ کی بات نہیں کی بلکہ اس فتنے کے بارے میں پوچھتا ہوں جو دریا کی موج کی طرح لہرائے گا، عرض گزار ہوئے: آپ کو اس فتنے کا کیا خوف ہے جبکہ آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ موجود ہے، (حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے) فرمایا: بتاؤ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟ (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے) فرمایا: توڑ دیا جائے گا (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے) فرمایا: پھر تو وہ اس قابل نہیں رہے گا کہ اسے دوبارہ بند کیا جاسکے (راوی فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے) ہم نے پوچھا: کیا انہیں دروازے کا علم تھا؟

(حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا): ہاں، اسطرح جیسے دن سے پہلے رات ہونے کا یقین ہوتا ہے کیوں کہ اس کے متعلق مَیں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی تھی جس میں غلطی کا شائبہ بھی نہیں (راوی حدیث فرماتے ہیں) ہم نے ڈر کے مارے اس (دروازے) کے متعلق (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) سوال نہ کیا بلکہ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ اس (دروازے) کے متعلق پوچھیے، اس پر (حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا وہ دروازہ کون ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مذکورہ بالا بخاری شریف کی حدیث میں حضرت فاروقِ اعظم اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہونے والی رازونیاز کی باتوں سے ذرا اندازہ لگایئے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صحبت بابرکت سے خواص صحابۂ کرام کس طرح مستقبل میں ہونے والے حالات سے باخبر تھے، اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستقبل قریب میں دریا کی موج کی طرح واقع ہونے والے فتنے کے بارے میں سوال کیا تو اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ غیبی خبر سنائی جو انہوں نے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنی تھی اور بڑے ہی یقین کے ساتھ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا

ترجمہ: یاامیر المؤمنین آپ کو اس سے کوئی حرج نہیں، آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔

شارح بخاری حضرت علاّمہ ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری'' (۶/۶۸۳) میں تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ لایخرج منها شيء في حیاتك یعنی اس آنے والے فتنوں میں سے کوئی فتنہ آپ کی زندگی میں نہیں اٹھے گا، علاّمہ ابن حجر عسقلانی پھر فرماتے ہیں:

كأنّه مثل الفتن بدارٍ، ومثل حیاة عمر بباب لها مغلق، ومثل موته بفتح ذلك الباب، فما دامت حیاة عمر موجودة فهي الباب المغلق، لایخرج ممّا هو داخل تلك الدار شيء، فإذا مات فقد انقطع ذلك الباب فخرج ما في تلك الدار.

ترجمہ: گویا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک گھر ہے جس میں فتنے چھپے ہوئے ہیں اور اس گھر کا دروازہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دروازہ کا کھلنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے پس جب تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات ہیں تو یہ دروازہ بھی بند ہے، اس فتنے کے گھر میں سے کوئی فتنہ نہیں نکلے گا تو جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوگی تو اس فتنے کا دروازہ کھل جائے گا اور گھر کے اندر موجود فتنے باہر نکل آئیں گے۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید ایک سوال کیا:

يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟، ترجمہ: یہ بند دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال سے مراد یہ ہے کہ ان کی طبعی موت واقع ہوگی یا انہیں شہید کیا جائے گا، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

لَا، بَلْ يُكْسَرُ، ترجمہ: نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جائے، اس سے یہ واضح ہوا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا یقینی علم تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو نگے، رہی یہ بات کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی شہادت کا علم حضرت حذیفہ کے بتانے سے ہوا تھا یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گفتگو سے پہلے ہی اپنی شہادت کو جانتے تھے؟ اس کا جواب علاّمہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

قد تقدّم في بدء الخلق حديثُ عمر أنه سمع خطبة النبيّ صلّى الله عليه وسلّم يحدّث عن بدء الخلق حتّى دخل أهل الجنّة منازلهم.

ترجمہ: بخاری شریف کے باب بدء الخلق میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت عمر نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وہ خطبہ سنا تھا جس میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مخلوق کی ابتداء سے جنّتیوں کے اپنے اپنے مقامات میں داخل ہونے کی خبر دی۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ براہِ راست رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا وہ خطبہ سن چکے تھے جس میں روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کے تمام واقعات بیان کر دیئے گئے تھے تو بھلا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی شہادت کی متعلق خبر کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے!

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی عطا سے صحابۂ کرام کا علم غیب

الحديث ٣١

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ، غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا، فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْآخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ.

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب هل يخرج الميّت من القبر واللّحد لعلّةٍ، رقم الحديث: (١٣٥١)، صـ٢١٦.

ترجمۂ حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب اُحد کا دن آیا تو مجھے میرے والد نے رات میں بلایا اور فرمایا: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. یعنی میں یہی دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اصحاب میں سے مَیں سب سے پہلے شہید کیا جاؤں گا اور (مزید فرمایا:) مَیں اپنے بعد کسی کو نہیں چھوڑ رہا ہوں جو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علاوہ مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو، مجھ پر قرض ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:) فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ یعنی پھر جب ہم نے صبح کی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور ایک دوسرے (صحابی) کے ساتھ ایک قبر میں دفن ہوئے (مزید فرماتے ہیں:) پھر میرا دل اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ

انہیں دوسرے صحابی کے ساتھ قبر میں رہنے دوں لہٰذا چھ ماہ کے بعد مَیں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ اسی طرح تھے جیسے دفن کرنے کے روز تھے سوائے ایک کان کے۔

اس حدیث سے پتا چلا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی غلامی کی برکت سے صحابۂ کرام کو غیبی خبروں پر اطلاع دی جاتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیبی خبر جاننا

الحديث ٣٢

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((**هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ**))، فَقَالَ مَرْوَانُ: غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ: بَنِي فُلَانٍ، وَبَنِي فُلَانٍ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦٠٥)، صـ٦٠٥.

ترجمۂ حدیث: (راوی فرماتے ہیں) مَیں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے صادق ومصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امّت کی بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی، مروان نے کہا: لڑکوں (کے ہاتھوں) سے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو مَیں ان میں سے ہر ایک کا نام اور نسب بتا سکتا ہوں۔

سبحان اللہ! مذکورہ بالا حدیث میں ذرا غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی وسعت کا کیا عالم ہے کہ نہ صرف آئندہ زمانے میں ہونے والے فتنوں سے واقف ہیں بلکہ ہر فتنے باز اور اس کے خاندان کے نام سے بھی واقف ہیں۔

مستقبل کی غیبی خبریں

الحديث ٣٣

حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، فُطْسَ الْأُنُوفِ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٥٩٠)، صـ٦٠٢.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم عجمیوں کی اقوام خوز اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جن کے چہرے سرخ، جن کی ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہیں، ان کے چہرے گویا کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، ان کے جوتے بالوں کے ہونگے۔

الحديث ٣٤

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ: اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"صحيح البخاري"، كتاب الفتن، باب لا يأتي زمان إلا الذي بعده شرّ منه، رقم الحديث: (٧٠٦٨)، صـ١٢١٩.

ترجمۂ حدیث: زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ہمیں حجاج بن یوسف کی طرف سے جو تکالیف پہنچیں تھیں اسکی شکایت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صبر کرو، تم پر جو بھی زمانہ آئے گا وہ پہلے والے زمانے سے بُرا ہی ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو اور یہ بات میں نے تمہارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنی ہے۔

فی زمانہ اس غیبی خبر کو ہم بھی پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ روز بروز ظلم میں اضافہ ہوتا چلا رہا ہے، بُرائی نئے نئے انداز کے ساتھ بڑھتی چلی جارہی ہے، اللہ عزوجل ہمیں ہر فتنے سے محفوظ فرمائے۔

الحديث ٣٥

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((**تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ، فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: ٣٥٩٣، صـ٦٠٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم سے یہودی لڑائی کریں گے تو تم ان پر غالب آجاؤ گے، یہاں تک پتھر بھی کہے گا کہ اے مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کردے۔

صحابہ وتابعین کے وسیلے سے دعاء کرنا اور فتح پانا

الحديث ٣٦

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٥٩٤)، صـ٦٠٣.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ جب وہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تم میں کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسول

اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ جواب دیں گے: ہاں، پس وہ دشمن پر فتح پائیں گے پھر (ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ) لوگ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے درمیان کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے کسی صحابی کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ جواب دیں گے: ہاں، تو انہیں بھی فتح دی جائیگی۔

الحدیث ٣٧

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ))**، وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ.

"صحيح البخاري" كتاب الفتن، باب ظهور الفتن، رقم الحديث: (٧٠٦٣)، صـ١٢١٨.

ترجمۂ حدیث: حضرت شقیق سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں عبداللہ اور ابو موسیٰ کے ساتھ تھا، مجھے ان دونوں نے بتایا کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: بے شک قُرب قیامت کچھ ایسے دن آئیں گے کہ ان میں جہالت اُترے گی اور علم اٹھالیا جائے گا اور ان میں ہرج کی کثرت ہوگی، ہرج (سے مراد) قتل ہے۔

اس حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے قربِ قیامت میں واقع ہونے والی برائیوں کے بارے میں غیبی خبریں دی ہیں اور فی زمانہ ان غیبی خبروں کو ہم پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھ رہے ہیں جہالت عام ہے اور دین کا علم رکھنے

والے دنیا سے کم ہوتے جا رہے ہیں، قتل عام ہو چکا ہے کہ کسی کی جان محفوظ نہیں اسی طرح جو آثارِ قیامت سرکارِ نامدار صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے بیان فرمائے ہیں یقیناً وہ ہو کر رہیں گے جو قیامت کی نشانیاں بتائے تو اسے قیامت کے وقوع کا علم کیوں نہیں ہوسکتا ہے، ہمارے سرکار صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے تو ہمیں قیامت آنے کا دن تک بتا دیا جیسا کہ مسلم شریف کتاب الجمعہ میں ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی اسی طرح دیگر احادیث سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں آئے گی، اگر ہمیں ہمارے آقا مدنی مصطفےٰ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم قیامت کے واقع ہونے کا سن بھی بتا دیتے تو لوگ بے خوف ہو جاتے، قیامت کے وقوع کے وقت کو چھپانے میں اور کیا حکمتیں ہیں، اسے تو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، جن آیات میں سرکار صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے لیے قیامت کے واقع ہونے کے وقت کی نفی کی گئی ہے اس سے یا تو ذاتی علم کی نفی ہے یا آیت نازل ہونے کے وقت علم کی نفی ہے، اس بات کی نفی نہیں کہ سرکار صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے دنیا سے اس حال میں پردہ فرمایا کہ آپ کو قیامت کے وقوع کے وقت کا علم عطا فرما دیا گیا تھا۔

مستقبل میں پیدا ہونے والے دشمنانِ اسلام کی غیبی خبر

الحدیث ٣٨

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا إِذْ أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ

وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اعْدِلْ، فَقَالَ: ((**وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ**))، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: ((**دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ** - وَهُوَ قِدْحُهُ - **فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ**))، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ.

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة في الإسلام، رقم الحديث: (٣٦١٠)، صـ٦٠٥.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا کہنے لگا: یارسول اللہ! انصاف کیجئے، حضور نے فرمایا: تیری خرابی ہو، اگر مَیں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف

کرے گا؟ اگر مَیں عدل وانصاف نہ کروں تو تُو خائب وخاسر ہو جائے، اس (کی اس گستاخی) پر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے، میں اس کی گردن ماردوں، آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے، یہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار (ہونے والے جانور) سے تیر نکل جاتا ہے، اگر اس (تیر) کے پھل (یعنی نوک دار حصّے) کو دیکھا جائے تو (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہیں پایا جائے گا، پھر اس کی بندش کو دیکھا جائے تو تب بھی کچھ نہیں پایا جائے گا اور پھر اسکی لکڑی کو دیکھا جائے تب بھی (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہ پایا جائے گا، (اسی طرح) اگر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس پر بھی کچھ نہیں پایا جائے گا حالانکہ وہ لید اور خون کے درمیان سے گزرا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا، جب لوگوں میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث مَیں نے خود رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنی تھی اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے اور مَیں بھی ان کے ساتھ تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب اسے لایا گیا تو اُس میں وہ تمام نشانیاں مَیں نے خود دیکھیں جو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بیان فرمائیں

تھیں۔

اللہ اکبر! اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کیسی عظیم الشان وسعت علمی عطا فرمائی ہے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں آنے والے شخص کے دل کی نیّت اور مستقبل میں مسلمانوں میں فتنہ کرنے والے جو اسکے خاندان یا اس کے طریقے پر چلنے والے لوگ ہونگے ان فتنہ بازوں کی علامات تک آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بیان فرمادیں۔

''بخاری شریف'' کی ایک اور حدیث میں اس آنے والے شخص کا حلیہ کچھ اس طرح بیان ہوا ہے، راوی فرماتے ہیں:

فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرَ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفَ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الْجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقٌ.

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾، رقم الحديث:(٣٣٤٤)، صـ٥٥٧.

ترجمۂ حدیث: پھر ایک آدمی آگے بڑھا جسکی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں اور گال اُبھرے ہوئے تھے، پیشانی آگے کو ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔

علاّمہ علی القاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

(أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ): تصغير الخاصرة (وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ) قبيلة شهيرة ونزل فيه قوله تعالى: ﴿وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ﴾ [التوبة:٥٨] فهو من

المنافقين. (فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ): الظاهر أنّه أراد بذلك التورية كما هو عادة أهل النفاق أو قسمة الحقّ اللائق بكلّ أحد من العدل الذي في مقابل الظلم، لكنّه علم بنور النبوّة أو ظهور الفراسة أو قرينة الحال، فإنّه كان في إعطائه يرى قدر الحاجة والفاقة وغيرهما من المصلحة، فتعين أنّه أراد المعنى الثاني. فيه دلالة على حسن أخلاقه صلّى اللّه تعالى عليه وسلّم، وأنّه ما كان ينتقم لنفسه لأنّه قال: (اعدل)، في رواية: اتّق اللّه، وفي أخرى: إنّ هذه القسمة ما عُدل فيها، كلّ ذلك يوجب القتل إذ فيه النقص للنبيّ صلّى اللّه تعالى عليه وسلّم ولهذا لو قاله أحد في عصرنا لحكم بكفره أو ارتداده، انتهى.

("مرقاة المفاتيح"، صـ٢٢٠، جـ١٠).

ترجمۂ عبارت: چھوٹے پہلو والے کو ''ذو الخویصرة'' کہتے ہیں، یہ شخص قبیلۂ بنو تمیم سے تعلق رکھتا تھا اسی قبیلے کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا ہے، [ترجمۂ کنزالایمان] ﴿اور ان میں سے کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں﴾ یہ شخص منافق تھا (جیسا کہ اسکی گستاخی سے ظاہر ہے)، اس نے اپنے الفاظ دو معنی والے استعمال کیے جیسا کہ منافقین کی عادت ہے، بظاہر معنی یہ تھے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم عطا کرنے میں برابری کیجیے یعنی ہر ایک کو یکساں دیجیے مگر اس کی نیّت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجیے ظلم نہ کریں (یعنی آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ظلم کررہے ہیں، حق دار کے حق کو مار کر دوسرے غیر حق دار کو دے رہے ہیں، معاذ اللہ اس کی یہ بات

حقیقت میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نبوت کا انکار تھا کہ نبی کبھی بھی ظلم نہیں کرتا) حالانکہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جب کسی کو عطا فرماتے تو جس قدر سامنے والے کی حاجت ہوتی یا اس کے فاقے وغیرہ کے اعتبار سے اسے عطا فرماتے، حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس کے دل کے ارادے کو نورِ نبوت یا فراستِ باطنی یا قرینۂ کلام سے جان لیا اور فرمایا: ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ)) تیری خرابی ہو، اگر مَیں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ (جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گستاخ کی گردن تن سے جدا کرنی چاہی تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اسے معاف فرمادیا) اس سے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حسنِ اخلاق کا پتا چلتا ہے کیونکہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے، کیونکہ اس نے آپ کو مخاطب کرکے کہا تھا: (اعدل) یعنی انصاف کر، اور ایک روایت میں آتا ہے کہ اسنے کہا: (اتق اللّٰہ) اللہ سے ڈر، ایک دوسری روایت میں ہے کہ اسنے کہا کہ اس تقسیم میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا ہے، اسنے کچھ بھی کہا ہو بہر حال اسکے یہ کلمات شان رسالت میں صریح گستاخی ہیں (اس گستاخی کی وجہ سے اسے قتل کرنا حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا حق تھا آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنا حق معاف فرمادیا اس لئے اسے قتل بھی نہ کیا گیا۔ ’’مرآۃ المناجیح‘‘) مگر آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کیا جائے گا۔

راویٔ حدیث نے اس آنے والے شخص کی ایک علامت یہ بھی بتائی کہ وہ محلوق الرأس یعنی اس کا سر منڈا ہوا تھا اس پر علّامہ القاریٔ لکھتے ہیں:

وهو مخالفة ظاهرة لما عليه أكثر أصحابه من إبقاء شعر رأسه، وعدم

حلقه إلّا بعد فراغ النسك، غير عليّ كرّم الله وجهه، فإنّه يحلق كثيراً.

("مرقاة المفاتيح"، ج۱۰، ص۲۲۳).

ترجمہ: اس شخص کا سر منڈانا اکثر صحابہ کے عمل کی کھلی مخالفت تھی کہ وہ حضرات اپنے سروں پر بال رکھوایا کرتے تھے، احرام سے باہر ہونے کے سوا اپنے سروں کو منڈوایا نہیں کرتے تھے سوائے حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ وہ اکثر سر منڈایا کرتے تھے۔

یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین کا شعار سر پر پورے بال رکھوانا تھا جبکہ خوارج اور ان کی اتباع کرنے والوں میں سے کسی ایک کی سر منڈانا عادت نہیں تھی بلکہ ان کی ساری جماعت نے اپنی نشانی سر منڈانا بنالی تھی؛ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچائیں جنہوں نے اپنے عقائد اور علامات خوارج کی طرح بنالی ہیں۔

حدیث مذکور میں خوارج کی درج ذیل غیبی خبریں دی گئیں ہیں:

۱۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابل میں حقیر جانو گے۔

۲۔ تم اپنے روزوں کو انکے روزوں کے مقابل میں حقیر جانو گے۔

۳۔ یہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

۴۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے گزر کر نکل جاتا ہے۔

۵۔ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کی پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا۔

۶۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوجائیں گے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے۔

ان نشانیوں میں یہ نشانی بھی بیان کی گئی کہ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے گزر کر نکل جاتا ہے،اس مثال میں خوارج کو اس تیر کی طرح بتایا گیا ہے جو شکار ہونے والے جانور کے پورے جسم میں داخل ہوکر تیزی سے باہر نکل جائے اور اس تیر پر جانور کے خون گوشت وغیرہ کا بالکل اثر نہ ہو، مراد یہ ہے کہ جیسے تیر اپنے مختلف اجزاء کے ساتھ اس جانور کے جسم کے سارے اجزا سے گزر کر نکل جاتا ہے مگر باوجود اس کے یہ تیر خود اس جانور کے خون سے رنگین نہیں ہوتا ایسے ہی خارجی لوگ اسلام میں آکر اسلام سے نکل جائیں گے،اس طرح کہ ان میں اسلام کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

۱۔خوارج کون لوگ تھے؟

۲۔ان کا کیا عقیدہ تھا؟

۳۔انہوں نے حضرت مولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم سے کیوں جنگ کی؟

اس بارے میں علماء فرماتے ہیں:

یہ خارجی لوگ اوّلاً حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے سپاہی تھے اور جان ومال قربان کرتے تھے، جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تو یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعداوت میں اتنے بڑھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متنفر ہوگئے، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے لیے حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حَکَم (صلح کروانے والا) بنایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حَکَم بنایا تو ان خارجی لوگوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں مشرک ہوگئے کیونکہ ان حضرات نے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا حَکَم بنایا ہے،ذاتی اور عطائی کا فرق مٹاتے ہوئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مشرک ٹھہرانے کے لئے یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [يوسف: ٦٧]

ترجمہ: حکم تو سب اللہ ہی کا ہے،

لیکن قرآن شریف کی اُس آیت کے منکر ہوگئے جس میں بندوں کو حَکَم بنانے کا اجازت دی گئی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَماً مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَماً مِّنْ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٣٥]

ترجمہ: تو ایک پنچ (صلح کروانے والا) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

جس طرح آج بھی کچھ لوگ ذاتی اور عطائی کا فرق کیے بغیر مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے قرآن شریف کی بعض آیتیں پڑھتے ہیں اور بعض آیتوں سے انکار کردیتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے بھی حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے علمِ غیب کے ماننے والوں کو مشرک سمجھتے ہوئے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے انہیں یہ آیت تو یاد رہتی ہے:

﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ [يونس: ٢٠]

ترجمہ: تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لیے ہے۔

لیکن قرآن عظیم کی وہ آیت جس میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ عزوجل نے

اپنے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے وہ یاد نہیں رہتی:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ [التكوير: ٢٤]

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ﴾ [الجن: ٢٦، ٢٧].

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ایسے لوگ اگر ذاتی وعطائی کا فرق مان لیتے تو ہرگز قرآن کی آیتوں کا انہیں انکار نہ کرنا پڑتا اور مسلمانوں کو شرک کہنے سے محفوظ رہتے، الحمدللہ ہم اہلِ سنّت وجماعت ذاتی وعطائی کا فرق مانتے ہوئے دونوں آیتوں پر ایمان لائے، بے شک ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے سوائے کسی کو نہیں اور اسکی عطا سے اسکے پسندیدہ رسولوں کو بھی علم غیب ہے۔

خوارج کی تعداد دس ہزار تھی اوّلاً حضرت عبد اللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کے درمیان تشریف لے گئے اور انھیں ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ بیشک حقیقی حَکَم تو اللہ عزوجل ہی ہے لیکن اسکی عطا واذن سے اسکے بندے بھی حَکَم ہیں اور دلیل میں مذکورہ آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ پیش فرمائی، حضرت عبد اللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سمجھانے پر پانچ ہزار خارجیوں نے توبہ کر لی باقی پانچ ہزار حضرت مولا علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار سے مارے گئے، حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس جہاد سے فارغ ہوئے تو خارجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں بظاہر یہ لوگ قرآن پڑھنے والے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اس بات کا یقین دلانے کے لیے کہ ہم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا کہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے نکل جاتا ہے (اور جن کے بارے میں فرمایا تھا:) ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا، اس شخص کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا، تلاش بسیار کے بعد لاش ملی جو کہ بہت سی لاشوں کے ڈھیر میں دبی ہوئی تھی بالکل وہی علامات موجود تھیں جو کہ حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمائی تھیں، اس سے بڑھ کر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کا کیا ثبوت ہوگا، اللہ عزوجل ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ملخّص از "مرآۃ المناجیح"، ص۱۹۹، ج۸).

ان علامات کو دیکھنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ خارجی لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پیدا ہوئے سوائے چند کے سب مار دیے گئے تو کیا دوبارہ انہی علامتوں والے خارجی لوگ پیدا ہو سکتے ہیں؟

اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ملاحظہ فرمائیں:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ

شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: **((وَاللَّهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي))** ثُمَّ قَالَ: **((يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ))**.

"سنن النسائي"، كتاب تحريم الدّم، باب من شهر سيفه ثمّ وضعه في الناس، رقم الحديث: (۴۱۰۹)، جـ۷، صـ۱۲۶.

ترجمۂ حدیث: حضرت شریک بن شہاب سے مروی ہے کہ میری تمنّا تھی کہ مَیں کسی صحابیٔ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ملوں اور ان سے خوارج کے بارے میں پوچھوں چنانچہ میری ملاقات عید کے روز حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھے، مَیں نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے آپ نے خوارج کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا:

کہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے اور اپنے دونوں کانوں سے یہ سنا ہے: ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس مالِ غنیمت لایا گیا، آپ نے اسے تقسیم فرمایا، جو آپ کے دائیں تھے اور جو بائیں تھے انہیں دیا اور جو پیچھے تھے انہیں نہیں دیا چنانچہ پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا: اے محمد تو نے تقسیم میں عدل نہیں کیا، وہ شخص کالا تھا اور اُس کا سر منڈھا ہوا تھا اور دو سفید چادریں اس پر تھیں (اُس کے اِس گستاخانہ جملے پر) رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم شدید غضب ناک ہوئے اور فرمایا: میرے بعد مجھ سے بڑھ کر تم عادل نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا یہ بھی ان میں سے ہے، جو قرآن بہت پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے حتّٰی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجّال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کرو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔

"نسائی" صحیح احادیث کی چھ مشہور کتابوں میں سے ہے، اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگ قیامت تک نکلتے رہیں گے، ان کی فساد انگیزی ختم نہیں ہوگی، یہ مسلمانوں سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے اور کفّار و مشرکین کے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ جب مسیح (کانا) دجال نکلے گا تو اسکے ساتھی بھی یہی لوگ ہوں گے، خوارج اور اسکی پیروی کرنے والے گروہ کی جانب سے مسلمانوں پر کفر و شرک کا فتوی لگا کر انہیں قتل کرنے کے واقعات تاریخ کا المناک حصہ ہیں، اگر کوئی اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی مشہور و معروف

تصنیف ''تاریخ نجد وحجاز'' کا مطالعہ کرے یا نجم مصطفائی صاحب کے رسالے ''منزل کی تلاش'' اور ''داستان عرب'' کو پڑھے جس میں نہایت آسان زبان میں حقائق کو مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

نجد سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا

الحديث ۳۹

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا**))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: ((**اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا**))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((**هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الفتن، باب قول النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: ((الفتنة من قبل المشرق))، رقم الحديث: (۷۰۹٤)، صـ۱۲۲۲.

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا: بعض لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دوبارہ فرمایا: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں

برکت عطا فرما، پھر عرض کیا گیا: اور ہمارے نجد میں؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غالبًا تیسری مرتبہ فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا''۔

علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال: بها أي: بنجدٍ يطلع قرن الشيطان: أي حزبه وأمّته.

ترجمہ: حدیث میں فرمایا جانا وہاں یعنی نجد میں شیطان کا سینگ نکلے گا یعنی شیطانی گروہ اور شیطانی جماعت نکلے گی۔

("عمدة القارئ"، جـ٥، صـ٢٩٦).

ایک اور مقام پر امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ: ((**أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ**)).

"صحيح البخاري"، كتاب الفتن، باب قول النبي صلّى الله عليه وسلّم: الفتنة من قبل المشرق، رقم الحديث: (۷۰۹۳)، صـ۱۲۲۲.

ترجمۂ حدیث: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سنا جب کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مشرق کی جانب منہ کر کے فرما رہے تھے: خبردار ہو جاؤ کہ فتنہ ادھر ہے، جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

"عمدة القاري" (۳٥٨/١٦) میں شارحِ بخاری حضرت علّامہ بدرالدین

عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت اقوال نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں: نجد من جهة المشرق، یعنی نجد (مدینے سے) مشرق کی جانب ہے۔

ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اللہ عزوجل کی عطا سے قیامت تک ہونے والے واقعات سے باخبر ہیں، اس نوعیت کی احادیث بخاری ومسلم اور دیگر احادیثِ صحاح میں بکثرت ہیں بالخصوص بخاری شریف میں "باب علامات النبوّة في الإسلام" اور "أبواب الفتن" سے مزید احادیث لکھی جاسکتی ہیں، ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جتنا ہمارے حق میں بہتر خیال فرمایا ہمیں مستقبل میں آنے والے فتنوں اور خطروں سے ہماری بھلائی کے لیے خبردار فرمادیا، قیامت کی نشانیاں، قیامت کے روز ہونے والے واقعات، جنّت اور دوزخ کے عذابوں کا تذکرہ یہ سب غیب ہی تو ہے۔

آقائے نامدار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دوزخ سے نکلنے والے آخری جنّتی کو بھی جانتے ہیں

الحديث ٤٠

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَيَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ**

فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا - أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا - فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي، وَأَنْتَ الْمَلِكُ)). فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، وَكَانَ يُقَالُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، رقم الحديث: (٦٥٧١)، ص١١٣٦.

ترجمۂ حدیث: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دوزخ سے نکلنے والوں میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنّت میں آخری داخل ہونے والے کو مَیں اچھی طرح سے جانتا ہوں، ایک شخص آگ سے گھسٹتا ہوا نکلے گا تو اللہ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ وہاں سے لوٹ آئے گا، کہے گا: یارب! میں نے جنت بھری ہوئی پائی، تو اللہ پھر فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنّت بھری ہوئی ہے، وہ (دوبارہ) لوٹ آئے گا، کہے گا: یارب! مَیں نے جنت بھری ہوئی پائی، اس سے فرمائے گا: جا اور جنت میں داخل ہوجا کیونکہ جنت میں تیرے لیے دنیا کے برابر بلکہ اس سے بھی دس گنا ہے یا تیرے لیے دس دنیاؤں کے برابر ہے، وہ کہے گا: کیا مجھ سے تمسخر کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی فرماتا ہے حالانکہ تُو بادشاہ ہے تو مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہنسے حتی کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے

دندانِ مبارکہ نظر آنے لگے، کہا جاتا تھا کہ یہ جنت والوں میں ادنی درجہ کا ہوگا۔

الحمد للّٰہ علی إحسانہ بعطاء رب العالمین رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے علم ما کان وما یکون اور غیبی مشاہدات کے ثبوت میں ''بخاری شریف'' سے چالیس احادیث بیان ہوئیں، اللہ تبارک وتعالیٰ جسے ہدایت عطا فرمائے اس کے لئے ایک حرف کافی ہے اور جسے اپنی رحمت سے دور کردے اس کے لیے دفتر بیکار ہیں، جس کی آنکھیں پھوٹ گئیں ہوں اسے چمکتا ہوا سورج دکھائی نہیں دیتا، ان شاء اللہ اس تالیف کے مطالعہ سے جہاں اہلِ ایمان کے ایمان میں مزید مضبوطی حاصل ہوگی وہیں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علمِ غیب کے بارے میں زبان درازی اور اور بخاری کی رٹ لگانے والوں کے لیے ایک اتمامِ حجت ہوگا کہ الحمد للہ اہلسنت کے عقائد کی بنیاد محض قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ ہمارے عقائد قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں مرتے دم تک اہلسنت وجماعت سے وابستہ رکھے اور بے ادبوں کے شر سے سدا محفوظ رکھے، سبز سبز گنبد کے سائے تلے ایمان وعافیت کے ساتھ موت نصیب فرمائے اور جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پڑوس نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبي الأمین صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم

عبد القادر قادری رضوی بن عثمان (کچھی لوہار واڈہ نانی وموٹی والا)

المراجع و المطابع

تفسير الجلالين	دار الكتب العلميه بيروت
حاشية الصاوي	دار الكتب العلميه بيروت
تفسير بيضاوي	دار الفكر بيروت
الفتوحات الإلهية	دار الكتب العلميه بيروت
روح المعاني	مكتبة إمداديه
تفسير ابن جرير	دار الفكر بيروت
تفسير البغوي	ادارة تاليفات اشرفيه ملتان
تفسير كبير	مكتبة حقانيه
تفسير مدارك	قديمى كتب خانه كراچى
تفسير ابن كثير	دار الكتب العلمية بيروت
تفسير خازن	مكتبه فاروقيه پشاور
مفردات ألفاظ القرآن	الدار الشامية بيروت
الدرّ المنثور	دار الفكر بيروت
صحيح البخاري	دار السلام الرياض

صحيح مسلم	دار السلام الرياض
جامع الترمذي	دار السلام الرياض
المسند للإمام أحمد	دار الفكر بيروت
المعجم الكبير	دار إحياء التراث العربي بيروت
مجمع الزوائد	دار الكتب العلمية بيروت
حلية الأولياء	ادارۂ تالیفات اشرفیه
كنز العمّال	ادارۂ تالیفات اشرفیه
صحيح مسلم بشرح النووي	دار إحياء التراث العربي بيروت
عمدة القاري	دار الفكر بيروت
فتح البا ري	دار الحديث القاهرة
مرقاة المفاتيح	مكتبۂ رشيديه كوئٹه
مرآة المناجيح	نعیمی كتب خانه گجرات
نزهة القاري	بركاتی پبلشرز كراچی
الفتاوى الرضوية	رضا فاؤنڈیشن لاهور
فتاوى حديثيه	قديمی كتب خانه كراچی
المواهب اللدنية	دارالكتب العلميه بيروت
مدخل لابن الحاج	دار الفكر بيروت
الدولة المكيّة مترجم	نذیر سنز پبلشرز لاهور
توضيح البيان	حامد اینڈ كمپنی لاهور

مقالات سعیدی	فرید بك اسٹال
مسئلۂ حاضر وناظر	پاكستان سنّی اتحاد فيصل آباد
علم غيب	ادارۂ مسعوديه
جاء الحق	قادری پبلشرز لاهور

طوبی ویلفئیر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

فقیہ العصر مفتی محمد ابوبکر صدیق صاحب (رئیس دارالافتاء Qtv) کے زیرِ سرپرستی طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، اسکے قیام کا مقصد مسلم اُمّہ کو خالصتاً ایسا مذہبی پلیٹ فارم میّسر کرنا ہے جو نہ صرف ہماری دینی رہنمائی کرتا ہو بلکہ لوگوں کو جدید عصری علوم سے بھی آشنا کرے اور اس ادارے سے ایسے پاکیزہ فکر صالح و پرہیز گار حفّاظ، علماء، مفتیانِ کرام اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین تیار ہو کر میدان عمل میں آئیں جو نہ صرف جدید علوم پر دسترس رکھتے ہوئے ہر شعبہ ہائے زندگی میں خدمات انجام دیں بلکہ اپنے اپنے شعبوں میں لوگوں کی دینی رہنمائی کا حق بھی ادا کریں، تا کہ مسلم معاشرے میں پائی جانے والی بے چینی، مایوسی، احساس کمتری اور اخلاقی انحطاط کا خاتمہ ہو اور ہمارے نوجوان ایک مرتبہ پھر مسلم اُمّہ کی قیادت کے اہل ثابت ہو سکیں بلکہ دنیائے اسلام کے بے بس مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر عزّت وسرخروئی دلا سکیں، اسکے لئے ابتدائی طور پر طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت درج ذیل ادارے اور پروگرام کا آغاز ابتدائی سطح پر کر دیا گیا ہے جو آپ کے تعاون سے مزید فروغ پائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

درس نظامی (عالم کورس):

پاکستان کے مختلف شہروں کراچی، میرپور خاص، کوئٹہ وغیرہ میں رہائشی وغیر رہائشی طلبہ تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

دار الافتاء:

عوام الناس کی سہولت اور دینی رہنمائی کے لئے پاکستان کے مختلف مقامات پر دارالافتاء کا قیام عمل میں آچکا ہے، جہاں آپکے مسائل کا قرآن وسنّت کی روشنی میں جواب دیا جاتا ہے، فارغ التحصیل علماء کوفتویٰ نویسی کی تربیت دی جاتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے درمیان مفتیانِ کرام کے موبائل فون نمبرز مشتہر کردیئے گئے ہیں تاکہ لوگ فوری طور پر رابطہ کرکے درست مسئلہ معلوم کرسکیں نیز دنیا بھر سے آئے ہوئے استفتاء جات کے تحریری جوابات دیئے جاتے ہیں۔

تعلیم القرآن، قرآن فہمی:

طلباء وطالبات کو حفظ وناظرہ کی تعلیم اور ابتدائی دینی معلومات سے روشناس کرایا جارہا ہے، نوجوانوں میں فکری شعور بیدار کرنے کیلئے کراچی اور دیگر شہروں میں مختلف مقامات پر درسِ قرآن منعقد ہورہے ہیں۔

شارٹ کورسز:

عنقریب قرآن وحدیث کی تعلیمات پر مشتمل مختلف شارٹ کورسز کا آغاز کیا جائے گا۔

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کا قیام:

مستقبل قریب میں اسلامک یونیورسٹی کے لئے وسیع وعریض جگہ کا حصول، جس میں دنیا بھر کے نوجوان ادارے سے فیضیاب ہوکر ساری دنیا میں اسلام کے فروغ

کیلئے خدمات انجام دیں گے۔

مجلس مصالحت:

معاشرتی وخاندانی تنازعات کے تصفیہ اور لوگوں کو وقت ومال کے ضیاع سے بچانے کے لئے مفتیان کرام پر مشتمل مجلس مصالحت عمل میں آچکی ہے۔

مجلس الفقہاء:

دور حاضر میں نت نئے معاملات ومسائل درپیش آتے ہیں ان پر تحقیق اور حل کیلئے ماہر مفتیانِ کرام پر مشتمل مجلس الفقہاء کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

اسلامک ریسرچ سینٹر:

کتبِ اسلاف پر تحقیق کیلئے تحقیقی کاوشوں میں مصروفِ عمل ہے، جسمیں اب تک کئی کتابوں پر تحقیقی کام مکمل ہوچکا ہے۔

ویب سائٹ:

ملک وبیرون ملک اسلامی لٹریچر کوفروغ دینے کے لئے ویب سائٹ کا قیام جس کا ایڈریس www.toobawelfare.com ہے۔ الحمد للہ عزوجل! طوبیٰ اسلامک مشن سے تعلق رکھنے والے مفتیان کرام پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرونک میڈیا مثلاً Qtv، حق tv، لبیک اور دیگر ٹی وی چینلز پر بھی شب وروز دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ماھانہ مجلّہ کا اجراء:

مسلم امہ کو درپیش چیلنجز اور انکا حل، دینی مسائل، جدید مسائل اور انکا حل، روحانی علاج، عالم اسلام کے خلاف ہونے والی بین الاقوامی سازشوں کا مؤثر علاج

اور مسلم امہ میں بیداری کیلئے اہم ترین مواد پر مشتمل ایک اہم رسالے کا اجراء کیا جارہا ہے۔

دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے مختلف فلاحی امور مثلاً مفت ڈسپنسریز کا قیام، مستحقین کی امداد اور نادار طلباء کے لئے مفت تعلیمی سہولت وغیرہ کیلئے ویلفیئر کا کام جاری ہے۔

اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ہم نے امتِ مسلمہ کیلئے ایک عظیم کارِ خیر کی بنیاد رکھ دی ہے، اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے آپ تمام حضرات کا تعاون درکار ہے، اس عظیم کارِ خیر میں حصہ لے کر دنیاوی واخروی کامیابیاں حاصل کیجئے۔

شرعی مسائل کے فوری حل کے لئے

(دارالافتاء اور مفتیان کرام کے رابطہ نمبرز)

دار الافتاء جامع طوبیٰ

ایڈریس: طوبیٰ مسجد، ملّت گارڈن، نزد محبت نگر، ملیر، کراچی

PH:021-4117900

شیخ الحدیث مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی صاحب مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء Qtv، دارالافتاء جامع طوبیٰ) 0300-2171063

مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی	0300-3501062
مفتی محمد علی	0322-2334563

مفتی محمد فاروق صدیقی	0322-3003260

مرکزی دار الافتاء اہلسنت

جامعہ مصطفویہ رضویہ، ایس ٹی ۱۰، اسکیم ۳۳، KESE سوسائٹی، صفورا گوٹھ، کراچی

0215416280

مفتی محمد وسیم اختر (رئیس)	0300-2415263
مفتی خالد کمال	0321-2266121
مفتی عابد نسیم	0300-9296362
مفتی محمد رضوان	0300-2312214

دار الافتاء وجامعہ نضرۃ العلوم

نضرۃ العلوم 10 B ہرڈ ڈیوس روڈ گارڈن ویسٹ نزد تنظیم پلازہ کراچی

021-2227027

استاذ العلماء مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی	0321-2774112

دار الافتاء وجامعہ انوار القرآن

مدنی مسجد گلشن اقبال بلاک ۵ کراچی

مفتی محمد اسماعیل نورانی	0321-2021745

دار الافتاء فیضانِ شریعت

جامعۃ المصطفیٰ الرضویہ، جامع مسجد شان مصطفیٰ، گلشن غازی موڑ سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

مفتی محمد عابد مبارک (رئیس)	0300-2288015
مفتی محمد عمران	0333-3503931
مفتی محمد عبداللہ	0333-3939225

دار الافتاء فاروقیہ

جامع مسجد فاروقیہ، سیکٹر 11L، سلیم سنٹر، نارتھ کراچی

ابوالبیان مفتی محمد حسّان قادری (رئیس)	0300-2233299
مفتی عاصم القادری	0333-3503969

دار الافتاء انوار الشریعۃ

جامع مسجد معظم، چشتی نگر، اورنگی ٹاؤن سیکٹر 111/2، کراچی

مفتی سید صابر حسین (رئیس)	0321-2880864

دار الافتاء حنفیہ قادریہ

جامعہ حنفیہ قادریہ، الحبیب مسجد، سریاب پھاٹک، زرغون روڈ، کوئٹہ

مفتی محمد صدیق المدنی (رئیس)	0300-9385025

دار الافتاء شیخ ابو الخیر

524-15-B1، مین کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور (پنجاب)

مفتی محمد ریاض	0321-2043363
مفتی محمد امجد غفور	0334-3179687

درسِ نظامی اور حفظ و ناظرہ کی تعلیم کے لیے جامعات جامعہ مصطفویہ رضویہ

ایس ٹی ۱۰، اسکیم ۳۳، KESE سوسائٹی، صفورا گوٹھ، کراچی

PH:021-5416280

جامعہ ہذا میں تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کا بھی انتظام کیا گیا ہے، جس میں جدید بینک کاری استاذ العلماء مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری اور دیگر مضامین ماہر مفتیانِ کرام کے زیرِ نگرانی کروائے جاتے ہیں، نیز انگلش لینگویج کورس کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق ماہر مفتی تیار ہوسکیں، تخصص اور درسِ نظامی کے طلباء کے لیے طعام و قیام کا انتظام ہے۔

جامعۃ المصطفیٰ الرضویہ

جامعۃ المصطفیٰ الرضویہ، جامع مسجد شان مصطفیٰ،
گلشن غازی موڑ سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

جامعہ ہذا میں درس نظامی، انگلش لینگویج کورس کی تعلیم

وطلباء کے لیے طعام و قیام کا انتظام ہے۔021-5404378

جامعہ نور الاسلام

جامع مسجد نور الاسلام، نزد اکبر چوک سیکٹر C -14،
بلال کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

PH: 021-6650417, Mob: 0300-2174476

دارالعلوم کنزالایمان

ایڈریس: پلیٹ فارم میرپور خاص (سندھ) 0333-3743292

جامعہ حنفیہ قادریہ

الحبیب مسجد، سریاب پھاٹک، زرغون روڈ، کوئٹہ (بلوچستان)

0300-9385025